قال من جل مجدہ انہ لقول فصل وما ہو بالہزل

لفضل خالق زمین و زمان کتاب لاجواب بادر رسالہ کامل النصاب در تحقیق و تنقیح مسائل مختلفہ

اول مرتبہ ۵۰۰ جلد | مسیسیا بہ | قیمت فی جلد ۶ر

قانون شریعت محمدی

۱۲ ۸۹

تصنیف لطیف عالی دودمان رئیس والا شان حامی سنۃ قامع البدعۃ

جناب منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر رئیس سہسوان

در مطبع آگرہ پریس باہتمام منشی محمد مولا بخش مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوندا سب تعریف تجھی کو لائق و سزاوار ہے کہ تو نے ہمکو محض اپنے فضل و عنایت سے ظلمت کفر و ضلالت اور تاریکی شرک و بدعت سے بچا کر سبیل نجات کے واسطہ اپنی حبیب پاک کی تعلیم فرمائی میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک تو مالک دو جہان ہے خالق زمین و آسمان ہے جو چاہا وہ تو نے کیا اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو چاہیگا وہ کریگا کوئی تیرا شریک و سہیم و مانع و مزاحم نہیں سب تیری طرف محتاج ہیں ہر چیز و ہر شئی کا تو ہی خالق و مالک ہے معبود ہے تو سب کمال کی صفتوں میں نرالا ہے واقعی تیری خدائی کو نقص و زوال سے جدائی ہے اور ہر عقل و ذہن رسا کو ادراک کماہی حقیقت میں اقرار نارسائی ہے لاریب جامع جمیع صفات کمال ہے بلاشبہ تیرا ہی نام ذوالجلال ہے میری زبان میں طاقت کہاں جو تیری حمد ادا کرسکوں اور یہہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندے اور رسول تیرے ہیں تو نے خاص واسطے رحمت اور ہدایت اپنی مخلوقات کے

انکو مبعوث فرمایا اور سب فرشتگان و جن و انس میں افضل ٹھہرایا مین ہزار جان و دل سے
درود بھیجتا ہون اُنپر اور اونکے سب آل و اصحاب اور ازواج پر بعد اسکے اذل الثقلین طالب
بہبود دارین ہرزہ گرد کوے نادانی محمد فاخر حسین ابن منشی احتشام الدین محمد صاحب مرحوم
مغفور صدیقی سہسوانی عفا اللہ عنہما خدمت مین برادران دینی و مخلصان یقینی کے عرض کرتا ہے
کہ عزیزی مولوی حافظ سید اقبال حسین صاحب ہمشیرہ زادہ اور خال با افضال عالی مناقب
میر مظہر علی صاحب رئیس اعظم شہر نے ایک رقعہ حبیب دلی محمد نیاز حسن خانصاحب کا جسکی عبارت
یہہ ہے - دریبولا اہل سنت والجماعت مین دو فرقے ہوئے ہین ایک ایک کو وہابی اور دوسرا
دوسرے کو بدعتی وہابی کہتا ہے اور مسائل مفصلہ ذیل پر باہم دونون کی بحث ہے آپکو اس بارہ
مین جو کچھہ تحقیق ہوئی ہو بلا کم و کاست لکھہ دیجیے کہ بطور دستور العمل اپنے پاس رکھون +
سوال اول اہل سنت والجماعت کے کیا معنی ہین اور بدعت شرع مین کس چیز کو
کہتے ہین اور سب بدعات ضلالت ہین یا کوئی مستحسن بھی ہے + **سوال دوم** جو مسائل
کہ بالفعل بین العلما مختلف فیہ ہین اونمین عوام کو تقلید کسکی کرنی چاہیئے + **سوال سوم**
استعانت اہل قبور سے جایز ہے یا نہین اور سفر کرکے خاص واسطے زیارت اہل قبور کے جانا
اور ہر سال قبر پر یا حوالی مین اوسکے کثرت سے چراغ جلانا کہ جسکو عرس کہتے ہین اور قوالون کا
راگ یا مزامیر ہونا اور قبر پر غلاف ڈالنا اور میت کے واسطے چادر چڑہانا اور طواف کرنا اور
بوسہ دینا اور سجدہ کرنا درست ہے یا نہین + **سوال چہارم** کھانا سامنے رکھکر ہاتھہ
اوٹھاکر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے اور تعین سوم و دہم و چہلم وغیرہ جو واسطے ایصال ثواب کے

کرلیتے ہین درست ہے یا نہین + سوال پنجم گچ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا درست ہے یا نہین + سوال
بتخصیص ربیع الاول مولد شریف کا پڑھنا اور اوس وقت لوبان کا جلانا اور تعظیماً وقت ذکر
ولادت قیام کرنا اور آدمیون کا بلانا اور شیرینی تقسیم کرنا اس ہیئت مجموعی کے ساتھ منعقد
کرنا مجلس کا درست ہے یا نہین + سوال ہفتم مشہور ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
تہتر فرقے ہین اور اونمین سے بہتر ناری ہین اور ایک ناجی اور ہر فرقہ والے فقط اپنے آپ کو
ناجی کہتے ہین پس نفس الامر مین کونسا فرقہ ناجی ہے + سوال ہشتم گیارہوین حضرت
پیران پیر کی بطریق منت یا بتوقع نفع دنیوی کے جو اکثر لوگ کرتے ہین درست ہے یا نہین +
سوال نہم شریعت مین مسئلہ کس چیز سے ثابت ہوتا ہے اور مجتہدین سے خطا بھی ہوتی ہے
یا نہین + سوال دہم سواے اللہ رب العزت کے اور کسی شخص کی غیب دانی بھی ثابت ہے یا نہین +
سوال یازدہم مثل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق برحق اگر چاہے تو اور بھی
خلق کر سکتا ہے یا نہین + سوال دوازدہم شیخ سدو کا بکرا علی کبیر کی گاے بالے کا مرغا
شاہ عبدالحق کا توشہ درست ہے یا نہین + سوال سیزدہم مدار بخش سالار بخش پیر بخش نبی بخش
بندہ حسن عبدالنبی علی ہذا القیاس اسی قسم کے نام رکھنا کہ جسمین نسبت انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ کی
ہوتی ہو کیسا ہے + سوال چہاردہم شفاعت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باذن
اللہ ہوگی یا حاجت اذن جدید کی نہین اور یہہ جو لوگ کہتے ہین کہ تقویۃ الایمان مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھا ہے صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہے تو اسکا کیا مطلب ہے اور
یہہ بھی مشہور ہے کہ تقویۃ الایمان مین بڑی سے بڑی مخلوق کے حق مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی کی

شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل زیادہ ہے آیا یہ قول موجب کفر اور باعث گستاخی ہے یا نہین

سوال پانزدہم[۱۵] نماز غوثیہ کا پڑہنا کیسا ہے **سوال شانزدہم**[۱۶] تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑہنا اور اوسپر کونڈا چڑہانا اور عرضی لکھکر آویزان کرنا اور تعزیہ دارون کو شربت پلانا اور مہدی منت کی چڑہانا اور عشرہ محرم مین غم کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا۔

راقم کو دیگر فرمایا کہ ہمکو بجہت اشغال کثیرہ جواب لکھنے کی فرصت نہین تجکو کسی قدر اطمینان ہے اور ان مسائل کی طرف توجہ بھی زاید ہے اور تصحیح امور دینی اور مثوبات یقینی سب کامون مین اہم ہے اور اوسکی تحریر و ترقیم مین فائدہ اتم ہے کیونکہ اکثر اشخاص منشا نزاع سے غافل اور تحقیق حق سے عاطل تو جواب مسائل مسئولہ کا لکہہ احقر جسقدر عذر کم بضاعتی اور بے استعدادی درمیان مین لایا انتہای اوسطرف سے اصرار و استبداد بڑہا ناچار بموجب المامور معذور جواب سوالات کا جو زبان فضلای ذوی الاقتدار و کتب رسایل علمای نامدار سے محقق ہوا تھا بسند آیات و آحادیث و آثار صحابیہ بلا تعصب و بغیر نفسانیت کے بطور قول فیصل لکھا اور نام تاریخی اس رسالہ کا قانون شریعت محمدی[۱۲۹۹] رکھا اور جو جو عمدہ دلیلین اور مضمون رسائل طرفین مین مرقوم تھے اونکو اسمین مذکور کیا اور قیل و قال اور طول مقال کو متروک و مہجور رکھا اور جو باتین تصریحاً اور استنباطاً مخالفین کے کلام سے نکلتے تھے اور اونکا مطلب اون سے ثابت ہوتا تھا اوسکو پیرایہ سوال مین ذکر کیا اور جتنی باتین رسایل مخالفین مین نظر پڑین اونکو تکمیل و تتمیم بحث کے لئے ذکر کیا مگر مقصود اس عاجز کا جواب اون رسایل کا نہین اسلئے کہ بموجب مصرعہ مشہورہ ع امور مصلحت ملک خسروان دانند + مخالفین

اور جن لوگون سے مخاطبہ اور مباحثہ ہے وہ اون رسائل وکتب کا جواب لکھتے ہین اور الکہنے
مینے فقط تکمیل بحث اور تتمیم بحث کے لئے سیف الاسلام وافادات صمدیہ واحمدیہ سے اس نظر
سے بعض جگہہ تعرض کیا کہ اگر رسائل مسطورہ سے بالکل التعرض نہ کیا جاے گا تو مبادا موافقین
اور مخالفین کہین کہ یہہ شخص اپنے مدعا کے اثبات سے عاجز وقاصر ہے کتب مسطورہ مین فلان فلان
بات کا جواب موجود ہے یہہ اوسکے جواب سے ساکت ہے اگرچہ اس رسالہ مین بہت باتین نئی ہین
جو کتب ورسایل اہل حق مین کہ قبل اسکے اسباب مین تصنیف ہوئی ہین پائی نہین جاتین اور
بعض باتین پہلی بھی ہین لیکن حتی المقدور اتمام دلائل اور براہین اور افادہ اور اثبات اپنے مدعا
مین کسیطرح دریغ نہین کیا جو صاحب اس رسالہ کو دیکھینگے اور انصاف فرماوینگے توانشاءاللہ
تعالی بشرط فہم بہت حظ اوٹھاوینگے تابمقدور رسالہ ہذا مین مضامین کو بعبارت سلیس ادا کیا
کیونکہ مقصود اس سے نفع مسلمانونکا ہے اور رضاء اللہ جل شانہ کی داد وسرور انشاپردازان
اور تحسین ولطف سخنوران سے غرض نہین نکسی سے بحث کا خیال ہے رفاہ خلایق منظور ہے
اگر کوئی صاحب بموجب نیش عقرب نہ ازپے کین است ٭ مقتضائے طبیعتش اینست
معترض ہون اور جواب لکھین توان باتون کا ضرور لحاظ رکھین اولا تہذیب کو ہاتھ سے
نہ دین دوسرے اقوال مردودہ سے سند نہ پکڑین تیسرے ہم بھی ہین پانچون سوارون
مین اسکی مصداق ہون جسطرح راقم نے اپنے مذہب کو آیات واحادیث وآثار صحابہ سے
ثابت کیا ہے اسی طرح وہ بھی اپنے دعوی پر دلیل لائین یہہ نہ ہو کہ اقوال علما ومشایخ
مقابلہ مین احادیث وآثار کے پیش کرین کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف کا کسی

شخص کا قول غیر مقبول نہین کرسکتا صرف نام کے واسطے جواب تحریر نہ فرمائین کہ استعداد ون
کو گمراہ نکرین عالمون کو نہ ہنسائین اگر جواب لکھین تو چاہیئے کہ کل سوالون کا جواب مع ماله وما علیه
کے تحریر فرمائین اور جس سوال کا جواب نہ لکھین تو صاف لکھدین کہ اسکو ہمنے تسلیم کر لیا فقط
اب بدرگاہ مجیب الدعوات کمال ادب اور عجز کے ساتھ دست بدعا ہون خداوندا تو عالم الغیب
ہے دلون کے حال سے خوب واقف ہے تو جانتا ہے کہ اس رسالہ کو مینے محض واسطے نفع رسانی
مسلمان بھائیون کے لکھا ہے نہ واسطے اپنی نام آوری کے پس تیرے حضور مین گذارش کرتا ہون
اور دعا مانگتا ہون اے میرے مالک ناظرین وسامعین کو اپنی عنایت سے توفیق اسپر عمل کرنیکی دے
اور میرے واسطے اس کتاب کو باعث نجات اور باقیات صالحات سے ٹھہرا آمین ثم آمین ❊

سوال اول اہل سنت والجماعت کے کیا معنی ہین اور بدعت شرع مین کس چیز کو کہتے ہین اور سب بدعات
ضلالت ہین یا کوئی مستحسن بھی ہے انتہی **اقول** بحولہ وقوتہ قبل لکھنے جواب کے چند احادیث اور قول
علما کے جو بدعت کی مذمت مین آئی ہین اونکو متوجہ ہوکر سننا چاہیئے صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین مروی ہے
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسوقت ظاہر ہون فتنے اور لوگ میرے اصحابون کو برا کہین پس چاہیئے کہ عالم
اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو کوئی اہل علم مین سے ایسا نکرے اوسپر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتون کی
اور سب آدمیون کی نہ قبول کریگا اللہ اوس شخص کے فرض اور نہ نفل اور ایک روایت مین ہے کہ جب
ظاہر ہون بدعتین الخ و لفظون کا ایک اخرج الخطیب البغدادی وغیرہ انہ صلعم قال اذا ظهرت الفتن
او قال البدع وسبت اصحابی فلیظهر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ما ظهر اهل بدعۃ الا اظهر اللہ فیهم

حجۃ علی لسان من اتباعہ من خلقہ معنی تکیہ میں نہیں ظاہر ہوا ہے تو ہین اہل بدعت مگر یہہ کہ ظاہر کرتا ہے اللہ
محبت اوپر اونکے لسان اوس شخص کسی کو چاہتا ہے خلق اپنے سے مطلب یہہ کہ جب اہل بدعت کا غلبہ ہوتا ہے تو اونکے
واسطے اللہ تعالی کسی شخص کو پیدا کرتا ہے اپنی مخلوقات میں سے کہ وہ اونکا رد کرتا ہے اور بیہقی اور ابن ماجہ نے نقل کیا
کہ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوۃ ولا صوما ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا و
یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین) یعنی قبول نہیں کرتا اللہ تعالی بدعتی کی نماز اور نہ روزہ اور نہ صدقہ
اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ نفل اور نہ فرض اور نکل جاتا ہے اسلام سے جیسے کہ نکلجاتا ہے بال آٹے سے
اور ابو نعیم نے نقل کیا کہ اہل البدعۃ شر الخلق والخلیقۃ معنی اسکے یہہ کہ اہل بدعت تمامی خلق سے بدتر ہیں
اور بعضوں نے کہا ہے کہ خلق سے مراد جانور ہیں اور خلیقہ سے مراد آدمی ہیں تو مطلب اسکا یہہ ہوا کہ اہل بدعت
آدمی اور جانوروں سے بدتر ہیں اور صواعق میں خزاعی سے نقل کیا کہ اہل البدعۃ کلاب النار یعنی اہل بدعت
جہنم کے کتے ہیں اور طبرانی اور ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں حضرت ابن عباس سے نقل
کیا کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے (ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ)
معنی اسکے یہہ ہوئے کہ اللہ تعالی نے انکار کیا ہے کہ قبول کرے عمل بدعتی کا جبتک کہ وہ اپنی بدعت سے توبہ
نکرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالی توبہ بدعتی کی قبول نہیں کرتا جبتک کہ وہ اپنی بدعت
کو نہیں چھوڑتا ہے چنانچہ طبرانی میں یہہ حدیث موجود ہے اور بیہقی نے بھی اسکی تخریج کی ہے اور طبرانی
نے نقل کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام یعنی
جو شخص بدعتی کی تعظیم کرے تو اوسنے مدد دی اوپر ڈھانے اسلام کے یہہ حدیث مشکوۃ شریف میں
ہے اور صواعق میں خطیب بغدادی دیلمی سے نقل کیا کہ جب کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام میں فتح ہوتی ہے

بدعات کے اگرچہ درجات ہین اور وہ باعتبار اون مراتب اور درجات کے متفاوت ہین لیکن مقصود یہان اتنا ہی ہے کہ
احادیث مین بدعت اور اہل بدعت کی بہت برائی آئی ہی عاقل دیندار کو چاہیے کہ بدعت سے بہت بچتا رہے عرباض
ابن ساریہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایکدن خطبہ پڑہا کہ اوس سے آنکہون سے آنسو نکلے اور دل کانپ گئے ایک شخص نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ نصیحت تو رخصت کرنیوالیکی سی معلوم ہوتی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ جو
کوئی تم مین سے زندہ رہیگا وہ امت مین بہت سا اختلاف دیکہیگا پس تمکو چاہیے کہ اپنے اوپر میری سنت اور خلفاء
راشدین کی سنت کو لازم پکڑو وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ یعنی بچاؤ تم
اپنے آپ کو نئی باتون سے پس اسلئے کہ ہر نئی بات بیشک بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی روایت مین ہے وکل
ضلالۃ فی النار یعنی سب گمراہیان جہنم مین ہین ابتو اقوال علماء و اولیاء اللہ کی سنو حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین
مین لکہتے ہین کہ اہل بدعت کے پاس نجاوے اور نہ اونسے سلام علیک کرے کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے جو شخص سلام
کرے بدعتی پر تو اوسنے اوسکو دوست رکہا واسطے قول رسول اللہ صلعم کے کہ تم آپسمین سلام کو جاری کرو تاکہ تم مین محبت
ہو جاوے اور نہ اونکے پاس بیٹہے اور نہ لوگونکو مبارکبادی دے عیدون مین اور وقت خوشی کے اور نہ نماز اون پر پڑہی
جسوقت کہ مرین اور نہ رحم اون پر کرے جسوقت کہ اونکا ذکر کیا جاوے بلکہ اونسے دور ہو اور اونسے عداوت رکہے
خدا تعالی کے واسطے دران حالیکہ اعتقاد رکہتا ہو جہوٹے ہونے مذہب اونکی کا اور طلب کرنیوالا ہو ساتہہ اسکے ثواب بہت سا
اور فضیل بن عیاض سے کہ بڑے اولیاء اللہ مین سے تہے حضرت پیران پیر نقل کرتے ہین وقال فضیل بن عیاض من
احب صاحب بدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نور الایمان من قلبہ واذا علم اللہ عزوجل من رجل انہ مبغض
صاحب بدعۃ رجوت اللہ ان یغفر ذنوبہ وان قل عملہ واذا رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر معنی
اسکے یہہ ہوے کہ فضیل بن عیاض کہتے ہین جو شخص محبت رکہے بدعتی سے ضایع کرتا ہے اللہ عمل اوسکے اور نکالتا ہے

تو ایمان دل اوسکے سے اور جسوقت کہ جانتا ہے اللہ تعالی کسی شخص کو کہ وہ دشمنی اہل بدعت سے رکہتا ہے تو مین
امید رکہتا ہون اللہ تعالی سے کہ اوسکے گناہ بخشدے اگرچہ اوسکے عمل تہوڑے ہون اور جسوقت کہ دیکہے تو کسی بدعتی کو
راہ مین پس لے دوسرا رستہ اور اوس رستہ سے مت نکل اور یہی لکہتے ہین وقال فضیل بن عیاض سمعت سفیان
بن عیینۃ یقول من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ حتی یرجع وقد لعن النبی صلعم المبتدع فقال
صلعم من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ الصرف والعدل
یعنی بالصرف الفریضۃ وبالعدل النافلۃ انتہی معنے اسکے یہہ ہوئے کہ حضرت فضیل بن عیاض نے حضرت
سفیان بن عیینۃ سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے جو شخص پیچہے جنازہ بدعتی کے چلے ہمیشہ خدا کے غصہ مین رہتا ہے یہانتک
کہ لوٹے اور تحقیق لعنت کی رسول اللہ صلعم نے بدعتی پر پس فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص نکالی کوئی نئی بات
یا جگہہ دے بدعتی کو یا بدعت کو پس اوپر اوسکے لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیون کی نہین
قبول کرتا ہے اللہ تعالی اوس سے صرف اور نہ عدل مراد ساتہہ صرف کے فرض ہے اور ساتہہ عدل کے نفل اور یہہ
بات بہی دریافت کرنیکے قابل ہے کہ مراد اہل بدعت سے احادیث اور کلام علما اور اولیاء اللہ مین کون لوگ ہین
سو اسکا اثبات بہی ہم حضرت پیران پیر کے کلام سے کرتے ہین فرمایا حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین مین
واعلم ان لاہل البدع علامات یعرفون بہا فعلامۃ اہل البدعۃ الوقیعۃ فی اہل الاثر معنی اسکے یہہ ہین
کہ جان تو کہ تحقیق واسطے بدعتیون کے علامتین ہین کہ اونسے پہچانے جاتے ہین پس علامت اہل بدعت کی
مذمت کرنا اہل حدیث کی ہے اور یہہ بعد نقل قول فرق باطلہ کے کہ وہ اہل سنت کے نام طرح طرح کے رکہتے
ہین فرماتے ہین ولا اسم لہم الا اسم واحد ہو اصحاب الحدیث یعنی اہل سنت کا نام نہین ہے مگر ایک نام
اور وہ نام کیا ہے یعنی اہل حدیث یہہ بات محض اہل اسلام کی خیرخواہی کے واسطے نقل کی اب مین

جواب سوال کا شروع کرتا ہون الجواب اہل سنت جماعت سے وہ لوگ مراد ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلی
الله علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی جماعت کے طریقہ شفقہ پر چلتے ہین چنانچہ حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین
مین لکھا ہے (وعلی المومن اتباع السنۃ والجماعۃ فالسنۃ ما سنہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم
اور مسلمان پر اتباع سنت اور جماعت کا لازم ہے پس سنت وہ ہے جو رسول خدا صلعم نے کیا ہو
والجماعۃ ما اتفق علیہ اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی خلافۃ الائمۃ الاربعۃ الخلفاء الراشدین
اور جماعت وہ ہے کہ جسپر اصحاب رسول الله صلعم خلافت ائمہ اربعہ خلفا ہے الراشدین
المهدیین رحمۃ الله علیہم اجمعین انتہی) اور فخر الاسلام بزدوی نے اصول فقہ مین لکھا ہے (العلم نوعان
مہدیین مین متفق ہوئے ہون ۱۲ علم دو این دو قسم
علم التوحید وعلم الصفات وعلم الشرائع والاحکام والاصل فی النوع الاول هو التمسک بالکتاب والسنۃ
پر ہے علم عقاید اور علم مسائل اصل علم اول مین قرآن وحدیث سے چنگل ما رنا اور ہوا سے نفس اور بدعات سے بچنا اور طریق سنت وجماعت
ومجانبۃ الهوی والبدعۃ ولزوم طریق السنۃ والجماعۃ الذی کان علیہ الصحابۃ والتابعون ومضی علیہ
کا جسپر صحابہ تابعین اور سلف صالحین تھی لازم پکڑنا ہے ۱۲
الصالحون) اور ایسا ہی شرح عقائد اور مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی اور مرج البحرین سے ثابت ہے
اور بدعت شرع مین اوس چیز کو کہتے ہین کہ جو چیز دین مین نکالی جاوے بغیر دلیل شرعی کے اور ہر بدعت
شرعی ضلالت وگمراہی ہے اور موافق تحقیق محققین کے کوئی چیز بدعت حسنہ نہین ہوتی ہے اب
شواہد اس دعوی کی سنو فتح الباری شرح بخاری مین ہے (قولہ علیہ السلام شر الامور محدثاتہا
قول آنحضرت صلعم شر الامور محدثات مین
بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد بہ ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ
لفظ محدثات بفتح دال جمع محدثۃ کے ہے اور مراد اوس سے وہ چیز ہے کہ نکالی جاوے دین مین اور شریعت مین اوسکی اصل نہو اوسکو عرف شرع مین
وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ فالبدعۃ فی عرف الشرع مذموم بخلاف اللغۃ) انتہی
بدعت کہتے ہین اور جسکی اصل شریعت مین ہو وہ بدعت نہین ہے پس بدعت مطلقا شرع مین مذموم ہے اور لغت مین مذموم نہین ۱۲
اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے (قولہ محدثاتہا والمراد بہا ما احدث ولیس لہ اصل
مراد محدثات سے وہ چیز ہے کہ ایجاد کیا ہے اور شرع مین
فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ) انتہی
اوسکا کچھ اصل نہو اور اوسکو عرف شرع مین بدعت کہتے ہین اور جسکی اصل شریعت سے ثابت ہے وہ بدعت نہین ہے ۱۲
اور معین ابن صفی نے شرح اربعین مین لکھا ہے (والمراد بالبدعۃ ما احدث مما لا اصل لہ فی الشرع
مراد بدعت سے وہ چیز ہے کہ جو ایجاد کیجاے اور شرع سے اوسکا کچھ اصل
واما ما کان لہ اصل فلیس ببدعۃ شرعا وان کان بدعۃ لغۃ) اور کشف بزدوی مین کہ بہت
نہو اور جو چیز کہ اصل اوسکی شرع سے ثابت ہے وہ بدعت شرعی نہین ہے اگرچہ باعتبار لغت بدعت ہووے ۱۲

معتبر کتاب ہے لکہا ہے (البدعۃ الامر المحدث فی الدین الذی لم یکن علیہ الصحابۃ والتابعون) انتہی
بدعت وہ امر محدث دین ہے جسکو صحابہ و تابعین نے نہ کیا ہو ۱۲
اور شرح مصابیح ابن ملک مین ہے (من عمل عملا او قال قولا فی الدین ولیس فی القرآن
جو شخص کرے کوئی کام کرے یا کوئی بات دین مین کہ جو قرآن اور احادیث رسول اللہ صلعم
ولا فی احادیث رسول اللہ صلعم لا یجوز قبولہ ویسمی ذلک الفعل او القول بدعۃ) انتہی اور امام
مین ثابت ہو قبول کرنا اوسکا جائز نہیں اور اوس قول و عمل کا نام بدعت ہے ۱۲
البغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے شرح سنۃ مین کہا ہے (البدعۃ ما احدث علی غیر قیاس
بدعت وہ شے ہے کہ جو نکالی جاوے بغیر قیاس کسی
اصل من اصول الدین) انتہی اور امام خطابی نے لکہا ہے (کل شیء احدث علی غیر مثال اصل
اصل کے اصول دین سے ۱۲ | ہر شے کہ نکالی جاوے بغیر مثال کسی اصل کے قواعد
من اصول الدین وعلی غیر عبارۃ وقیاس فہو بدعۃ وضلالۃ واما ما کان مبنیا علی قواعد
دین سے اور عبارت و قیاس کے تو اوسکی صورت جو وہ بدعت اور ضلالت ہے | اور جو مبنی ہو قواعد اصول اور دلائل
الاصول ومردود الیہا فلیس ببدعۃ ولا ضلالۃ) انتہی اور کنز العرفان مین لکہا ہے
پر ہو وہ بدعت اور ضلالت نہیں ہے ۱۲
(واما البدعۃ فقد یراد بہا معنی لغوی وہو المحدث مطلقا عادۃ او عبادۃ لانہا اسم من الابتداع
مراد بدعت سے کبہی معنی لغوی ہوتے ہیں اور وہ محدث مطلقا ہے عادت ہو یا عبادت اسواسطے کہ بدعت اسم ابتداع سے ہے
بمعنی الاحداث کالرفعۃ من الارتفاع فمنہ ہی المنقسمۃ فی عبارۃ الفقہاء یعنون بہا
جیسے ایجاد ہے مصدر رفعہ کے ارتفاع سے اور یہی منقسم ہوتی ہے عبارت فقہا مین مراد لیتے ہیں بدعت سے وہ چیز کہ نکالی
ما احدث بعد الصدر الاول مطلقا) انتہی اور طریقہ محمدیہ اور مجالس الابرار مین بہی
بعد صدر اول کے ہو مطلقا ۱۲
اسیطرح ہے پس بیان سے معلوم ہوا کہ جو بدعت شرعی ہے وہ حسنہ نہین ہوتی اسواسطے
کہ جو عبارتین کتب معتبرہ سے منقول ہوئین اون سبکا ملخص یہی ہے کہ جو بات ایسی ہو کہ جسکی اصل
شرع مین نہ ہووے وہ بدعت ہے اور جو بات ایسی ہو کہ جسکی اصل شرع مین ہو وہ بدعت نہین ہے
اور کشف بزدوی مین جو لکہا ہے وہ بہی قریب اسیکے ہے پہر اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ بدعت حسنہ
کے قائل بہت سے علما ہوئے ہین مثل ملا علی قاری اور طیبی اور شیخ وغیرہم کے اور تم کہتے ہو کہ بدعت حسنہ
کوئی چیز نہین ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ جن لوگون نے بدعت کو بدعت حسنہ کہا ہے اونکا قول خلاف
تحقیق ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے (ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ
بچاو اپنے کو محدثات امور سے اسواسطے کہ ہر محدثہ

بدعة وكل بدعة ضلالة) اور اسی اوپر مذکور ہے (فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين
بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے ۱۲ لازم پکڑو تم سنت میرے اور سنت خلفاے راشدین
المهديين) پس اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سنت خلفاے راشدین محدثات امور
مہدیین کے ۱۲
سے نہین اور نہ بدعت اسواسطے کہ اسی حدیث مین سنت خلفاء راشدین کی تابعداری کا حکم کیا
اور محدثات امور سے بچنے کا حکم فرمایا پس سنت خلفاء راشدین کیونکر بدعت ہوگی اور یہی کل
بدعة ضلالة قضیہ موجبہ کلیہ ہے اور لفظ کل کا احاطہ افراد کے لئے آتا ہے اور الفاظ عموم سے
ہے پس مخصص اس حدیث کا بیان کرنا چاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ حدیث (من سن
جو شخص جاری
في الاسلام سنة حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شئ)
کرے اسلام مین طریقہ حسن اوس شخص کو ثواب اوسکا اور ثواب اون لوگون کا جو عامل اوسپر ہونگے ملیگا بدون اسکے کہ اجر عاملین سے کچھ کمی کیجاوے ۱۲
مخصص اس حدیث کی ہے تو اسکے جواب مین اول یہہ حدیث کی تفسیر حدیث سے ہوا کی
ہے مشکوٰۃ شریف مین ہے (قال رسول الله صلعم من احيا سنة من سنتي قد اميتت بعدي
کہا رسول خدا صلعم نے) جو شخص کہ زندہ کرے کسی سنت کو میری سنتون مین سے کہ بعد میرے
فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن ابتدع بدعة
مرگئی ہو پس بیشک ہوویگا اوسکو اجر مثل اجر ان لوگون کے کہ عامل اوسپر ہوئے بغیر اسکے کہ اونکے اجر مین کچھ نقصان واقع ہو اور جو شخص کہ ایجاد کرے بدعت
ضلالة لا يرضاها الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ينقص ذلك من
ضلالت کہ نہ پسند کرے اسکو اللہ اور رسول اوسکا ہوویگا اوس شخص پر گناہ مثل گناہ اور لوگون کے کہ جو اسپر عمل کرین بغیر اسکے کہ اونکے گناہ مین
اوزارهم شيئا رواه الترمذي) اس حدیث کا اور پہلی حدیث کا ایک ہی مطلب ہے اور اس
کچھ تخفیف واقع ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے ۱۲
حدیث مین سن کی جگہہ احیا کا لفظ موجود ہے پس کیونکر اختراع فی الدین اوس سے ثابت
ہوگا دوسرے یہہ کہ صحیح مسلم مین صاحب مشکوٰۃ شریف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اوسکے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سن اختراع کے معنی مین ہووے تو لازم آتا ہے کہ وہ شخص جسکے حق مین
آنحضرت صلعم نے یہہ حدیث فرمائی ہے مصداق اس حدیث کا نہو اسواسطے کہ اوسنے احداث
فی الدین نہین کیا تیسرے یہہ کہ شرع مین احداث ممنوع ہے بدلیل قول آنحضرت صلعم کے

من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد پس اگر بمعنے اخترع ہو تو دونوں حدیثوں مین مخالفت
جس شخص نے نکالی ہمارے دین میں ایسی چیز کہ اوس میں سے نہیں ہے سو وہ مردود ہے
ہوگی اگر کوئی اعتراض کرے اور کہے کہ یہہ حدیث جو تمنے مشکواۃ شریف سے نقل کی اوس سے معلوم ہوتا ہے
کہ بدعت ایک ضلالت ہوتی ہے اور ایک غیر ضلالت اور تم کہتے ہو (کل بدعۃ ضلالۃ) جواب اوسکا
یہہ ہے کہ اس حدیث سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی ہے اسلئے کہ اسی حدیث مین لفظ لا یرضاہا اللہ
ورسولہ بھی بعد لفظ بدعۃ ضلالۃ کے موجود ہے کیونکہ الفاظ حدیث کے یہہ ہین ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ
لا یرضاہا اللہ ورسولہ الی آخرہ پس موافق فہم تمہارے کے لازم آتا ہے کہ بدعت ضلالت بھی دو قسم ہے ہو
ایک بدعت ضلالت جس سے اللہ اور رسول راضی ہو دوسری وہ بدعت ضلالت جس سے اللہ اور رسول
راضی نہو وہین وہو باطل بالاجماع پہر اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہے تراویح کے حق مین
نعمت البدعۃ ہذہ پہر تم کیونکر انکار بدعۃ حسنہ کا کرتے ہو جواب اوسکا یہہ ہے کہ بدعت دو قسم ہے ایک
اچھی بدعت ہے یہہ
لغوی دوسری شرعی حضرت عمر رضہ کے قول مین مراد بدعت لغوی ہے چنانچہ صواعق محرقہ مین کہ بہت معتبر
کتاب ہے لکھا ہے (وقول عمر رض نعمت البدعۃ انما اراد بہا معناہا اللغوی) انتہی اور شرح
بدعت سے مراد قول حضرت عمر نعمت البدعۃ سے معنی لغوی اوسکے ہین
اربعین معین ابن صفی مین مرقوم ہے (وقول عمر فی التراویح نعمت البدعۃ مرادہ بدعۃ لغویۃ) اور اسی طرح
سیف المسلول مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ سنت خلفاء
راشدین بدعات شرعیہ مین داخل ہووے حالانکہ آنحضرت صلعم نے اونکی سنت کی تابعداری کا
حکم فرمایا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ (ما راٰہ المسلمون حسنا فہو
جس چیز کو مسلمان بہتر سمجہین تو وہ
عند اللہ حسن) اور تم کہتے ہو کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہین ہے اور ہم ایسی چیز کو کہ مسلمان اوسے اچہا
خدا کے نزدیک بھی بہتر ہوگی
بدعت حسنہ کہتے ہین تو اوسکا جواب کئی طور پر ہے اول یہہ کہ مراد مسلمین سے تمام مسلمان ہین

توضیح مین حجیت اجماع کے بیان مین لکہا ہے (لاتجتمع امتی علی الضلالة وقوله علیه السلام ما راه المسلمون
حدیث لا تجتمع ہوگی امت میری ضلالت پر اور یہ قول آنحضرت صلعم کا جس
حسنا فهو عند الله حسن هذه هي الادلة المشهورة علی ان الاجماع حجة) دوسرے یہہ کہ الف
چیز کو مسلمان بہتر سمجہین وہ خدا کے نزدیک بہی بہتر ہی یہہ دلایل مشہورہ ہین اثبات پر کہ اجماع امت حجت ہے انتہی
لام مسلمون پر جائز ہے کہ عہد کے واسطے ہو اسواسطے کہ امام احمد اور بزار اور طبرانی اور ابو داؤد طیالسی

کی روایت مین ہے (ان الله نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابه فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه
بیشک اللہ نے دیکہا بندون کے دلون کو پس پسند کیا اونمین سے واسطے آنحضرت کے اونکے اصحاب کو اور کیا اونکو مددگار دین کا
فما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح) انتہی اور یہہ
اور وزیر اپنے نبی کا پس جسکو مسلمانون نے بہتر سمجہا وہ بہتر ہے عند الله اور جس چیز کو مسلمانون نے قبیح سمجہا تو وہ عند الله قبیح ہے
حدیث مرفوعا اور موقوفا روایت کی گئی ہے اور صحیح موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ مراد مسلمانون

سے اصحاب رسول الله صلعم ہین وہذا لا یفید مرام المخالفین تیسرے یہہ کہ المسلمون سے اگر وہ
مسلمان مراد ہون کہ جو جزو عموم مخالفین ہین تو چاہیے کہ ایک چیز کو بعض مسلمان قبیح دیکہین تو قبیح
ہو جاوے اور اوسی چیز کو بعض مسلمان حسن دیکہین تو حسن ہو جاوے وہو باطل چوتہی یہہ ہے کہ اگر مزعوم اکثر
اہل بدعت کا صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ اکثر بدعات مثل تعزیہ وغیرہا کے کہ اوسکو اکثر مسلمان اچہا
جانتے ہین حسن ہو جاوے صاحب مجالس الابرار نے اس حدیث کی بہت عمدہ شرح کی ہے صاحب
سیف الاسلام نے جو بعض وجوہ مین کلام کیا ہے سو وہ نہایت پوچ ہے پہلی وجہ مین یہہ کلام کیا (بلکہ
بر تقدیر حسن بودن مستحسن جماعت از علماء اعلام ہم حسن بودن مستحسنات مجموعہ افراد مجتہدین
امت بدرجہ اولی ثابت است پس ہم استدلال اہل اصول تام وہم استدلال فقہائے کرام ودیگر
علمائے عظام) انتہی غور کرنیکا مقام ہے کہ یہہ کتنی پوچ بات ہے کہ اہل اصول اس حدیث کو حجت
اجماع مین لاوین اور یہہ صاحب بعض علماء کے قول کو بہی حجت گردانین اور اس حدیث سے استدلال
کرین اگر دونون مضمون اس حدیث سے ثابت ہوتی تینون صاحب توضیح کو کہنا مناسب تہا کہ

کہ جب بعض کا قول حجت ہوا تو کل کا کیونکر نہ ہوگا علاوہ برین جو کچھ صاحب رسالہ سیف الاسلام نے
استغراق کے باب مین لکھا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرد مسلمان کا قول حجت ہے اس صورت مین قول
اہل اصول کا کہ حجت اجماع مین اس حدیث کو لاتے ہین محض غلط مخصوص ٹہرا اسواسطے کہ منکر اجماع کہینگے کہ اس
حدیث سے قول ہر مسلمان کا حجت ٹہرتا ہے اور وہ تمہارے نزدیک بہی حجت نہین ہے پہر یہ کیونکر تمہارا استدلال
صحیح ہوگا اور دوسری وجہ مین یہ کلام کیا کہ یہہ احتمال مخترع ہے اور بعض علما نے اسکے خلاف لکہا ہے اور
اس حدیث سے اون امور مین تمسک کیا کہ جو صحابہ سے ثابت نہین ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ جبکہ امام احمد اور
بزار اور طبرانی کی روایت سے ثابت کر دیا کہ احتمال عہد کا بہت قوی ہے پس جو کوئی استدلال اس حدیث
سے ہووے اوسکو لازم ہے کہ اس احتمال کو باطل کر دے اور تیسری وجہ کے باطل کرنے مین جو لکہا وہ نہایت
بیوجہ ہے الفاظ حدیث اوس سے اباکرتے ہین کیونکہ صریح معنی حدیث کے یہہ ہین کہ جس چیز کو مسلمان اچہا
دیکہین وہ اچہی ہے اور جسے قبیح دیکہین قبیح ہے پس صاحب سیف الاسلام کی تقریر سے یہہ بہی لازم
آتا ہے کہ اگر بعض علماء اسلام کسی چیز کو قبیح کہین اور بعد اوسکے چند عالم اوسکو حسن کہین تو پہلون کا
اعتبار نہین اگرچہ وہ امر قبیل بدعت حسنہ سے عند المخالفین ہو اور حقیقۃ الامر یہ ہے کہ جو محدث فی الدین
ہے اصل مین قبیح ہے جب تک کسی دلیل شرعی سے بخصوصہ اوسکا حسن ثابت نہو اوسکو حسن
نہ کہنا چاہیے اور احادیث جو مذمت بدعت مین وارد ہین اوسکے قبیح کے لیے کافی ہین ابن حجر
مکی رسالہ الایضاح البیان لما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان مین لکہتے ہین (واطال الامام
النووی فی فتاواہ الشافی ذمھا وتقبیحھا ... فقال ہی ای صلوٰۃ الرغائب بدعۃ قبیحۃ منکرۃ
اشد الانکار مشتملۃ علی منکرات فیتعین ترکھا والاعراض عنھا والانکار علی فاعلھا وعلی ولی الامر

وفقه الله منع الناس من فعلها فانه راع وكل راع مسئول عن رعيته وقد صنف العلماء كتبا
کہ اوسکے کرنے سے لوگوں کو منع کرے اسلئے کہ وہ راعی ہے اور ہر راعی اپنی رعیت سے مسئول ہوگا اور علمانے اوسکی مذمت میں کتابیں
في انكارها وذمها وتسفيه فاعلها ولا تغتر بكثرة الفاعلين لها في كثير من البلدان ولا بكونها
تصنیف کی ہیں اور اوسکے فاعل کو سفاہت شعار کہا ہے اور تو اوسکے معمول ومروج ہونے سے بہت شہروں میں اور
مذكورة في قوت القلوب واحياء علوم الدين ونحوهما فانها بدعة باطلة وقد صح مرفوعا من احدث
قوت قلوب واحیاء العلوم وغیرہا میں مذکور ہونے سے فریب نہ کہانا اسلئے کہ وہ بدعت باطلہ ہے فرمایا رسول خدا صلعم
في ديننا ما ليس منه فهو رد وفي الصحيح كل بدعة ضلالة وقد امر الله عند التنازع بالرجوع الى كتابه العزيز
نے جو شخص کہ دین میں بے بات نکالے وہ مردود ہے اور یہہ بھی فرمایا ہر بدعت ضلالت ہے اور اللہ پاک نے وقت اختلاف قرآن مجید کے
فقال فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله ولم يأمر باتباع الجاهلين
طرف رجوع کرنیکا حکم صاف دیا ہے فرمایا اگر تم جھگڑو کسی شی میں پس رجوع کرو اسکو اللہ اور رسول کی جانب اگر تم ایمان باللہ رکھتے ہو اور
ولا بالاغترار بغلطات المغلطين انتهى كلامه واختلف فتاوى ابن الصلاح فيهما وقال في آخر
جاہلوں کے اتباع کا کچھ حکم نہیں کیا اور نہ عمل کا غلطیوں مغلطین پر تمام ہوا قول نووی کا اور ابن صلاح کے فتاوی میں صلوۃ رغائب
عمره بما وانكانتا بدعتين لا منع منهما لدخولهما تحت الامر الوارد بمطلق الصلوة انتهى ورد عليه
اور نیمہ شعبان کے نماز کا جواز ہے آخر عمر میں اوسنے کہا اگرچہ یہہ دونوں نماز بدعت ہیں لیکن انسے منع نہ چاہیے اسلئے کہ وہ حکم
الامام المجتهد تقي الدين السبكي بانه لم يرد فيه الا مطلق طلب الصلوة وان خبرها موضوع فما
عام میں جو واسطے مطلق صلوۃ کے وارد ہے مندرج ہیں اور رد کیا قول ابن صلاح کو امام مجتہد تقی الدین سبکی نے اسطرح کہ حدیث صلوۃ رغائب
يطلب منه شيء بخصوصه فمن جعل شيئا منه مقيدا بزمان او نحو ذلك دخل في قسم البدعة وانما
موضوع ہے اور حدیث صحیح سے بجز طلب مطلق صلوۃ کے اور زیادتی مفہوم نہیں ہوتی پس اسکے ذریعہ سے کوئی شے بخصوصہ ثابت نہیں ہو سکتی پہر جو
المطلوب عمومه فيفعل لما فيه من العموم لا لكونه مطلوبا بالخصوص انتهى) اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں
کسی شے کو بقید زمان ومکان خاص کرے وہ بدعت ہوگی اسلئے کہ مطلوب شارع عموم [illegible] پس کرنا اوسکا ایسی چاہیے کہ عموم باقی رہے نہ اسطرح کہ وہی تخصیص مطلوب ہے
وهذا الجواب لا يجدي ولا ينفع بل لو سكت عنه لكان خيرا له لان الآثار الاسرائيلية التي لم تشهد لها
اور یہہ جواب کچھ مفید ونافع نہیں ایسی جواب سے تو مجیب کو سکوت بہتر تھا اسلئے کہ آثار اسرائیلیہ جسکا ثبوت ہماری شرع سے نہو قابل تعویل
قواعد شريعتنا لا نظر اليها ولا التعويل عليها وهذه كذلك لان احداث هذه الهيئة الآن التي في تلك
واعتماد کے نہیں اور یہہ بھی اسیطرح ہے اسواسطے کہ اس شب میں ہیئت خاص کا ایجاد کرنا اور آدمیوں کا مسجدوں میں نماز کیلئے
الليلة من اجتماع الناس للصلوة في المساجد على كيفيات مخصوصة من غير ان يرد شيء من ذلك
واسطے کیفیات مخصوصہ کے ساتھ جمع ہونا حضور رسول خدا صلعم سے منقول نہیں اور نہ کسی صحابی سے دین میں ایسی چیز کا حادث کرنا جو
عن رسول الله ولا عن احد من الصحابة فيه غاية الابتداع والاحداث في الدين ما لم يعرف عن
اوسکی اصل سے ثابت نہیں پس ایسے فاعل پر یہہ مردود ہوگی واسطے ارشاد آنحضرت صلعم کے جو شخص پیدا کرے ہماری اس امر میں یعنی دین وشریعت
اهله قبل فليكن ردا على فاعله لحديث من احدث في امرنا هذا ما ليس منه
میں ایسی چیز کہ اوس سے نہو وہ اوسپر مردود ہی اور یہہ کہنے میں شک نہیں کہ آدمیوں کا ہیئت مخصوصہ پر جمع ہونا شریعت میں ایسی چیز کا ایجاد کرنا ہے جو
فهو رد عليه ولا شك ان ذلك الاجتماع على تلك الهيئة المخصوصة احداث في الشرع ما ليس منه
اوس سے نہیں پس ہو دیگا وہ مردود بحدیث مذکورہ
فيكون مردودا بالنص المذكور انتهى اور ابن دقيق العيد نے احكام الاحكام میں لکھا ہے

وورد عن السلف ما يؤيده في مواضع الا ترى ان ابن عمر قال في صلوة الضحى انها بدعة

لانها لم تثبت عنده فيها دليل ولم يراد راجها تحت عمومات الصلوة لتخصيصها بالوقت المخصوص و

كذلك قال في القنوت الذي كان يفعله الناس في عصره انه بدعة ولم يراد راجه تحت عمومات

الدعاء وكذلك ما روى الترمذي من قول عبد الله بن مغفل لابنه في الجهر بالبسملة اياك

بدعت ہے اور اسکو دلیل عام میں درج کیا اور یہ روایت ترمذی میں مروی ہے ۱۲

والحدث ولم يراد راجه تحت دليل عام - اور بھی فتح الباری میں مرقوم ہے

فاخرج احمد بسند جيد عن غضيف بن الحارث قال بعث الى عبد الملك بن مروان فقال

مثل من عمكم سنة فتمسك بها خير من احداث بدعة انتهى واذا كان هذا جواب هذا الصحابي في امر له اصل في

السنة فما ظنك بما لا اصل له فيها فكيف بما يشتمل على ما يخالفها) انتهى اسيطرح حديث

لا تجتمع امتي على الضلالة ويد الله على الجماعة جو مخالفين اپنی سند میں ذکر کرتے ہیں وہ مفید

انکی مدعا کو نہیں اسواسطے کہ پہلی حدیث سے مراد اجماع امت ہے جیسے کہ توضیح سے اور نقل

کیا گیا اور جماعت سے مراد جماعت اہل علم اور اہل حق ہے سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر

فقیہ پہاڑ کی چوٹی پر ہو تو وہی جماعت ہے اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے

فرمایا (اما اهل السنة فالمتمسكون بما سنه الله لهم ورسوله وان قلوا واما اهل البدعة فالمخالفون

لامر الله ولكتابه ورسوله العاملون برأيهم واهوائهم وان كثروا كذا في كنز العمال) پس معلوم ہوا کہ

مطلق جماعت کثیرہ کا اعتبار نہیں اور قطع نظر اسکے اگر مطلق جماعت کثیرہ کا اعتبار ہو تو لازم

آتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام باطل پر ہوں اور یزید حق پر اسواسطے کہ اوسکے ساتھہ جماعت
کثیرہ تھی اگر کوئی سوال کرے کہ کل بدعۃ ضلالۃ سے جو تم ہر بدعت کا ضلالت ہونا ثابت کرتے ہو
سو غلط ہے اسواسطے کہ یہہ عام مخصوص البعض ہے اور کل بمعنی بعض آیات قرآن مجید تدمر کل
شیٔ بامر ربہا واوتیت من کل شیٔ میں کہ ہوا و بلقیس کے حق میں ہے مستعمل ہے جواب اوسکا یہہ ہے
کہ ہمنے تسلیم کیا کہ کل ان آیتوں میں اپنی معنی حقیقی نہیں ہے لیکن یہہ بات وہاں ہوتی ہے
جہاں قرینہ ہو اور خلاف عادت کے خلاف ہو یہہ دونوں آیتیں جو تمنے ذکر کیں اسیطرح کی ہیں
اسواسطے کہ عورت کو جو بلقیس تھی سب چیزیں عطا نہیں ہوئیں اور ایسی ہی ہوا آسمانوں اور
پہاڑوں کو عادۃ نہیں اکھیڑ سکتے بخلاف اس حدیث کے کہ اسمیں کوئی مخصص نہیں ہے اور عادی نہیں پایا جاتا تو تمہارا
قیاس قیاس مع الفارق ہوا علاوہ برین سیاق حدیث دیکھنا چاہیے کہ اوسمیں کسطرح کی تاکید ہے اول فرمایا ایاکم و
محدثات الامور اور پھر فرمایا فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ پس اسصورت میں اس حدیث شریف میں عام
مخصوص البعض کہنا خطا ہے اور فتح الباری میں مرقوم ہے (اما قولہ فی حدیث العرباض فان کل بدعۃ ضلالۃ بعد قولہ
قول آنحضرت صلعم فان کل بدعۃ ضلالۃ حدیث عرباض میں بعد قول وایاکم و
ایاکم و محدثات الامور فانہ یدل علی ان المحدثۃ تسمی بدعۃ و قولہ کل بدعۃ ضلالۃ قاعدۃ شرعیۃ کلیۃ بمنطوقہا و مفہومہا
محدثات الامور کے یہہ دال ہے کہ ہر محدث بدعت ہی اور کل بدعۃ ضلالۃ شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے منطوقا و مفہوما لیکن باعتبار منطوق پس جیسا کہ کہا جاوے کہ فلان
منطوقہا فکان یقال حکم کذا بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ فلا یکون من الشرع لان الشرع کلہ ہدی فان ثبت ان الحکم المذکور
شئے بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہے پس وہ شئے شریعت سے نہوگی اسلئے کہ شرع تو تمام ہدایت ہے اگر اوس شئے کا بدعت ہو جانا ثابت کر دیا جاوے تو
بدعۃ صحت المقدمتان و انتجتا المطلوب اور بعض علما جو یہہ بات لکہی ہے سو مبنی عدم تدبر ہے اور آثار صحابہ سے بھی یہہ بات معلوم ہو
دلیل کی دونو مقدمے ثابت ہو جاوینگی اور مطلوب حاصل ہو جاویگا ۱۲
تی ہے کہ جو چیز محدث فی الدین ہے اور ثابت دلائل شرعیہ سے نہیں وہ ممنوع ہی کما مر ذکرہ اور فقہا کا بیان اس باب میں مختلف ہی لیکن قول محقق
اور راجح وہی ہے جو ہمنے مذکور کیا کہ محدث فی الدین من غیر دلیل شرعی ضلالت ہے اور ممنوع و رعینی وغیرہ کا کلام جو مخالف اوس کلام کی ہے ہمنے
نقل کیا وہ مبنی غفلت پر ہے یہ بتقلید دیگران انہوں نے لکہا ہے اور اسیطرح ملا علی قاری نے اور طیبی نے نووی کا خیال قایم کر کے گویا انہی بھی غفلت ہوئی علما

کا علم ہے کبھی خطا ہوتا ہے (المجتہد یخطی و قد یصیب) مذہب اہل سنت کا ہے علاوہ بریں جو لوگ
بدعت حسنہ کے قائل ہیں اور انہوں نے بدعت کو تقسیم کیا ہے اونکے نزدیک سب بدعات ان لوگوں کی
بدعت سیئہ نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ وہ بدعت کی یوں تعریف کرتے ہیں کل ما احدث بعد النبی صلعم
فھو بدعۃ والبدعۃ فعل ما لم یسبق علیہ فما وافق اصلا من السنۃ یقاس علیہا فھو محمود وما خالف
اصول السنن فھو ضلالۃ کذا فی تکمیل الایمان للشیخ عبد الحق عن القاضی عیاض) اور جلال الدین
سیوطی نے شرح نسائی میں امام قرطبی سے نقل کیا (قولہ صلعم وشر الامور محدثاتہا قال
القرطبی یعنی المحدثات التی لیس لہا فی الشریعۃ اصل یشہد لہا بالصحۃ وہی المسماۃ
بالبدع) اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے بدانکہ ہر چہ پیدا کردہ شد بعد از پیغمبر
صلعم بدعت است وازان ہر چہ موافق اصول و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ است بران
آنرا بدعت حسنہ گویند وانچہ مخالف آن باشد ضلالت خوانند انتہی اور ابن حجر مکی نے کہ قائل
تقسیم بدعت ہیں شرح اربعین میں لکھا ہے والمراد بالمحدث الذی ہو بدعۃ وضلالۃ ما لیس لہ
اصل فی الشرع وانما الحامل علیہا مجرد الشہوۃ والارادۃ فہذا باطل قطعا انتہی اور بدعت
قبیحہ اور سیئہ ان لوگوں کے نزدیک وہ ہے کہ جو دلیل شرعی سے ثابت نہو اور صحابہ اور تابعین کے وقت میں
اوسکا وجود نہ پایا جاوے علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں فرمایا (ان البدعۃ المذمومۃ ہو
المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا دل علیہ الدلیل الشرعی) انتہی
[illegible] الکلام میں شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ سے نقل کیا (البدعۃ ہی الحادث
فی الدین بعد ما لم یکن ان لم یکن دلیل شرعی فہو بدعۃ قبیحۃ وان وافق اصول الشرع فہو بدعۃ حسنۃ

† [illegible]

انتہی جو شخص اہل انصاف سے ہوگا اوسکو شبہہ باقی نرہیگا اسباب مین کہ اہل بدعت کا ہر محدث کو ظاہری
حسن سے بدعت حسنہ قرار دینا خواہ اوسکی سند کتاب اور سنت سے ہو یا نہو محض غلط ہے اور یہہ بھی یاد رکھنا
چاہیے کہ نزاع باہمی تقسیم بدعت اور عدم تقسیم مین قریب نزاع لفظی ہے جسکو یہہ لوگ بدعت حسنہ کہتے ہین
ہم اوسکو سنت مین داخل جانتے ہین اور مراد مخالفت سے تعریف بدعت سیئہ مین عدم موافقت ہی ہے پس مطلب ان
لوگون کا ہرگز ثابت نہوگا اور یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو لوگ بدعت حسنہ کے قائل ہین وہ
بھی بدعت حسنہ کے علی سبیل الدوام کرنیکو موجب ظلمت اور قساوت قلب سمجھتے ہین شیخ عبد الحق
نے ترجمہ مشکوۃ مین تحت حدیث ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ فالتمسک بالسنۃ
خیر من احداث بدعۃ لکھا تو پدید نکرد ہیچ قومی بدعتی را مگر آنکہ برداشتہ شد مانند آن در مقدار از جنس
از سنت و چون احداث بدعت رافع سنت باشد ہمین قیاس اقامت سنت قامع بدعت خواہد بود
پس چنگ در زدن بسنت اگرچہ اندک باشد بہتر است از نو پدید کردن بدعت اگرچہ حسنہ است
زیراکہ باتباع سنت پیدا میشود نور و بگرفتاری بدعت در می آید ظلمت مثلاً رعایت آداب استنجا
بر وجہ سنت بہتر است از بنای رباط و مدرسہ چہ سالک برعایت آداب سنت ترقی می کند بمقام قرب و بترک
آن تنزل می کند ازان و این سود می سگرد و بترک افضل ازان تا بمرتبہ قساوت قلب کہ آمد از زین
قلب و طبع و ختم می گویند میرسد نعوذ باللہ من ذالک انتہی قریب اسکے طیبی اور ملا علی قاری نے بھی
لکھا ہے تنبیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے جاننا چاہیے کہ طبیب حاذق
جیسا مطلع ہوتا ہے اسرار مرض پر حالانکہ لعیبہ حاکتے ہین جو کہ نہین پہچانتے ہین ایسے ہی انبیا طبیب دلون
کے ہین اور عالم اسباب حیات اخروی کے پس نہ حکم کرو اونکی سنت پر اپنی عقل سے کہ ہلاک ہوجاؤگے

تو بعض لوقات جو کسی شخص کی اونگلی مین جو فلل آجاتا ہے تو اوسکی عقل تقاضا کرتی ہے کہ سلے اوسکو
سیماسنک کہ اگاہ کرتا ہے اوسکو طبیب حاذق کہ علاج اوسکا یہہ ہے کہ ملاجاوے مونڈھا بدن کا دوسری جانب
پس تعجب جاتا ہے وہ اسکو اس سبب سے کہ وہ نہین جانتا ہے پٹھون کی ترکیب اور کیفیت کو ایسا ہی معاملہ
ہے طریق آخرت مین اور اشیا کی بحث کی دقایق مین کہ عقل اونکو احاطہ نہین کرسکتی جیسیکہ پتھرون کی
خاصیت ہم نہین جانتے ہمکو کیا معلوم ہے کہ کس سبب سے کہینچتا ہے مقناطیس لوہے کو اور عجایب عقاید اور اعمال
مین زیادہ تر ہین بہ نسبت اوسکے کہ دواؤن مین ہین پس جبکہ عقلین قاصر ہین دواؤن کی منافع معلوم
کرنے سے باوجود اسکے کہ تجربہ راہ ہے اونکی معلوم کرنیکی پس ایسی ہی عقلین قاصر ہین معلوم کرنے اوس چیز
کیسے کہ نفع دیتی آخرت مین معتمد تجربہ بہی رہنما نہین ہوسکتا تجربہ جب اسمین رہنما ہوسکتا تہا کہ اموات
پہرتی ہماری طرف اور وہ خبر دیتے ہمکو کہ ان عقاید اور اعمال سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے اور اسلئے
دوبارہ دنیا سو یہہ محال ہے پس کیونکر حاصل ہو تجربہ پس عقل کی منفعت یہی کافی ہے کہ رہنمائی کرے ہمکو
نبی علیہ السلام کی تصدیق کی طرف اور سمجہا دے ہمکو موارد اونکے اشارات کے پس اعراض کر تصرف کرنے سے
اور لازم کر اتباع کو کیونکہ تو سالم نہین ہے آفت سے انتہی اس قول امام غزالی سے معلوم ہوا کہ
جسکو ظاہری عقل اچہا سمجہے وہ اچہا نہین ہوتا بدون بیان شارع کے اچہا اور برا ہونا اشیا کا
متعین ہے اہل بدعت نے صد ہا چیز کو اپنی عقل سے بدعت حسنہ قرار دیا ہے یہہ بات اونکی ہرگز قابل
اعتبار نہین **سوال دوم** جو مسایل کہ بالفعل مختلف فیہ ہین اونمین عوام کو تقلید کسکی کرنی
الجواب جو مسایل مختلف فیہا بین العلما ہین اونمین اون لوگون کی پیروی کرلی چاہیے
جنکا قول کتاب اور سنت اور سیر سلف کے موافق ہو اور جو لوگ احداث اور ترویج بدعون کی کر

اونکے قول کی تابعداری ہرگز نہ چاہیے امام غزالی اور ملا علی قاری نے لکہا ہے وان یکون شدید
التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمہور یعنی آدمی مومن کو چاہیے کہ بہت بچتا رہے نئے کامون
اور بدعتون سے اگرچہ متفق ہون اوسپر جمہور یہہ بات بہی قابل غور ہے بدعات مین قول جمہور کا اعتبار
نہین علاوہ برین جو مسائل مختلف فیہا ہون اونکا ترک چاہیے بموجب قاعدہ مقرر فقہاء کرام کے
اذا اختلف الحلال والحرام غلب الحرام یعنی جس وقت ایک چیز کی حرمت اور حلت مین اختلاف ہو تو
حرمت کی جانب کو ترجیح دیجاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب اختلاف ایک چیز کی حرمت اور حلت
مین یا کراہت و جواز مین اختلاف ہو تو حرمت اور کراہت کو ترجیح دیتے ہین اسیطرح جس چیز کی بدعت
اور سنت مین اختلاف ہو تو ایسی چیز کے منع ہونیکو ترجیح دیتے ہین + **سوال سوم** استعانت اہل
قبور سے جایز ہے یا نہین اور سفر کرکے خاص واسطے زیارت اہل قبور کے جانا اور ہر سال قبر پر یا حوالی مین اوسکے
کثرت سے چراغ جلانا کہ جسکو عرس کہتے ہین اور قوالون کا راگ با مزامیر ہونا اور قبر پر غلاف
ڈالنا او میت کی چادر چڑہانا اور طواف کرنا اور بوسہ دینا اور سجدہ کرنا درست ہے یا نہین +
جواب استعانت اہل قبور سے دو طرح پر مروج ہے ایک یہہ کہ مردون سے حاجت روا سمجھکر خود
مانگنا کہ یا حضرت میری حاجت کو پورا کر وسو یہہ باتفاق اہل بدعت او اہل سنت کے ممنوع ہے
دیگر یہہ کہ اونسے دعا طلب کرے کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب مین میری طرف سے دعا کرو سو یہہ
مختلف فیہ ہے صحیح یہہ ہے کہ یہہ بہی ممنوع اور بدعت سیئہ ہے شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ
مشکوۃ شریف مین لکہا (اما الاستمداد باہل القبور فی غیر النبی صلعم فقد انکرہ کثیر من الفقہاء
اور مدد مانگنے کا اہل قبور سے سوا ے آنحضرت صلعم کے اکثر فقہائے انکار کیا ہے اور کہا انہون نے کہ زیارت نہین
وقالوا لیس الزیارۃ الا الدعاء للموتی والاستغفار لہم وایصال النفع الیہم بالدعاء وتلاوۃ القرآن
سوا ے دعا کے واسطے مردون کے اور طلب مغفرت کے واسطے اونکے اور اونکو نفع پہنچانا دعا اور تلاوت قرآن شریف سے

وانشره المشایخ الصوفیة قدس الله اسرارهم وبعض الفقهاء رحمهم الله) اور ترجمہ فارسی مین
ایکمہ چلدو نعین ہوا ہے لومشایخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم اور بعض فقہا رحمہم اللہ نے اسکو جائز رکہا ہے انتہی
لکہا ہے منکر شدند آنرا بسیارے از فقہا پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اکثر فقہا انکار استمداد اور
استمداد ارواح اولیاء اللہ سے کرتے ہین صاحب تصحیح المسائل نے جواز براہ عدم تامل کے یہہ توجیہ کی کہ کثرت سے
کثرت فی نفسہ مراد ہے نہ اضافی سو محض غلط ہے اس واسطے کہ شیخ نے پہلے لکہا وانکرہ کثیر من الفقہاء اور
پہر لکہا کہ اثبتہ بعض الفقہاء جسکو ذرا سا بہی علم ہوگا جان لیگا کہ کثرت سے یہان پر کثرت اضافی مراد ہے حقیقی نہیں
اور تحقیق و تنقیح سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب حاجات دنیا حضرات انبیا علیہم السلام سے بہی بعد موت کے
جایز نہین اگرچہ اس طرح پر ہو کہ یا حضرت تم اللہ کی خدمت مین میرے واسطے دعا کرو اسواسطے کہ آنحضرت
صلعم باوجودیکہ قبر مبارک مین زندہ ہین اور کلام زائرون کا سنتے ہین لیکن صحابہ کرام نے
کبہی آپ سے باوجود واقع ہونے مصائب اور بلیات کے طلب دعا کی البتہ ایک اعرابی کا طلب دعا مزار پر انوار سے
کرنا منقول ہے سو یہہ بات قابل حجت † نہین اور حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض کا

---

† اسواسطے کہ حدیث از روئے اسناد قابل احتجاج و استناد نہین علما محققین اور اکابر محدثین نے اسکے رجال مین بہت گفتگو کی ہے راوی
اسکی ثقات اثبات سے نہین اور اسکو خبر منکر اور اثر غیر معتبر بتایا ہے صارم منکی تالیف محقق سبکی مین شیخ شمس الدین بن عبد الہادی نے بعد نقل اس حدیث کے
فرمایا ہے بالجواب ان ہذا خبر منکر موضوع واثر مختلق مصنوع لا یصلح الاعتماد علیہ ولا یحسن المصیر الیہ واسنادہ ظلمات بعضہا فوق بعض الہیثم
جد احمد بن محمد بن الہیثم الظلمة ابن ملاعی ان لم یکن فہو متروک کذاب الا فہو مجہول قال عباس الدوری سمعت یحیی بن معین یقول الہیثم بن عدی
کوفی لیس بثقة کان یکذب وقال العجلی وابو داؤد کذاب وقال ابو حاتم الرازی والنسائی والدولابی والازدی متروک الحدیث وقال السعدی ساقط
قد کشف قناعہ وقال ابو زرعة لیس بشیئ وقال البخاری سکتوا عنہ وقال الحاکم ابو احمد ذاہب الحدیث وقال ابن عباس
[illegible] بعض اصحابنا یقول [illegible] النجوم [illegible] اللیل [illegible] جلس یکذب انتہی [illegible] اور اگر ثابت بہی
ہو تو بہی [illegible] نہین ہو سکتی اسلیے کہ یہہ فعل ایک مجہول اعرابی کا ہے نہ کسی خلیفہ راشد یا مجتہد صحابی کا
وقال فی الصارم المنکی وفی الجملة ہذہ الحکایة المذکورة لیست مما یقوم بہ حجة واسنادہا مظلم مختلق ولفظہا مختلف ایضا ولو کانت ثابتة
لم یکن فیہا حجة علی مطلوب المعترض ولا یصلح الاحتجاج بمثل ہذہ الحکایة ولا الاعتماد علی مثلہا عند اہل العلم [illegible]

اس ساری قصہ سے مطلع ہونا ہرگز ثابت نہین اور جو شخص مدعی اسکا ہو اوسکو لازم ہی کہ بسند
صحیح اوسکو ثابت کرے علاوہ برین حضرت عمر فاروق رض کا طریقہ تھا کہ جب قحط پڑتا تو حضرت
عباس رض سے توسل کرتے اور کبھی اکابر صحابہ نے آنحضرت صلعم سے دعا بعد انتقال کے نہ منگوائی
اور اعرابی کا فعل ایسا ہی جیسا کہ بعض صحابہ نے مس قبر شریف کر لیا اور وہ فعل علما کے نزدیک
حجت نہین اسیطرح اس فعل کا بھی حال ہے پس معلوم ہوا کہ جب جناب سرور کائنات صلعم سے
استعانت بدعت ٹھہری تو اوروں اولیاء سے بدرجہ اولی جائز نہوگی نتایج المرام مین ہے (قال الشیخ
کہا شیخ امام
الامام الاجل الوصالح محمد بن ابراہیم الشیرازی بالقمع فی بلاد العجم من بسط الفرش وضرب الخیام
اجل الوصالح محمد بن ابراہیم شیرازی نے جو کہ بلاد عجم مین فرش بچھانے اور خیمہ کھڑا کرنیکا اولیاء کے مقبرہ کے پاس برا جانتے
عند مقبرة الاولیاء الکرام والعوام یستمدون بہم ویستغیثون ویتضرعون الیہم فکلہ مکروہ والمکروہ
اور عوام لوگ اونسے مدد مانگتے ہین اور اونسے فریاد کرتے ہین اور اونکے روبرو عاجزی کرتے ہین یہ سب مکروہ ہے اور مکروہ قریب حرام
اقرب الی الحرام) انتہی اور غرائب فی تحقیق المذاہب مین مرقوم ہے (رای الامام ابو حنیفة من یاتی
ہے امام ابو حنیفہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ
القبور لاہل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم ویقول یا اہل القبور ہل لکم من خبر وہل عندکم من
ایک بزرگ کی قبر کے پاس آیا اور سلام کیا اور مخاطب ہوا اور کہا کہ اے اہل قبور آیا تمکو کچھ خبر ہے اور کچھ تمہارے پاس اثر ہے
اثر انی اتیتکم ونادیتکم من شہور ولیس سوالی منکم الا الدعاء فہل دریتم ام غفلتم فسمع ابو حنیفة
تمہارے پاس آیا ہون اور مہینون سے تمکو پکارتا ہون اور تم سے دعا چاہتا ہون تم جانتے ہو یا نہین پس امام ابو حنیفہ نے اوسکا
یقول یخاطب بہم فقال ہل اجابوا لک قال لا فقال لہ سحقا لک وتربت یداک کیف تکلم اجسادا
کلام سنا اور کہا کہ تجھکو انہون نے جواب دیا اوسنے کہا کہ نہین ابو حنیفہ نے کہا کہ دوری ہو تجھے اور خاک آلودہ ہون ہاتھ تیرے ایسے جسمون
لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرء وما انت بمسمع من فی القبور انتہی) مولانا
سے تو کلام کرتا ہے کہ نہ اونکو جواب دینے کی طاقت ہے اور نہ کسی چیز کے مالک ہین اور نہ کچھ سنتے ہین اور یہ آیت پڑھی کہ تو جو قبر مین ہین
عیسی بن قاسم سندہی تنبیہ المرام مین لکہا لا یجوز الاستعانة باہل القبور وعلیہ الجمہور یعنی استعانت
تو اونکو نہین سنا سکتا ۱۲
جائز نہین اہل قبور سے اور یہی مذہب جمہور کا ہے۔ جاننا چاہیے کہ مسئلہ استعانت اہل قبور
کا مبنی ہی ثبوت سماعت موتی پر جو لوگ سماعت کے قائل ہین اونکے نزدیک مردون سے استعانت
ہو سکتی ہے اور جو لوگ منکر سماعت ہین اونکے نزدیک استعانت یعنی دعا منگوانا مردون سے

متصور نہیں لہذا بحث سماعت موتی کے بہی اس جگہ بطریق اجمال مناسب ہے اور بیان ہر چند
دلائل اُنکے لکہی جاتے ہین لعبدہ جواب شبہات منکرین سے دیا جائیگا اور اس سب مضمون
کو ہم چار مسالک اور ایک افادہ پر منقسم کرتے ہین مسلک اوّل مین اثبات عدم سماعت
اموات کا ہے قرآن مجید سے لیکن اثبات عدم سماعت کا قرآن مجید سے موقوف ہے چند امور کے
بیان پر جبتک وہ بیان نکئے جاوینگے مطلوب حاصل نہوگا اور یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جس آدمی
کو علم معانی اور بیان مین کچہ دخل ہوگا اور خداوند کریم نے اسکو فہم صائب عطا کیا ہوگا وہ ان باتوں
مین تامل نکریگا اور یہ مین مخالفین جو تاویل کرتے ہین محض باطل ہے اب باتین ضروری سنو قال الله
تعالی (وما انت بمسمع من فی القبور) یعنی تو اے محمد صلعم سنانیوالا اہل قبور کا نہین یہہ آیت سورہ فاطر
مین ہے اور سورہ نمل اور سورہ روم مین ہے انک لاتسمع الموتی ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین
یعنی تو اے محمد صلعم نہین سنا سکتا مردون کو اور بہرون کو جسوقت وہ پیٹہہ پہیر جاتے یعنی بہرے جسوقت
پیٹہہ پہیرین اسوقت اُنکو تو نہین سنا سکتا آیت (وما انت بمسمع من فی القبور) ترشیح ہے
یا تمثیل اور آیہ کریمہ انک لاتسمع الموتی تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہے جب ثبوت تمثیل
یا ترشیح کا آئینہ نمین ہو جائیگا عدم سماعت موتی قرآن مجید سے ثابت ہو جاویگی اور تاویل مثبتین
سماع کی جڑ سے اُکہڑ جاویگی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ استعارہ کئی طرح پر ہے ایک استعارہ بالکنایہ
اور ایک استعارہ مرشحہ جسکو ترشیح بہی کہتے ہین اور ایک استعارہ تحقیقیہ اور ایک استعارہ تخییلیہ
اور ایک مطلقہ اور ایک مجردہ اور ایک مصرحہ استعارہ مصرحہ اسکو کہتے ہین جسمین اطلاق
اسم مشبہ بہ کا مشبہ پر ہووے جیسے لفظ اسد کا کہ موضوع شیر کے لئے ہے رجل شجاع کے لئے

مستعار کرنا مثلاً رأیت اسداً فی الحمام یعنی دیکہا مینے شیر کو حمام مین اور مراد اوس سے مرد شجاع ہو
یا قتل کا ضرب شدید کے لئے مستعار کر لینا جیسے قتلتہ یعنی مارا مینے اوسکو بضرب شدید لفظ اسد کو کہ بمعنی شیر
ہی مستعار منہ کہتے ہین اور رجل شجاع کو مستعار لہ اور مطلقہ اوسکو کہتے ہین جسمین نہ مناسبات مستعار لہ کے
مذکور ہون نہ مستعار منہ کے جیسے عندی اسد یعنی پاس میرے شیر ہے اور مستعار لہ اگر متحقق حساً یا عقلاً
ہو اوسکو استعارہ تحقیقیہ کہتے ہین جیسے لفظ اسد کا رجل شجاع کے لئے مستعار کر لیا اور رجل شجاع
حساً متحقق ہی یا آیۃ اہدنا الصراط المستقیم مین مراد صراط مستقیم سے دین حق ہے اور دین حق
مشار الیہ باشارہ عقلی ہی اور تحقق اوسکا عقلاً ہی پہر اگر کوئی شی مناسب مستعار لہ کے مذکور ہو اوسکو
مجردہ کہینگے جیسے قول عرب کا مشہور ہے کہ فلان شخص غمر الرداء ہی یعنی کثیر العطا ہے ردا کا استعارہ
اور اعطا کے لئے کر لیا کیونکہ جیسے چادر سے آدمی کی آبرو محفوظ رہتی ہی اسیطرح عطا سے بہی پہر غمر
کا لفظ جو عطا کے مناسب ہے اوسکا ذکر کیا اور عطا مستعار لہ ہی اگر کوئی امر ایسا کہ مناسب مستعار منہ کے ہو
اوسکو ذکر کرین تو وہ ترشیح ہو گی مثلاً خدا تعالی فرماتا ہی اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی فما ربحت
تجارتہم اشترا کو پہلے بدلنے کے معنی مین لے لیا بطریق استعارہ یعنی ان کافرون نے بدل لیا گمراہی
کو عوض ہدایت کے پس نہ فائدہ دیا تجارت اونکی نے اصل معنی اشترا کے مول لینے کے ہین لیکن یہان پر
بمعنی استبدال ہی فما ربحت تجارتہم مین ربح بمعنی فائدہ کی ہے اور مول لینے سے ربح مناسبت رکہتا
ہے جو مستعار منہ ہے الغرض ترشیح اوسکو کہتے ہین کہ مستعار منہ کے کوئی چیز مناسب مذکور ہو اور استعارہ
بالکنایہ اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین سوائے مشبہ کے اور کوئی چیز ارکان تشبیہ سے مذکور نہو جیسے انشبت المنیۃ
اظفارہا گاڑی موت نے ناخن اپنے موت مشبہ ہی اور جانور درندہ مشبہ بہ ہے اور ناخن جو موت کے لئے

نابت کیجئے یہہ استعارہ تخییلیہ ہے اور یہہ بھی متعین ہے کہ ترشیح انواع مجاز سے نہیں اور ملحق استعارہ سے ہے معنی اصلی
حقیقی مراد ہوا کرتے ہین اور تشبیہ اصطلاح مین اوسکو کہتے ہین کہ دلالت کرے مشارکت ایک امر پر دوسرے
امر کے ساتھہ کسی معنی مین اور یہہ دلالت بطریق استعارہ تحقیقیہ اور استعارہ کنیۃ اور تجرید کے نہو
جیسے زید اسد یعنی زید شیر ہے یعنی مثل شیر کے ہے یا جیسے صم بکم عمی فہم لا یرجعون یعنی کفار بہرے ہین
اور گونگے اور اندہے بس وہ نہین رجوع کرینگے مفسرین نے لکہا ہے کہ یہہ تشبیہ بلیغ ہے ساتھہ
حذف حرف تشبیہ کے اور استعارہ نہین کیونکہ استعارہ وہان ہوا کرتا ہے جہان ذکر مستعار لہ
کا نہو اور یہان بلفظ ہم محذوف ہے حکم منطوق مین اور ایک تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہوتی ہے
اوسکی مثال یہہ کہ اراک تقدم رجلا وتاخر اخری یعنی دیکہتا ہون مین تجھکو کہ آگے کرتا ہے
تو پاؤن کو اور پیچھے رکہتا ہی اس بات سے اوس شخص کو تشبیہ دیا کرتے ہین کہ جو کسی بات مین
متردد ہو کبہی ارادہ کہنے اور لکہنے کا کرے اور پہر باز آئے خلاصہ تمثیل علی سبیل الاستعارہ کا یہہ ہے
کہ ایک صورت چند چیزون سے منتزع ہو اور اوسکو دوسری صورت سے جو منتزع چند امور سے ہوئی ہے
تشبیہ دین جیسے کہ اوس شخص کو جو متردد جواب مین ہو اوس شخص کے ساتھہ تشبیہ دین کہ جو پاؤن کبہی
اوٹہاتا ہے آگے کو پہر پیچھے رکہتا ہے جب یہہ باتین سب معلوم ہو چکین تو اب ہم کہتے ہین کہ آیہ
کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور مین ترشیح ہی اسطرح پر کہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا کہ ما یستوی
الاحیاء ولا الاموات یعنی نہین برابر مین مردے اور زندے کفار کو اموات کے ساتھہ تشبیہ دی اور
مناسب جو اموات کے عدم سماعت تہی اوسکا ذکر بطریق ترشیح کیا وما انت بمسمع من فی القبور یعنی
تو سنانیوالا نہین اہل قبور کو پس نہ سننا مردون کا اس آیت سے ثابت ہو گیا لیکن اسمقام پر

پر اگر کوئی شبہ کرے کہ تمثیل یہ معنی آپ کہتے ہیں اگر اہل تفسیر سے نقل کرتے تو ہم مان جاتے اگرچہ کہنا اور لکھنا
تمہارا بھی قواعد معانی بیان کے موافق ہے لیکن تسکین بدون ذکر عبارت اہل تفسیر کے نہو گی تو جواب
اسکا یہہ ہی کہ ہم یہان دو بڑے مفسر قرآن کے جو علم معانی اور بیان مین یکتائے عصر تھے اس مطلب کو نقل
کرتے ہیں مقصود کون ہیں علامہ زمخشری اور قاضی ناصر الدین بیضاوی کہ جنکی تفسیر کشاف اور
بیضاوی تمام عالم مین مشہور ہے بیضاوی نے تفسیر آیت کریمہ مین کہا (وما انت بمسمع من فی القبور
ترشیح لتمثیل المصرین علی الکفر بالاموات ومبالغۃ فی اقناطہ عنہم) یعنی قول اللہ تعالے کا وما انت بمسمع
من فی القبور ترشیح ہی واسطے تمثیل اور تشبیہ مصرین علی الکفر کے ساتھہ مردون کے اور مبالغہ ہی ترشیح نا امید
کرنے آنحضرت صلعم کے انسے انتہی تواب دیکھو ہمارے لکھنے مین اور بیضاوی کے لکھنے مین کچھہ فرق نہین اور
یہہ جو ہمنے آگے لکھا یا کہ ترشیح کے مفردات مین تغیر نہین ہوتا تو موتی اور سماعت کا لفظ اپنے معنی
حقیقی پر رہا اور زمخشری نے اس آیت کو تمثیل علی سبیل الاستعارہ قرار دیا چنانچہ کہتا ہے
(ان اللہ یسمع من یشاء یعنی انہ قد علم من یدخل فی الاسلام ومن لا یدخل فیہدی الذی قد علم
ان الہدایۃ تنفع فیہ ویخذل من علم انہا لا تنفع فیہ واما انت فخفی علیک امرہم فلذلک تحرص وتتہالک
علی اسلام قوم من المخذولین ومثلک فی ذلک مثل من یرید ان یسمع المقبورین وذلک مما لا سبیل
الیہ) انتہی یہہ قول اوسکا کہ مثال تیری مثال اوس شخص کی ہے وہی تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہے
کہ صورت منتزع چند امرون سے لی جاوے اور دوسری صورت سے اوسکی تشبیہ دیجاوے الغرض اس تقدیر پر
بھی سماعت اور من فی القبور سے مراد معنی حقیقی ہونگے کہ تمثیل علی سبیل الاستعارہ کے مفردات مین تغیر نہین
ہوتا زمخشری کا قول اس سبب سے کہ وہ علماے عربیت کا اور پیشواے نحویین کا ہی نقل کیا گیا اور چونکہ

عدم سماعت موتی معتزلون کیساتهہ مختص نہین بلکہ جمہور اہل سنت کا مذہب ہے اسواسطے اعتزال کا شبہہ
بیتن سمجہا جایگا اور بہی قاضی ناصر الدین بیضاوی نے تفسیر آیہ کریمہ (انک لا تسمع الموتی) مین لکہا ہے (وہم مثلہم
لما سدوا عن الحق مشاعرہم یعنی یہہ کفار مثل مردون کے ہین ہرگاہ کہ بند کیا اُنہون نے حق سے حواس
اپنی کو اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے (ومعنی الآیۃ انہم لفرط اعراضہم عما یدعون الیہ کالمیت الذی لا سبیل الی
اسماعہ والصم الذی لا یسمع یعنی یہہ کفار بسبب یا وقتی اعراض اپنی کے اوس چیز سے کہ بلائے جاتے ہین طرف
اوسکے مثل مردون کے ہین کہ نہین سبیل ہے اوسکے اسماع کی اور مثل بہرے کے ہین کہ نہین سنتا ہے
یہان سے بہی تمثیل ظاہر ہوتی ہے اور تمثیل مفید ہمارے مدعا کو ہے اور مخالفین کو سراسر مضر اور اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ لفظ موتی اور سماع سے معنی حقیقی اوسکے مراد نہین ہر چند کہ مخالفین بوجہ بے تدبری
کے سمجہنے مین اور ایک تقریر مختصر یہان پر اور بہی کیجاتی ہے کہ جس سے مطلب خوب واضح ہوجاوے
بیان اوسکا یہہ ہے کہ جب کوئی آدمی اشیے اوس وصف کہ اوپر جو اوسکا مقتضا ہے عمل نہین کرتا تو اوسکے
وصف موجود کو بمنزلہ عدم کے قرار دیتے ہین مثلاً ایک شخص آنکہون والا ہے اور وہ کسی مسجد مین یا کسی
اسیکے فرش پر جوتا پہنکر چلا جاوے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تو اندہا ہے یا کوئی شخص کسی عالم جلیل القدر یا
کسی حاکم ذیعزت کے سامنے ایسی باتین کرے کہ جو اوسکو لایق نہین ہے تو عرف مین بولتے ہین کہ تو اندہا ہے
دیکہتا نہین کیونکہ مقتضی آنکہونکا یہہ تہا کہ ایسے ذی عزتون کے سامنے یہہ حرکت نکرتا لیکن گویا اوسنے
دیکہا نہین لہذا بمنزلہ اندہونکے ہے اور اسیطرح کسی شخص کو کوئی پُکارے اور وہ جواب نہدے تو کہا جاتا ہے
کہ میان بہرے ہو یعنی جسطرح اندہون اور بہرون کا کام ہے کہ وہ دیکہتے اور سنتے نہین ایسی ہی اس
شخص کا حال ہے اسیطرح ان دونون آیتون مین خداوند تعالی نے کافرون کو بہرا اور مردہ قرار دیا

یعنی جیسے کام مردے اور بہرے کا ہے کہ وہ سُنتے نہین اسیطرح ان کافرون کا بسبب فرط اعراض کے
حال ہے اور اسی جہت سے خداوند تعالی نے دوسری جگہہ بہرا اور اندہا اور گونگا قرار دیا ہے یعنی جیسے
بہرے اور اندہے اور گونگے کا حال ہے اسیطرح یہہ کافر سنتے اور دیکہتے نہین لیکن اس آیت سے
یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بہرے اور اندہے اور گونگے اور مردے کا کام یہی ہے کہ وہ سنتے دیکہتے بولتے
نہین مثبتین سماع اموات نے آیات مذکورہ مین تین توجیہین کی ہین اول یہہ کہ موتی سے مراد کافر ہین
بطریق استعارہ کے نہ مردے دوسری یہہ کہ سماعت سے مراد قبول کرنا حق کا ہے تیسرے یہہ کہ آنحضرت صلعم
کی طرف خطاب ہے کہ تم مردون کو نہین سنا سکتے نہ یہہ کہ مردے حقیقت مین نہین سنتے اور یہہ تینون جواب
محض غلط ہین چنانچہ ہماری تقریر سابق کو جو کوئی دیکہیگا سو اسکا یقین کریگا لیکن جواب اخیر
کے باب مین یہان کچہہ اور بہی ہم لکہتے ہین سو سُننا چاہیئے کہ سماعت کو بمعنی قبول لینا معنی مجازی
ہین اور حقیقت کے سوا معنی مجازی بغیر قرینہ کے لینا غیر جائز ہین اور مجاز متعارف اسکو کہنا بہی غلط
ہی سماعت بمعنی قبول ہرگز مجاز متعارف نہین تیسرے جواب کا یہہ حال ہے کہ آنحضرت صلعم بداثرین
کو بہی نہین سنا سکتے تہے قادر حقیقی اللہ ہے حالانکہ اسی آیت مین ہے (ان تسمع الّا من یؤمن
بآیاتنا یعنی تو نہین سنانیوالا ہے مگر اوس شخص کا کہ ایمان لاوے ساتہہ آیت ہماری کے) اور اگر
باعتبار عادت کے لیا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم اُن لوگون کو کہ جنمین استعداد اور قوت سماعت
کی ہے نہ سنا سکین یہی تعجب کی بات ہے کہ حضرات اہل بدعت اپنے مردون کو سنانیوالے ہوویں
اور آنحضرت صلعم اونکو نہ سنا سکین اور حقیقت مین بات وہی ہے جو شاعر نے عربی مین کہی ؎
- لقد اسمعت لو نادیت حیا ÷ ولکن لاحیاة لمن تنادی - ترجمہ یعنی تو بیشک سناتا

اگر پکارتا کسی بندہ کو لیکن نہین جانتا ہے واسطے اوس شخص کے تو پکارنا ہے آب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
اپنی تائید مدعا مین قرآن مجید سے ایک قصہ لکھون کہ اوسکو دیکھکر سب اہل انصاف عدم سماعت موتی
کے مقر ہو جاوین تیسرے پارہ کے دوسرے رکوع مین ہے (او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی
عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او
بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام الآیہ ترجمہ اوسکا یہہ ہے یا ند دیکھا تونے اوس شخص کو کہ گذرا
ایک گانون یعنی بیت المقدس یا اور کسی قریہ پر اور وہ گانون گرا ہوا تہا اوپر چہتون اپنی کے
یعنی ویران تہا اس گذرنے والے نے کہ حضرت عزیر یا اور شخص تہا کہا کہ کیونکر زندہ کریگا یعنی آباد
کریگا اسکو اللہ پس مار ڈالا اوسکو اللہ نے سو برس تک پہر جلایا اور پوچہا کہ کتنی دیر ٹہہرا رہا تو
کہا ٹہہرا مین یعنی مردہ پڑا رہا ایکدن یا کم فرمایا بلکہ مردہ پڑا رہا تو سو برس تک دیکہہ اپنے کہانے
اور پینے کو کہ نہین بگڑا اور دیکہہ اپنے گدہے کو اور تاکہ کرین ہم تجہکو نشانی واسطے لوگون کے اور دیکہہ
طرف ہڈیون کی کیونکر جنبش دیتے ہین ہم اونکو پہر پہناتے ہین ہم گوشت جب یہہ حال اوسکو معلوم
ہوا اقرار کیا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے انتہی یہانتک مطلب قرآن کا خلاصہ کرکے بیان کیا گیا حضرت عزیر کے
گدہے کی ہڈیان باقی رہ گئین تہین اور اللہ کی قدرت سے کہانا پانی تک نہ بگڑا تہا اللہ نے گدہے کو زندہ کر دیا اس
سے صاف واضح ہے کہ مردہ کو دنیا کی چیزون کا ادراک نہین ہوتا اگر ادراک ہوتا تو آفتاب کا
نکلنا اور رات کا ہونا اور پانی کا برسنا اور لوگون کے گذرنے کا حال اور جو حوادث پیش آئے سب تجہے
جب اونکو معلوم ہوتے یہہ کیون کہتے کہ مین ایکدن یا اس سے کم مردہ رہا اس غفلت کو خیال کرنا چاہیے
مخالفین کے نزدیک حلوا اور ماندا جو کچہہ پڑہتا ہے اون سب کے اولیاء اللہ کو خبر ہوتی ہے بلکہ جو پڑہا اور جو

کو مردے پہچانتے ہین پہر کیا وجہ ہی کہ حضرت عزیر کو ایسی غفلت ہوگئی فقط + **دوسرا مسلک**
اثبات عدم سماعت کا حدیث شریف سے ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی نے حضرت
اوس ابن اوس سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل ایام تمہارے کا روز جمعہ ہے کہ اوسمین آدم
پیدا کئے گئے اور اوسمین قبض کئے گئے اور اوسمین نفخہ ثانیہ ہوگا اور اوسمین صعقہ ہوگا کہ اوسکی دہشت سے انسان
مرجاوینگے پس اکثر کرو تم اوپر میری درود کو اوسمین پس تحقیق کہ درود تمہارا عرض کیا جاتا ہے اوپر میرے صحابہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر عرض کیا جاتا ہے درود ہمارا اوپر تمہارے وقد ارمت یعنی تم گلجاؤ گے آپنے فرمایا
کہ (ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء) مقرر اللہ تعالی نے حرام کیا اوپر زمین کے کہانا جسموں انبیا کے
اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہہ کہ صحابہ کے نزدیک یہہ بات مقرر تہی کہ عرض سلام وکلام
بغیر حیات کے نہین ہوتا اور جو گلجاتا ہے اوسکو شعور وادراک نہین رہتا دوسرے یہہ کہ انبیاء اللہ زندہ ہین
تیسرے یہہ کہ گلنا بدن کا خاصہ انبیاء اللہ علیہم السلام کا ہی الا ماندر چوتہے یہہ کہ اگر اور مردے بہی سنا کرتے
تو آنحضرت صلعم جواب مین یون فرماتے کہ سب مردے ایسے ہین کہ اونپر باتین عرض کیجاتی ہین تخصیص
انبیا کی نکرتے پس معلوم ہوا کہ مردے اپنی قبر مین سوا انبیا علیہم السلام کلام زائرین اور ملائکہ کا جو
متعین اہل دنیا پر ہین نہین سنتے بخاری اور مسلم مین ابوقتادہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم پر ایک جنازہ
گذرا پس فرمایا آپنے کہ مستریح ہے یا مستراح منہ یعنی وہ شخص خود آرام پانیوالا ہے یا اوس سے لوگون
کو آرام ملا صحابہ رضنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہے مستریح اور مستراح منہ پس فرمایا آپنے بندہ مسلمان
آرام پاتا ہے تکلیف دنیا سے اور اوسکے صدمات سے طرف رحمت اللہ کے اور عبد فاجر کی موت سے عباد اور بلاد اور
شجر اور حیوان آرام پاتے ہین پس اگر مردہ کلام احیا کو سنا کرتا تو روز اوسکو تکلیف دنیا کی پہنچتی رہتی

کوئی اوسکو گالی دیتا اور برا کہتا ہی کوئی اوسکی اولاد کو ستاتا ہے کوئی اوسکے مال کو غصب کرتا ہی علی ہذا القیاس
مسلک سوم اثبات سماعت موتی کا مشاہدہ ہی ہم دیکھتے ہین کہ جب آدمی کی آنکھین بند کر دو یا آدمی کی
آنکھین جاتی رہین یا کان بند کر دو یا اوسکے کان جاتے رہین تو وہ سنتا اور دیکھتا نہین باوجودیکہ ہم کہین
روح موجود ہوتی ہی اور ایسی ہی جب آدمی سو جاتا ہے تو اوسکو کچھ نظر نہین پڑتا اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور
اسی واسطے حکمای محققین نے لکھا ہی کہ عقل و نفس انسانی مدرک جزئیات بالآلات ہین یعنی بواسطہ آنکھ ناک
کے چنانچہ شرح سلم قاضی اور شرح اشارات محقق طوسی مین مصرح ہے اور یہہ بات جو اشخاص کہا کرتے ہین
کہ جبتک روح اس جسم مین رہتی ہی تب تک محتاج حواس کی ہوتی ہی اور بعد مرنیکے سب چیزین اوسپر منکشف
ہو جاتی ہین اور سب چیزون کو دیکھتی ہی اور سبکی آواز سنتی ہی محض بے بنیاد بات ہے مخالف قرآن و حدیث
کے مسلک چہارم اقوال فقہا حنفیہ کے ہین اور چونکہ ہمارے مخالفین کے نزدیک تقلید امام اعظم صاحب کی
فرض اور واجب ہے تو اونکے نزدیک یہہ اقوال افادہ مدعا مین قرآن اور حدیث سے کم نہونگے بیان اوسکا
علی سبیل الاجمال یہہ ہے کہ کتاب ہدایہ اور عنایہ حاشیہ ہدایہ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ اور فتح القدیر حاشیہ
ہدایہ اور بنایہ حاشیہ ہدایہ اور عینی شرح کنز اور مستخلص شرح کنز اور عینی شرح ہدایہ اور شرح جامع کبیر
حصیری اور شرح جامع صغیر مین یہہ بات مصرح ہی کہ مردے نہین سنتے چونکہ ان عبارات کی نقل مین تطویل
بہت ہو جاتی لہذا مین فتح القدیر پر کہ محقق ابن الہمام رئیس حنفیہ کی تصنیف ہی اکتفا کرتا ہون (و
محصلہ عند اکثر مشایخنا ہو ان المیت لا یسمع عندہم علی ما صرحوا بہ فی کتاب الایمان لو حلف لا یکلمہ میتًا
لا یحنث لانہا تنعقد علی ما یفہم والمیت لیس کذلک لعدم السماع) خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ ہمارے مشایخ حنفیہ کے
نزدیک مردے نہین سنتے اسیواسطے تلقین کی حدیث مین انہون نے مرنے کے لفظ کو معنی مجازی پر محمول

کہاہی یعنی جو قریب الموت ہوا و تصریح اسکی مشائخ حنفیہ نے کتاب الایمان مین کی ہی اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ مین
فلان شخص سی کلام نکرونگا اور بعد مرنے اوس شخص کے کلام کیا تو اس شخص پر قسم نہ آویگی کیونکہ کلام سی
مقصود سمجہانا ہوتا ہی اور مردے کو فہم بسبب نہ سننے کے نہین غور کرنیکا مقام ہی کہ تمام کتب فقہ مین یہہ
مسئلہ لکہا ہی اور باوجود اسکے یہہ حضرات نہین مانتی کافی شرح وافی جو صاحب کنز کے تصنیف ہی اوسمین بہی
مسئلہ عدم سماعت موتی کا بتفصیل تمام مرقوم ہی من شاء فلینظر فیہ البتہ بعض صاحب اس مسئلہ فقہیہ
کا جو کتاب الایمان مین مذکور ہوتا ہے بغیر سمجہے ہوئے یہہ جواب دیتے ہین کہ مبنی ایمان کا عرف پر
ہے تو غایت الامر عدم سماعت عرفی کتب فقہا سے ثابت ہوگی نہ نفی سماع حقیقی کی جواب اسکا یہہ ہے
کہ عرف جو معتبر ہوا کرتا ہی وہ الفاظ یمین مین ہی مثل واللہ لا اکلم فلانا تو اگر یہہ کہتے کہ مردے کے
ساتہہ کلام کرنے کو عرف مین کلام نہین کہتے تو البتہ کچہہ گنجایش مناسب حال کے ہوتی اور فقہائے
کرام یہان اسکی علت عدم سماعت موتی لکہتے ہین اور آیہ کریمہ انک لا تسمع الموتی سے عدم
سماعت کے اوپر استدلال کرتے ہین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بہی اسی آیہ کریمہ
سے عدم سماعت پر استدلال کیا ہے چنانچہ بخاری شریف مین موجود ہے فقہائے کرام اسکو پیش
کرتے ہین احتمال اسبات کا کہ مبنی ایمان کا عرف پر ہے پیش کرنا کمال تعصب پر دلالت کرتا ہے

افادہ جواب شبہات مثبتین سماع اموات مین ٭ جاننا چاہیے کہ مثبتین سماع اموات چند احادیث سے
اپنے مدعا کو ثابت کرتے ہین اول یہہ کہ بخاری شریف مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے بدر مین
کفار قریش سے بعد مرنے کے خطاب کیا ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا اور حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ
آپ مردون سے کلام کرتے ہین کہ جنمین روح نہین آپنے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہین سنتے اسکو

انکو جو مین آگے لیے کہتا ہون جواب اول اوسکا یہہ ہے کہ پوری روایت بخاری کی تمنے نہین دیکھی کہ اوسمین قتادہ سے مروی ہے (احیاہم اللہ حتی اسمعہم قولہ) یعنی زندہ کر دیا اللہ تعالی نے اونکو یہ سنا دینا قول آنحضرت صلعم کا تاکہ اونکو حسرت اور ندامت ہو اوس سے معلوم ہوا کہ یہہ آنحضرت صلعم کے ساتھہ مخصوص تھا دوسرا یہہ کہ وہ معجزہ آنحضرت صلعم کا تھا چنانچہ صاحب مشکوٰۃ شریف نے اس حدیث کو کتاب المعجزات مین ذکر کیا ہے اور محقق ابن الہمام نے بھی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین اسکو معجزات مین گنا ہے اور دوسری دلیل اونکی یہہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ مردہ جسوقت قبر مین رکھا جاتا ہی تو دو فرشتے ایک منکر اور ایک نکیر اوسکے پاس آتے ہین اور اوسکا حال یہہ ہوتا ہے کہ وہ اونکی جوتیون کی آواز سنتا ہی جو اوسکو دفن کر کے چلے جاتے ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ شیخ کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسطرح پر لکھا ہی کہ جمع کرنے اس حدیث اور دونون آیتون سے کہ وہ انک لا تسمع الموتی و ما انت بمسمع من فی القبور ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اوسوقت کا حال ہے کہ جب مردہ سے سوال کیا جاتا ہے یعنی یہہ اوسوقت کا ذکر ہے کہ مردہ کو قبر مین منکر نکیر کے سوال و جواب کے لئے زندہ کرتے ہین پس یہہ حال وقت خاص کا ہوا اور اسمین کسی طرح کی قباحت نہین اگر حضر آدمی جو یہہ کہتے ہین کہ اگر وہ مردہ سنتا نہین تو اوس سے سلام علیک کیون کیجاتی ہے حالانکہ حدیث مین آیا ہے زیارت قبور کے وقت السلام علیکم یا اہل القبور کہنا چاہیئے جواب اسکا یہہ ہے کہ خطاب سے یہہ لازم نہین آتا کہ مخاطب سنتا بھی ہو دیکھو بخاری شریف مین ہی کہ حضرت عمر نے پتھر سے کہا کہ انی لاعلم انک حجر لا تنفع ولا تضر اور مکہ معظمہ سے آنحضرت صلعم نے یہہ خطاب کیا (ما اطیبک من بلد واحبک الی ولولا ان قومی اخرجونی منک ما سکنت غیرک) یعنی تو

+ اور یہہ جو مسلم شریف مین ہے ... (الآیہ) جو مروی ہے روایت حضرت عائشہ ... کتاب المغازی صحیح ... ہے کہ القاضی ... قلیب ... علی سبیل ... الطریق ... [illegible]

شہرون مین میرےطرف محبوب ہے اور اگر میری قوم مجکو تجھسے نہ نکالتی تو مین تیرے سوا کہین نہ رہتا اور
ہمیشہ مخالفین رمضان مین پڑہتے ہین (الوداع الوداع یا شہر رمضان) حالانکہ شہر رمضان کی
سماعت کا کوئی معتقد نہین ہے اور شاعر کہتا ہے ع اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست ۞ حالانکہ
نسیم سحر کی سماعت کا کوئی اعتقاد نہین رکہتا پس معلوم ہوا کہ خطاب مستلزم سماعت کو نہین علاوہ
برین صحیح حدیث مین لفظ غیبت کا بہی آیا ہی السلام علی اہل الدیار من المومنین لیکن چونکہ اسمین ایک
طرح کی تعظیم میت کی پائی جاتی ہے اسواسطے یہہ خطاب مقرر ہوا اور یہہ جو بعض اشخاص کہا کرتے کہ حضرت
عائشہ صدیقہ نے اپنے انکار سے رجوع کیا سو محض باطل ہے کسی صحیح روایت سے رجوع انکا ثابت نہین
ومن ادعی فعلیہ البیان ۞ اور سفر کرنا واسطے زیارت کے موافق مذہب تحقیق کے جائز نہین رسول
اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی سفر نکیا جاوے مگر طرف
تین مسجدون کے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور مسجد نبوی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر کرنا
سواے مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور مستثنی منہ اس حدیث مین لفظ موضع متبرک ہے یا موضع متقرب الیہ
اور بعض اشخاص جو کہتے ہین کہ امام احمد نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لاتشد الرحال
الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ سوا اسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہہ کہ اس حدیث کی اسناد مین
شہر بن حوشب ہے اور اوسکے توثیق مین اختلاف ہی امام مسلم نے نقل کیا ہے کہ وہ مطعون اور
متروک ہے اور بعض محققین نے اوسکو صاحب اوہام لکہا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
تقریب مین لکہا کہ وہ صاحب اوہام ہی اور واقعی یہہ روایت مخالف صحاح کے ہے بخاری اور مسلم
اور موطا کسی مین یہہ زیادت نہین مذکور ہے دوسرے یہہ کہ امام مالک نے موطا مین نقل کیا عن ابی ہریرہ

الوہریرہ

قال لقیت بصرة بن ابی بصرة الغفاری فقال من این اقبلت قلت من الطور فقال لو ادرکتک قبل ان
کہا ابو ہریرہ نے ملاقات کی میں نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے انہوں نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو ابو ہریرہ نے کہا کوہ طور سے
تخرج الیہ ما خرجت سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثة مساجد الخ اور امام احمد بن
بس کہا انہوں نے کہ اگر ملتا تجھ سے تو نہ جاتا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ فرمایا کہ سفر نہ کیا جاوے مگر تین مسجد وں کی طرف
حنبل نے مسند میں ابو بصرہ اور ابو ہریرہ اور عمر بن شیبہ نمیری نے کتاب اخبار المدینہ میں لکھا ہے حدثنا ابن ابی
الوزیر ثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن طلق عن قزعة قال اتیت ابن عمر فقلت انی ارید الطور قال
انما تشد الرحال الی ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجد المدینة والمسجد الاقصی فدع عنک الطور فلا تاتہ
شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفی شرح موطا میں لکھا مترجم گوید در تخصیص و رینجا آنست کہ در جاہلیت سفر
میکردند بمواضع متبرکہ غیر مساجد بقصد خصوصیت تبرک بآن موضع منع فرمود تا امر جاہلیت
رواج نگیرد آیا نمی بینی کہ بصرة بن ابی بصرة غفاری سفرے راشامل طور دانست و ابی ہریرہ را از طور
منع کرد انتہی پس اگر مستثنی منہ لفظ مسجد قرار دیا جاوے تو استدلال ابو بصرہ اور عبد اللہ
بن عمر اور ابو سعید خدری اور سکوت ابو ہریرہ وغیرہ کا ہرگز صحیح نہوتا اور صحابہ کرام سے بہتر
دوسرا شخص حدیث کو نہیں سمجھ سکتا اور ہرگز جانا ابو ہریرہ کا صرف نماز کے واسطے ثابت نہیں
اور اگر بالفرض نماز کے واسطے بھی ہوتا تو مفید عام تھا اسواسطے کہ مستثنی منہ مسجد ہے غیر مسجد کا
حکم ہرگز نہو گا تیسیر الوصول مختصر جامع الاصول میں ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول
ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
اللہ صلعم لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول صلعم والمسجد الاقصی رواہ الشیخان
نہ باندھے جاویں کجاوے مگر طرف تین مسجد کے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی روایت کیا اسکو بخاری مسلم اور ترمذی نے
والترمذی المراد لا یقصد موضع من المواضع بنیة العبادة والتقرب الی اللہ الا ہذہ الاماکن الثلثة تعظیما لہا
قصد نہ کیا جاوے کسی جگہ کا بہ نیت عبادت اور تقرب الی اللہ کے مگر سوائے ان تین جگہ کے بوجہ انکی عظمت و شان اور بزرگی کے
وتشریفا لہا انتہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز میں لکھا ولہذا ہمین جا واضح شد
کہ اکابرات بلیغ کہ در حدیث شریف در نہی از زیارت قبور وارد شدہ حال ابسوے موضعی غیر مساجد ثلثہ

وانکه قبور انبیا را مساجد ساختند وارد شده و مدعا همین است که درین عمل اکثر جهال را اعتقادی که منزه گیرند
را به بزرگان خود بهمرسیده است بهم نمیرسد و توجه الی الله صرف محض باقی نمی ماند مگر در دیده و حجاب آن
ارواح انتهی اگر کوئی کہی کہ جب تمہارے نزدیک اس حدیث کے یہہ معنی ٹھہرے تو آنحضرت صلعم کی زیارت
کے باب مین تم کیا کہتے ہو جواب اوسکا یہہ ہے کہ سفر آنحضرت صلعم کی زیارت کے واسطے ہمارے نزدیک درست
ہے اسلیے کہ اس باب مین احادیث وارد ہوئی ہین اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے اور حضرت کی زیارت اس سے
مستثنی ہے اور ہر سال قبر پر یا حوالی مین اوسکی کثرت سے چراغ جلانا منع ہے حدیث شریف مین ہے
(لعن رسول الله صلعم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج یعنی لعنت کی رسول الله صلعم نے اون
عورتون پر جو زیارت قبر کرتی ہین اور اون لوگون پر جو قبرون کو مساجد بناتے ہین اور اوس پر چراغ جلاتے
ہین یہہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے قاضی ثناء الله پانی پتی نے ترجمہ ارشاد الطالبین مین لکھا قبور
اولیا را بلند کردن و گنبد بران ساختن و عرس و امثال آن و چراغان کردن همه بدعت است بعضی
ازان حرام است و بعضی مکروه پیغمبر خدا صلعم بر چراغ افروزان نزد قبر و سجده کنندگان لعنت
گفته و فرمود که قبر مرا عید و مسجد نکنید در مسجد سجده می کنند در روز عید برای مجمع روزی در سال
مقرر کرده شده و رسول کریم صلعم علی رضی الله عنه را فرستاد که قبور بلند شده را برابر کند و هر جا که تصویر بیند آنرا محو کند
انتهی اور قاضی ثناء الله صاحب نے تفسیر مظہری مین لکھا کہ نہین جایز ہے یہہ جو جہال کیا کرتے ہین
قبرون پر اولیا کے طواف اور سجدہ اور چراغ جلاتے ہین اور اوسکا نام عرس کہتے ہین اور اوسکو
ہر سال کرتے ہین انتہی یہہ اوس صورت مین ہے کہ اوسمین چراغ قبرون پر جلائے جاوین اور اگر
بغیر چراغ جلائے ہوئے کوئی شخص عرس کرے اور فقط اجتماع پر قناعت کرے جیسا کہ بعض

آدمی کیا کرتے ہیں تو اسکی ممانعت کے لئے یہہ حدیث موجود ہے (عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول
صلعم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی
سنن نسائی میں ہے و معنی لا تجعلوا قبری عیدا امام سبکی چنین گفتہ کہ مراد آنست تخصیص و تعیین وقت
برائے زیارت چنانکہ مر عید را بود بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیارت است و یا مراد تشبہ باعیاد است
در اظہار زینت و تجمل و اجتماع چنانکہ در عید امر مرسوم است بلکہ باید کہ بزیارت و دعا و سلام اقتصار کند
انتہی قال الامام الخطیب الحافظ ابو بکر البغدادی اما کان یوم الفطر والنحر بعد کل سنۃ والناس
یعودون الیہ افواجا واجتماعا من الآفاق یسمی عید العود مرۃ بعد اخری فنہی النبی صلعم امتہ
عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کاجتماعہم لاقامۃ مراسم العید کفعل اہل الکتاب یدیمون تشبیہ انبیائہم
والمعنی لا تجعلوا قبری کالعید تزیینا ولمعانا واجتماعا انتہی اور بعض لوگ جو حدیث کان النبی صلعم
یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابو بکر وعمر
کذلک یفعلون سند لاتے ہیں سو اوسمیں دو طرح سے کلام ہے اول یہہ کہ اس حدیث
کی اسناد نہیں معلوم دوسرے یہہ کہ محتمل ہے راس کل حول سے مراد اول سنہ ہو نہ راس حول سال
میت اور محمد بن ابراہیم کے وقت میں تاریخ مقرر ہو چکی تھی علاوہ برین اس حدیث سے اجتماع بعد
ہر سال کے ہرگز مفہوم نہیں ہوتا اور یہی یہہ حدیث لا تجعلوا قبری عیدا کی اس تقدیر پر معارض
ہے اور قابل اعتبار نہیں لترجیحہ علیہا کما لا یخفی اور قوالون کا راگ بامزامیر حرام ہے
اسمین جو اکابر اہل بدعت ہیں وہ بھی کلام نہیں کرتے جس عرس میں چراغ بکثرت اور
راگ بامزامیر ہو وہ بالاتفاق منع و حرام ہے اور قبر پر غلاف ڈالنا ممنوع ہے اور زینت نقش

† [illegible] صفحہ ۱۹۰ [illegible]

کے جیسا کہ عوام کرتے ہیں شرک ہے نصاب الاحتساب میں اسکو غیر مشروع لکھا ہے اور حضرت مرتضی
علی رضی اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک قبر پر غلاف دیکھا اور اسے منع فرمایا اور مجموعہ خانی میں
ہے کہ قبر کو چھپانا نہ چاہیے کہ علماء مکہ نے اس سے منع کیا ہے ہذا عبارتہ در مضمرات می گوید گور را
نباید پوشانید زیرا کہ عادت نصاری است و جامہ بر گور نہادن نباید زیرا کہ علمای مکہ مکروہ داشتہ اند
انتہی اور سنت کی چادر چڑھانا شرک ہے

اور طواف کرنیکا یہہ حال ہے نہر الفائق میں معراج الدرایہ سے نقل کیا وصرح فی المعراج
بانہ لو طاف حول المسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر اور نہایہ حاشیہ ہدایہ میں بھی کہ بڑی معتبر
(اگر مسجد کا کوئی شخص طواف کرے سوائے کعبہ کے اوسپر خوف کفر کا ہے ۱۲)
کتاب ہے اسیطرح ہی مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتوی میں لکھا کہ پرستش آنست کہ
سجدہ بکند یا طواف نماید یا نام او را بطریق تقرب ورد و سازد یا ذبح جانور بنام او کند یا
خود را بندہ فلانی بگوید و ہر کہ از مسلمانان جاہل با اہل قبور این چیز با العمل آرد فی الفور کافر گردد
و از مسلمانی بر آید تصحیح المسائل میں بھی یہہ فتوی منقول ہے ملا علی قاری نے شرح مناسک
میں لکھا (ولا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ
(اور کسی جگہ متبرک کا طواف نکرے کیونکہ طواف خصوصیات کعبہ شریف سے ہے پس حرام ہے انبیا اور اولیا کے)
فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ العامۃ والجہلۃ ولو کانوا فی صورۃ المشایخ
(قبور کا طواف کرنا اور فعل جہلا و عوام قابل اعتبار نہیں اگرچہ مشایخ یا علما کی صورت میں ہوں ۱۲)
والعلماء) قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالا بد میں لکھا سجدہ کردن برائے قبور انبیا و اولیا
و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام است بلکہ چیزے
ازان بکفر میرساند انتہی اور جو بعض علما نے غیر معتبر کتابوں میں طواف کو درست لکھدیا ہے سو
محض غلط ہے اور ہرگز قابل اعتبار نہیں اور سجدہ کرنا غیر اللہ کو کفر اور شرک ہے اور

بعض لوگون نے تقسیم کی ہے کہ سجدہ عبادت شرک اور کفر ہی اور سجدہ تحیت حرام لیکن یہہ
بات خلاف تحقیق ہے ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا (سبب لعنتہم اما لانہم کانوا
لعنت اللہ کی ان پر کہ سبب
یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لہم وذلک ہو الشرک الجلی) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری نے
کہ وہ نبیوں کی قبروں کو تعظیم کے واسطے سجدہ کرتے تھے یا وجہ بنا لیتے ہیں سبب
سے خوب تحقیق یہہ بات کی ہو جاتی ہے اور جو لوگ سجدہ کی تقسیم کرتے ہین سو وہ یہہ وجہ
بیان کرتے ہین کہ اگلی شریعتوں مین سجدہ تعظیمی درست تھا اور اس شریعت مین ممنوع ہوا
جیسا سجدہ فرشتون کا حضرت آدم کو اور سجدہ بہائیون حضرت یوسف کا اونکے لئے پس
کفر کیونکر ہوگا اوسکا جواب یہہ ہے کہ سجدہ فرشتون کا اور حضرت یوسف کے بہائیون کا
بطریق انحنا اور جھکنے کے تہا نہ بطریق پیشانی رکہنے کے تفسیر جلالین اور تفسیر معالم التنزیل
کو دیکھو علاوہ برین زندہ کے حق مین تمہارے گمان کی موافق جایز تہا نہ مردون کے واسطے
اور یہہ جو بوارق مین لکھا ہے کہ بعض فقہا نے سجدہ کو درست لکھا ہے سو یہہ بات غلط ہے.
مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے رجوم الشیاطین مین لکھا ہے کہ کسی فقیہ نے اسکو تجویز نہین
کیا اور بوسہ دینا بہی قبر کو درست نہین اور نصاری کی عادات مین سے ہے احیاء العلوم مین
لکھا ہے (ولا یمسح القبر ولا یمسہ ولا یقبلہ فان ذلک من عادۃ النصاری) اور شیخ عبد الحق
نے مدارج النبوۃ مین کہا و بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و کلہ نہادن حرام و ممنوع است
و در بوسہ دادن قبر والدین روایت فقہی نقل می کنند و صحیح آنست کہ لایجوز است اور ترجمہ
مشکوٰۃ مین لکھا و مسح نکند قبر را بدست و بوسہ نہد آنرا و منحنی نشود و رو بخاک نمالد و این عادت
نصاری است اور ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین لکھا (ولا یقبل فانہ زیادۃ

علی الحسن فہو اولی بالنہی) آور بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ شاہ عبدالعزیز صاحب بوسہ قبر کے مجوز تھے سو یہہ بات محض غلط ہے شاہ عبدالعزیز صاحب بوسہ کو منع فرماتے تھے البتہ شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر کا بوسہ لیتے تھے تمام شاہ جہان آباد مین یہہ بات مشہور ہے اور بوسہ جہال کو نافع اور ضار سمجھکر لیتے ہین شرک ہی اور حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین مین بوسہ کو منع لکہا ہے (واذا زار قبرا لم یضع یدہ علیہ ولا یقبلہ فانہ عادۃ الیہود) یعنی جب کوئی قبر کی زیارت کرے قبر کی نہ رکہے ہاتہہ اپنا اوسپر اور نہ بوسہ لیوے کیونکہ وہ عادت یہود کی ہے

سوال چہارم۔ کہانا سامنے رکہکر ہاتہہ اوٹہاکر فاتحہ پڑہنا کیسا ہی اور تیجہ سوم و دہم و چہلم وغیرہ کی جو واسطے ایصال ثواب کے کرتے ہین درست ہے یا نہین **الجواب** کہانا سامنے رکہکر ہاتہہ اوٹہاکر فاتحہ پڑہنا بدعت ہے اور رسوم ہنود سے ہے عربستان مین بہت سی بدعتین ہر چند کہ مروج ہو گئین لیکن یہہ بدعت وہان مروج نہین رسالہ شوارق کلکتہ مین مطبوع ہوا ہے علماے مکہ کی مہرین اوسمین موجود ہین کہ منجملہ اونکے شیخ جمال شیخ المکتبہ مفتی اور شیخ محمد ابن حسین کتبی حنفی اور شیخ صدیق بن عبدالرحمن کمال مدرس مکہ اور سید حسین مکی محدث مالکی مصلی کے امام اور مفتی محمد وجیہ صاحب فقیہ مدرس کلکتہ اور قاضی عبدالباری قاضی کلکتہ ہین البتہ ثواب پہنچانا مردے کو بلا تعین اور بغیر سامنے کہانا رکہنے کے امام اعظم صاحب کے مذہب کے موافق جائز ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی اسطرح پر ہی کہ عبادت تین قسم پر ہے مالی اور بدنی اور مرکب مالی کا ثواب اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق پہنچتا ہے معتزلہ البتہ اسکے منکر ہین اور بدنی مثل تلاوت قرآن مختلف فیہ ہے امام شافعی کے نزدیک اوسکا ثواب نہین پہنچتا اور

حنفیون مین اختلاف ہی لیکن زیادہ حنفیون کے نزدیک یہ ہے کہ بدنی کا بھی ثواب پہونچتا ہے
اور ان قیود اور تخصیصات سے جیسا کہ مروج ہے کسی عالم کے نزدیک جو قابل اعتبار ہو ایصال ثواب
درست نہین اگر کہانا محتاجون کو دیکر کچھ قرآن شریف پڑھ دیا کرین تو فقہا کے نزدیک جائز ہے
اور تعین سوم و دہم و چہلم کی جو واسطے ایصال ثواب کرنے مین ہے ثبوت نہین شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکہا و عادت نبود کہ براے میت غیر وقت نماز جمع شوند
و قرآن خوانند و ختمات خوانند بر سر گور و نہ غیر آن و این مجموع بدعت است و مکروہ نعم تعزیت
اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما این اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب
تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام اور شیخ نے مدارج النبوة
مین بہی اسیطرح لکہا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے مقالۃ الوصیۃ مین لکہا دیگر از عادات
شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ و این ہمہ را در عرب اول
وجود نبود مصلحت آنست کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز و اطعام ایشان یک شبانہ روز
رسمی نباشد فتاوی بزازیہ مین لکہا ہے یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع
مکروہ ہے مقرر کر لینا کہانا پہلے روز اور تیسرے روز اور بعد ہفتہ کے اور قبر پر لیجانا
ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم
اوسکا اوقات معینہ مین اور تعین دعوت کے واسطے تلاوت قرآن کی اور جمع کرنا صلحا و قرا کا واسطے ختم کے یا واسطے پڑہنے سورہ انعام و
او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص انتہی اور شرح منہاج نووی مین ہے الاجتماع علی المقبرة
اخلاص کے ۱۲ مقبرہ پر تیسرے روز جمع ہونا
فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام المخصوصة کالثالث والـ
اور پہول و خوشبو کا تقسیم کرنا اور واسطے کہانا کہلانے ایام کے تعین کرنے جیسے تیسرا پانچوان نوان دسوان بیسوان چالیسوان
والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشہر السادس والسنة بدعة ممنوعة انتہی
ششماہی اور برسی بدعت ہے اور ممنوع ۱۲
اور حاشیے کی عبارت جو بعض لوگ سند مین جواز کے لاتے ہین مترود ہے کیونکہ اونکے مقید بہا نہین

اس واسطے کہ اوس مین اجتماع یوم ثالث کا ہرگز ذکر نہین بلکہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ جو لوگ ایصال
ثواب کے واسطے اکثر مجتمع ہو کر قرآن شریف پڑہا کرتے ہین اور دلیل تعین اس مراد کی یہہ ہے کہ وہ
اس مسئلہ کو اجماعی جتلاتا ہے اور یہہ مسئلہ فی نفسہ حالانکہ صحیح بہی نہین چہ جائیکہ اجماعی ہو اور
ہر عصر اور زمانہ مین اوسکا رواج ہو جیسا کہ عینی نے کہا اور علامہ قرطبی نے اس مسئلہ کو تذکرہ مین
بدلیل لکہا ہے اور یہہ قول عینی کا کہ مالکیہ اور شافعیہ سے کسی نے انکار نہین کیا محض غلط ہے ۔

سوال پنجم - گچہ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا درست ہے یا نہین **الجواب** گچہ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا
درست نہین چنانچہ احادیث صحیحہ اور کتب فقہ معتبرہ سے یہہ امر ثابت ہے عن جابر رض قال نہی
حضرت جابر سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلعم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد رواہ مسلم وعن ابی الہیاج الا
منع فرمایا رسول خدا صلعم نے قبر پر گچ کرنے اور عمارت بنانے اور بیٹھنے سے ۱۲
قال قال لی علی رض الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلعم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ و
لا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم یعنی ابو الہیاج اسدی نے کہا کہ جناب مرتضی علی نے
مجہسے کہا کہ آگاہ ہو جا کہ بہیجتا ہون مین تجہے اوس کام پر کہ جس پر بہیجا تہا مجکو رسول خدا
صلعم نے نہ چہوڑنا کوئی تصویر مگر یہہ کہ نابود کر دے تو اوسکو اور نہ چہوڑنا کوئی قبر بلند مگر یہہ کہ
برابر کرے تو اوسکو روایت کیا مسلم نے اور شرح نسائی مین ہے اختلفوا فی البناء فذہب الامام
اختلاف کیا علما نے بنا علی القبر مین
احمد والحنفیۃ فی روایۃ والرافعی والداؤد والظاہری انہ حرام مطلقا سواء کان فی مقبرۃ
احمد اور امام ابو حنیفہ کا ایک روایت مین اور رافعی اور داؤد ظاہری کا یہہ ہے کہ وہ مطلق حرام ہے خواہ مقبرہ ملک بانی مین ہو یا نہو اور
او فی ملک البانی وقال مالک والشافعی والثوری والاوزاعی وابو حنیفۃ فی روایۃ اخری انہ
امام مالک اور شافعی اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور ابو حنیفہ ایک روایت مین اسطرف گئے ہین کہ بنا اوس مقبرہ پر کہ ملک بانی ہو مکروہ
حرام ان کان فی مقبرۃ مسبلۃ ومکروہ ان کان فی ملک البانی انتہی امام نووی نے شرح صحیح
ہے ورنہ حرام ۱۲
مسلم مین حدیث جابر کے متعلق لکہا ہے واما البناء علیہ فان کان فی ملک البانی فمکروہ وان کان
اور قبر پر بنا کرنا مکروہ ہے اگر جگہ بنانے والے کی ملک ہو ورنہ حرام ہے

في مقبرة مسبلة فحرام نص عليه الشافعي والاصحاب قال الشافعي في الام ورأيت الائمة بمكة يأمرون

بهدم ما يبنى ويؤيد الهدم قوله صلعم ولا قبرا مشرفا الا سويته انتهى ابن حجر مکی نے تحفہ میں لکھا

ولو بنى في مقبرة مسبلة هدم وجوبا لحرمته كما في المجموع لما فيه من التضييق مع ان البناء يتأبد بعد

انمحاق الميت فيحرم الناس تلك البقعة وقد افتى جمع بهدم كل ما بقرافة مصر من الابنية حتى قبة امامنا

الشافعي التي بناها بعض الملوك وينبغي لكل احد هدم ذلك ما لم يخش منه مفسدة فيتعين الرفع

الى الامام اخذا من كلام ابن الرفعة في الصلح انتهى اور منح الغفار میں لکھا ہے ولا يجصص القبر و

لا يطين ولا يرفع عليه بناء لحديث جابر نهى رسول الله صلعم ان يجصص وان يقعد و

ان يبنى عليه وان يكتب عليه وان يوطأ والتجصيص طلاء البناء بالجص بالكسر والفتح كذا في المغرب

وفي الخلاصة ولا يجصص القبر ولا يطين ولا يرفع عليه بناء انتهى اور مستملی شرح منیة المصلی

میں ہے وعن ابی حنيفة يكره ان يبنى عليه بناء من بيت او قبة او نحو ذلك انتهى اور

مجالس الابرار میں لکھا ہے وكذا القباب التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على

معصية الرسول ومخالفته وكل بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته فهو بالهدم اولى من

مسجد الضرار ولانه عليه السلام نهى عن البناء على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب

المبادرة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلعم ولعن فاعله انتهى قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے

مالا بد منہ میں لکھا آنچہ بر قبور اولیاء عمارتہائے رفیع بنا می کنند و چراغان روشن می کنند

و ازین قبیل ہر چہ می کنند حرام است یا مکروہ انتہی اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ویکرہ

البناء على القبور انتهى ملخصا صاحب تصحیح المسائل نے جو درمختار سے نقل کیا کہ او دین

بنا علی القبور کو جائز لکھا ہے غلط ہے عبارت درمختار کی یہہ ہے (لا یطین ولا یرفع علیہ
نہ لیپے جاوے نہ بلند کیجاوے اوسپر بنا
بناء وقیل لا باس بہ وہو المختار کذا فی کراہیۃ السراجیۃ) اب یہان پر دو وجہ بیان کرتے ہین
اور کہا گیا ہے کہ اوسکا کچہ مضایقہ نہین اور وہی مختار ہے ایسا ہی ہے کتاب الکراہیۃ سراجیہ مین ۱۲
کہ جس سے عدم فہم مطلب صاحب التصحیح کا ظاہر ہو جاوے صاحب درمختار نے حوالہ
سراجیہ کا کیا اور سراجیہ مین یون ہے (و ذکر فی تجرید ابی الفضل ان تطیین
اور ذکر کیا تجرید ابو الفضل مین یہہ کہ لیپنا قبرون کا مکروہ ہے
القبور مکروہ والمختار انہ لا یکرہ) ضمیر لا باس بہ کی تطیین کی طرف کہ جو مفہوم
اور مختار یہہ کہ مکروہ نہین ہے ۱۲
لا یطین سے ہے راجع ہے اور خود سراجیہ مین بنا کو مکروہ لکھا ہے دوسرے یہہ
خود صاحب درمختار نے آگے بڑہ کر آخر باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم مین اس
امر کو بذیل قول مات اوصی بان یطین قبرہ او یضرب علیہ قبۃ فہی باطلۃ کہولدیا
وصیت اس امر کی کہ اوسکی قبر لیپی جاوے یا اوسپر قبہ لگایا جاوے باطل ہے ایسا ہی ہے خانیہ وغیرہا
حیث قال کما فی الخانیۃ وغیرہا وقدمناہ عن السراجیۃ وغیرہا لکن قدمنا منہا فی الکراہیۃ
مین اور فتاوی سراجیہ وغیرہا سے ہم پہلے نقل کر چکے لیکن کتاب الکراہیۃ مین سراجیہ سے ہم ذکر کر چکے کہ قبرون کا لیپنا علی القول
انہ لا یکرہ تطیین القبور فی المختار فینبغی ان یکون القول ببطلان الوصیۃ بالتطیین بنیا
المختار مکروہ نہین پس بطلان وصیت کو لیپنے کی کراہت پر مبنی سمجہنا چاہیے اسواسطے کہ وہ اس تقدیر پر وصیت
علی القول بالکراہیۃ لانہا حینئذ وصیۃ بالمکروہ اور بعض علما نے ایک وجہ اور بہی لکہی
بالمکروہ ہوگی ۱۲
ہے کہ خود صاحب درمختار لکہتا ہے یکرہ الزیادۃ علی ما خرج منہ لانہ بمنزلۃ البناء طوالع
مکروہ ہے زیادتی اوسپر جو قبر سے خارج ہوا اسلئے کہ وہ بمنزلہ بنا علی القبور کے ہے
حاشیہ درمختار مین ہے قولہ بمنزلۃ البناء طوالع حاشیہ درمختار مین ہے قولہ بمنزلۃ البناء
والبناء مکروہ فکذلک ہذا انتہی او بعض محشئین نے جو مرجع لا باس بہ کا تطیین اور
اور بنا مکروہ ہے پس ایسی ہی یہہ ۱۲
بنا کو قرار دیا وہ مبنی غفلت پر ہے شامی نے ردمحتار مین اسکی شرح بخوبی کی ہے
اور بہی صاحب التصحیح نے میزان شعرانی سے نقل کیا قول الائمۃ الثلثۃ ان القبر لا یبنی علیہ
قول تین امامون کا یہہ ہے کہ قبر پر بنا اور گنبد نہ بنایا جاوے
ولا یجصص مع قول ابی حنیفۃ بجواز ذلک فالاول مشدد والثانی مخفف انتہی
ساتھ قول ابو حنیفہ کے اسکے جواز کے ساتھ پس اول مشدد ہے اور دوسرا مخفف ۱۲

سوا اسمین بھی دو وجہ سے کلام ہے اول یہہ کہ نقل مخالف کتب معتبرہ حنفیہ ہے مثل عینی
شرح کنز اور فتاوی عالمگیری اور بحر الرائق اور در مختار اور مواہب الرحمان
کے بلکہ بعض کتب معتبرہ مین بالتصریح لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بنا علی القبور مکروہ
و ممنوع ہے چنانچہ برہان شرح مواہب الرحمان اور محیط اور قاضی خان اور مستملی
شرح منیۃ المصلی مین مذکور ہے اور دوسری یہہ کہ میزان مین ہے قول الائمۃ الثلثۃ
قول تینوں اماموں کا استحباب
باستحباب القراۃ للقران عند القبر مع قول ابی حنیفۃ بکراہتہا حالانکہ خود صاحب تصحیح
قرات قرآن کا ہے نزدیک قبر کے ساتھ قول ابو حنیفہ کے اوسکے کراہت کے ساتھ
نے نقل کیا واختلف فی اجلاس القارئین للقراۃ عند القبر والمختار عدم الکراہۃ پس اگر
اور اختلاف کیا گیا ہے بٹھلانے مین پڑھنے والوں کے واسطے قرات کے نزدیک قبر کے اور مختار عدم کراہت ہے
قول امام ابو حنیفہ کا بھی ہووے تو غیر مختار ہے اور مخالف احادیث صحیحہ کے اور مرقات سے
جو بعض اشخاص نقل کرتے ہین وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین
اور مباح رکھا ہے سلف نے بنا کو قبر مشائخ اور علما مشہورین پر تاکہ لوگ اونکی زیارت
لیزورہم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ سو یہہ قول ملا علی قاری کا نہین ملا علی قاری نے
کرین اور بیٹھکر آرام پاوین
شرح کل بدعۃ ضلالۃ مین لکھا ہے ما انکرہ ائمۃ المسلمین کالبناء علی القبور وتجصیصہا
بدعت ضلالہ وہ ہے جسکو اماموں مسلمین نے منکر سمجھا ہو جیسے قبر پر بنا کرنا اور گچ کرنا
اور یہہ مفاتیح سے نقل کرتے ہین کہ اوسکے مصنف نے ایسا کہا حالانکہ خود مفاتیح مین
بدعۃ ضلالۃ کے بیان مین مرقوم ہے وبدعۃ السوء ما انکرہ ائمۃ المسلمین کالبناء
اور بدعت سیئہ وہ ہے جسکو اماموں اسلام نے برا کہا ہو جیسے قبر پر
علی القبور وتجصیصہا فان النبی صلعم نہی عن ذلک معلوم نہین کہ وہ سلف کون ہین کہ جنہون
اور بنا کرنا اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اس سے منع فرمایا ہے
نے مخالف احادیث صحیحہ اور ائمہ اعلام وفقہای کرام کی بنا کو مباح جانا بعض اشخاص مخالفین سے
سنا کہ شامی نے رد مختار مین بنا کو جائز رکھا ہے اسواسطے عبارت شامی کی یہان لکھی جاتی
ہے قولہ وقیل لا باس بہ الخ المناسب ذکرہ عقیب قولہ ولا یطین لان عبارۃ السراجیۃ

كما نقله الرحمتي وكذا في تجريد الافضل ان تطيين القبور مكروه والمختار انه لا يكره اه الخ
جیسکو نقل کیا رحمتی نے تجرید الافضل مین مذکور ہے کہ لیپنا قبرون کا مکروہ ہے اور مختار یہہ کہ وہ مکروہ نہین
واضاف اليه المصنف في المنح ايضا واما البناء عليه فلم ار من اختار جوازه وفي شرح المنية
اور زیادہ کیا اسپر مصنف نے منح مین بہی اور بنا قبر پر پس نہین دیکہا مینے کسیکو اختیار کیا ہو جواز اسکا اور شرح منیہ یعنی
المختار انه لا يكره التطيين وعن ابي حنيفة يكره ان يبني عليه بناء من بيت او قبة او نحو ذلك
غنیۃ المستملی مین ہے مختار یہہ کہ لیپنا قبر کا مکروہ نہین اور ابو حنیفہ سے منقول ہے یہہ کہ مکروہ ہے بنا کرنا قبر پر ہر قسم کی عمارت کا
لما روى جابر نهى رسول الله صلعم ان يجصص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه
گہر ہو یا قبہ یا اور مثل اسکے واسطے روایت جابر کے کہ منع فرمایا رسول خدا صلعم نے اس سے کہ گچکاری کیجاوے قبر پر یا لکہا جاوے یا کچہ بنایا جاوے اوسپر روایت کیا اسکو مسلم نے
مسلم وغيره الخ **سوال ششم** کیا حکم ہے بیچ ربیع الاول مولد شریف کا پڑہنا اور اوسوقت لوبان
کا جلانا اور تعظیما وقت ذکر ولادت قیام کرنا اور آدمیون کا مجمع کرنا اور شیرینی کا تقسیم کرنا اس
ہیئت مجموعی کے ساتہ منعقد کرنا مجلس کا درست ہے یا نہین **الجواب** اگرچہ باتین مذکورہ سوال بے اصل
ہین لیکن دو باتون کی تنقیح ضرور ہے کہ آیا منعقد کرنا مجلس مولد کا بہ تخصیص یا بلا تخصیص ہیئت اجتماعیہ اور دوسرے
قیام وقت ذکر ولادت تعظیم کے واسطے کرنا ثواب ہم دونون باتون کی تنقیح کرتے ہین اولا
سننا چاہیئے کہ اس باب مین ہمارے زمانہ مین نہایت درجہ کا اختلاف اور شور ہے اور بہت اہل بدعت
ان باتون کو مدار ایمان اور کفر کا سمجہتے ہین اور یہی بات مابہ الامتیاز اہل سنت اور اہل بدعت
کی عوام کے نزدیک ہو رہی ہے تو اب سبکو پہلے یہہ بات دیکہنی چاہیئے کہ آیا یہہ امر سنت اور
مستحب ہے یا نہین کتابون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ امر مسنون نہین اور زمانہ صحابہ اور تابعین
مین اسکا وجود نہین تہا اور مائۃ سادسہ مین اس امر کا احداث ہوا ہے ایک شخص اربل کا
بادشاہ کہ نام اوسکا مظفر الدین تہا اوسنے اسکی ترویج کی اور شیخ عمر بن محمد نے اسکو ایجاد کیا حافظ
ابن حجر عسقلانی نے کہا اصل عمل المولد بدعة لم ينقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلثة
یعنی عمل مولد کا بدعت ہے نہین نقل کیا گیا ہے سلف صالح سے قرون ثلثہ مین اور حافظ

سخاوی نے بہی لکہا عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح من القرون الثلثة انما
وانما حدث بعد وبہہ بات رسائل مخالفین مین مذکور ہے توجب سنت اور مستحب شرعی ہونا اسکا
مفقود ہوا اب اختلاف ہے اسباب مین کہ آیا یہہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ تو بغیر تدقیق نظر کے
معلوم نہین ہوسکتا اسواسطے ہمنے یہہ التزام کیا کہ مخالفین وموافقین کے رسائل اور دلائل اس
باب مین دیکہین پہر جو کچہہ حق معلوم ہوا اوسکو لکہین لیکن قبل اسکے اثبات کا جاننا بہی ضرور ہے
کہ جو مولد عوام مین اکثر شہرون ہندوستان مین ہوتا ہے وہ بالاتفاق ممنوع ہے اور اگلے
علمار مجوزین نے اوسکو جایز نہین لکہا جلال الدین سیوطی نے جو بڑے مجوز مولد کے ہین اپنے رسالہ
مین لکہا ہے نزدیک اصل مولد کی یہہ ہے کہ لوگ جمع ہون اور کچہہ قرآن شریف پڑہین
اور کچہہ حدیثین جو ابتداے پیدایش آنحضرت صلعم مین وارد ہوئی ہین اور جو کچہہ عجائب
حضرت کی پیدایش کے وقت واقع ہوئے ہین اور پہر دسترخوان بچہایا جاوے اور لوگ کہانا کہاکر چلے
جاوین اس سے زیادہ کوئی اور چیز نہووے چنانچہ لکہتے ہین عندی ان اصل المولد الذی ہو
ترجمہ اس عبارت کا قبل ہی سے مذکور ہوچکا ہے
اجتماع الناس وقرأۃ ماتیسر من القرآن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء النبی صلعم وما وقع
فی مولدہ من الآیات ثم تمد لہم سماط یاکلونہ وینصرفون عن غیر زیادۃ علی ذلک من البدع
الحسنۃ التی یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلعم واظہار الفرح والاستبشار
بمولد الشریف انتہی اور جس مولد مین روایتین بے اصل اور جہوٹی پڑہی جاوین اوسکے منع ہونے
مین کسی کو کلام نہین جیسا کہ تمام دیار ہندوستان مین جاری ہے الا ماندر لیس معلوم ہو
جو مولد ہندوستان مین رایج ہے اسمین شریک ہونا جایز نہین ہے اور علمار مجوزین نے

جس طرح لکہا ہے اوسطرح ہرگز کہین نہین ہوتا مگر شاید کہ شاذ ونادر ایسا ہوتا ہو سیوطی کا
قول گذر چکا صاحب سیرت شامی نے بہی ایسا ہی لکہا ہے آب وہ دلائل اور براہین
لکہتے ہین کہ جنسے مولد کا جایز ہونا مخالفین ثابت کرتے ہین اور اسمین تفصیل بہت سی کرینگے
ذ منصف عاقل کو انصاف کرنا ضرور ہے اور پہر اپنی دلائل ممانعت کی پیش کرینگے اول
دلیل جو نہایت قوی ہے وہ یہہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے کہا (قد ظہر لی تخریجہا علی اصل ثابت
بیشک ظاہر ہوئی واسطے میرے تخریج اوسکی اوپر
وہو ما ثبت فی الصحیحین ان رسول اللہ صلعم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون عاشوراء فسألہم
اصل ثابت کے وہ یہہ کہ مروی ہے صحیحین مین کہ جب رسول خدا صلعم تشریف لائے مدینہ مین پایا یہود کو روزہ رکہتے عاشورہ کا استفسار کیا
فقالوا ہذا الیوم اغرق اللہ فرعون فیہ ونجا موسیٰ فنحن نصوم شکرا للہ تعالیٰ فقال انا احق
دریافت کیفیت اس روزہ کی کہا انہون نے کہ یہہ وہ روزہ ہے جسمین غرق کیا تہا اللہ نے فرعون کو اور نجات پائی حضرت موسیٰ نے
بموسیٰ فصامہ وامر بصیامہ انتہی مخالفین کہتے ہین کہ اس حدیث سے جواز تعین سرور اور اظہار
روزہ رکہتے ہین ہم شکر کا واسطے اللہ تعالیٰ کے فرمایا حضرت نے کہ مین لایق ہون ساتہہ موسیٰ کے پس روزہ عاشورہ کا بذات خود بہی رکہا اور لوگونکو
خوشی ہر سال مین ظاہر ہے اوسواسطے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات پائی ہوئی بہت عرصہ گذرا
بہی حکم دیا ۱۲
تہا باوجود اوسکے رسول اللہ صلعم نے روزہ خوشی کیواسطے رکہا پس خوشی کرنا بدون تجدد نعمت
کا ثابت ہوا اور مانعین جو کہتے ہین کہ بدون تجدد نعمت کے خوشی کرنا خلاف عقل ہے باطل
ہو گیا اوسکا جواب یہہ ہے کہ صحیحین مین دوسری جگہہ موجود ہے فصامہ موسیٰ شکرا للہ فنحن نصومہ
پس روزہ رکہا تہا عاشورہ کا موسیٰ نے واسطے شکر اللہ کے
فقال رسول اللہ صلعم نحن احق واولی بموسیٰ منکم انتہی شیخ عبد الحق نے شرح مشکوٰۃ مین لکہا ہے یعنی
ہم بہی روزہ رکہتے ہین اوسکو فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہم احق واولی ہین ساتہہ موسیٰ کے بہ نسبت تمہارے ۱۲
نحن نصوم موافقۃ لموسیٰ لا موافقۃ لکم انتہی اس سے معلوم ہوا کہ روزہ آنحضرت صلعم کا اظہار الفرح
ہم روزہ رکہتے ہین واسطے موافقت موسیٰ کے نہ واسطے موافقت تمہارے کے ۱۲
بدون تجدد نعمت کے بعد امتداد زمانہ کے نہ تہا جیسا کہ اہل مولد گمان کرتے ہین بلکہ محض واسطے
موافقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تہا ابن حجر اور سیوطی سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ

اس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا صاحب سیف الاسلام نے اس جواب کے رد میں لکھا حالانکہ تو
کہ ہرگاہ حضرت موسیٰ علیہ السلام در یوم معین شکریہ نعمت و استبشار عبادت صوم بجا آورد حق تعالیٰ
آورند و آنحضرت صلعم در مثل آن روز کہ فاصلہ صدہا سال میداشت بے تجدد نعمت ادائے شکر این نعمت
سابقہ کہ در مثل آن روز شدہ بود بموافقت حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمودہ اصل مقصود حافظ
ابن حجر وغیرہ بہ ثبوت رسیدہ انتہی اور لکھتے ہیں کہ حافظ ابو الفضل ابن حجر و امام سیوطی استدلال
خود را کجا بر بودن صوم آنحضرت بمخالفت حضرت موسیٰ مبنی نمودہ اند تا از بودن آن صوم بجہت
موافقت استدلال شان مخدوش گردید انتہی سو یہ بات نہایت پوچ ہے کہ اسقدر بھی نہ سمجھے کہ
کلام اسباب میں ہے کہ ایک خوشی کو سدہا برس ہو گئے ہوں اوسکے بعد خوشی کرنا اپنی طرف سے
نہایت بیجی بات ہے مثلاً آنحضرت پیدا ہوئے اور بعد اوسکے اس جہان سے رحلت فرما ہوئے
اور اس پیدائش کو صدہا برس گذرے اوسکے بعد اب خوشی کرنا محض نادانی ہے اور حضرت موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ کی نجات اور اغراق فرعون میں جو آپنے روزہ رکھا وہ صرف حضرت موسیٰ کی موافقت کے
سبب سے تھا یعنی بطریق احیاء سنت انبیاء سابقین کو جب مفید ہوتا کہ ابتداء اس فعل آنحضرت صلعم
سے بعد مرور دہور کے واقع ہوتا پس اصل مقصود حافظ ابن حجر کا ہرگز حاصل نہوا اور یہ کہنا
کہ ابن حجر نے اپنے استدلال کو کہاں پر اوسپر بنا کیا ہے کہ روزہ آنحضرت کے مخالفت موسیٰ پر مبنی کیا ہے
مبنی بے فہمی پر ہے اسواسطے کہ ابن حجر نے اس فقرہ کا لحاظ نکیا فصامہ موسیٰ شکراً ابتداء اور
جب اس فقرہ کا لحاظ کیا جاتا ہے تب یہ استدلال انکا محض بے اصل ٹھہرتا ہے اور
دوسری دلیل یہ ہے کہ سیوطی نے کہا کہ مجھکو ایک دلیل اور معلوم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ

روایت کیا بیہقی نے انس سے ان النبی صلعم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع ان جدہ عبد المطلب عق
نبی صلعم نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے باوجودیکہ حضرت کی دادا عبد المطلب عقیقہ حضرت کا سا تویں
عنہ فی سابع ولادتہ والعقیقۃ لا تعاد مرۃ ثانیہ الخ سو یہہ دلیل بہی مخدوش ہے چند وجہ سے عمدہ
روز ولادت سے کیا تہا اور عقیقہ اعادہ نہیں کیا جاتا دوسری بار ۱۲
یہہ ہے کہ مواہب لدنیہ کی شرح مین بعد نقل اسکے سیوطی سے کہا ولتعقبہ النجم بانہ حدیث منکر کما قالہ
الحافظ بل قال فی شرح المہذب انہ حدیث باطل فالتخریج علیہ ساقط انتہی اور ابن حجر عسقلانی
فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکہتے ہین (ونقل عن نص الشافعی فی البویطی انہ لا یعق عن کبیر ولیس
اور امام شافعی سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے بویطی مین کہ نہ عقیقہ کیا جاوے بالغ
ہذا نصا فی منع ان یعق الشخص عن نفسہ بل یحتمل ان یرید ان لا یعق عن غیرہ اذا کبر وکانہ اشار
سے اور نہین ہی یہہ نص اس باب مین کہ کوئی آدمی اپنا عقیقہ کرے بلکہ محتمل ہے اسکو کہ ارادہ کیا ہو انہون نے اسکا کہ نہ عقیقہ کرے دوسرے
بذلک الی ان الحدیث الذی ورد ان النبی صلعم عق عن نفسہ بعد النبوۃ لا یثبت انتہی اور انسان
کا اگر جس وقت کہ وہ جوان یا بالغ ہو جاوے اور گویا کہ انہون نے اشارہ کیا اس سے اس امر کی جانب کہ حدیث عقیقہ کرنے آنحضرت صلعم کا اپنے نفس کا
العیون یعنی سیرت حلبی مین اس حدیث کو منکر کہا ہے اور شہاب الدین احمد بن بدر الدین شافعی نے
بعد نبوت کے ثابت نہیں ہے ۱۲
منہج القویم مین اس حدیث کو باطل لکہا اور اور کر وجوہ بعض رسائل علماء اہل سنت مین مذکور ہے
ترکنا ہا للاطناب اور ایک دلیل مجوزین کے کلام مین دیکہی گئی وہ یہہ کہ قتادہ سے مروی ہے
سئل رسول اللہ صلعم عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی الحدیث سے معلوم
دریافت کیے گئے رسول خدا صلعم روزہ دوشنبہ سے فرمایا کہ اس روز پیدا ہوا ہون مین اور اسی روز نازل ہوا کلام الہی مجہ پر ۱۲
ہوا کہ خوشی کرنا ساتہہ عبادت کے مثل روزہ وغیرہ کے شرع مین درست ہے چنانچہ حضرت صلعم نے بہی
اپنی پیدایش کی خوشی کرکے روزہ رکہا تہا جواب اس استدلال کا کئی طرح پر ہے اول یہہ کہ اس حدیث
سے یہہ بات نہین معلوم ہوتی کہ آنحضرت صلعم نے یہہ روزہ بسبب اس بات کے رکہا ہو کہ آپ اوسمین پیدا ہوئے
تہے جایز ہے کہ یہہ روزہ اور جہت سے رکہا ہو چنانچہ ہم آگے بالتفصیل لکہینگے اور فیہ ولدت اور فیہ انزل علی
بطریق فضائل اور بیان الفضل الاحری کے ہو کہا قاضی عیاض نے شرح صحیح مسلم مین تحت حدیث
خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منہا ولا تقوم الساعۃ
بہتر ایام کہ طلوع کیا اوسمین شمس نے روز جمعہ کا ہے اسمین پیدا ہوئے حضرت آدم اور اسی روز داخل جنت ہوئے اور اسی روز نکالے گئے اس سے اور

الا فی یوم الجمعۃ (الظاہر ان ہذہ الفضائل المعدودۃ لیست لذکر فضیلۃ لان اخراج آدم و قیام
نہیں قائم ہوگی قیامت مگر روز جمعہ کے ظاہر یہہ ہے کہ یہ فضائل معدودہ نہیں ہیں واسطے ذکر فضیلت جمعہ کے اسواسطے کہ اخراج آدم کا اور
الساعۃ لا تعد فضیلۃ وانما ہو بیان لما وقع فیہ من الامور العظام وما سیقع لیتاہب العبد فیہ بالاعمال
قیام ساعت کا نہیں ہے فضیلت اور یہہ بیان فقط بیان اوس چیز کا ہے جو واقع ہوئی یا ہوگی اوسمین امور عظام تاکہ مستعد ہووے بندہ اوس روز واسطے
الصالحۃ لنیل رحمۃ اللہ ودفع نقمتہ انتہی) صاحب سیف الاسلام نے یہاں پر دو اعتراض کئے اول یہہ کہ اگرچہ
اعمال صالحہ کے واسطے پانے رحمت الٰہی اور دفع نقمت کے کہا
علامہ قاضی عیاض بجہت اشتباہ سعد بودن خروج حضرت آدم و قیام ساعت بجسب ظاہر در
فضائل جمعہ این احتمال بیان دلیل در خصوص حدیث جمعہ ظاہر فرمودند اولاکہ مستلزم آنست کہ ولادت
شریف آنحضرت صلعم ہم سبب فضیلت یوم مبارک اثنین نباشد و انکار شرف آن ہم بانبوجہ بنمودہ آید
انتہی یہہ کلام دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صاحب رسالہ نے مقصد صاحب رسالہ غایۃ الکلام کا نہ سمجہا
مقصود صاحب غایۃ الکلام کا یہہ ہے کہ یہہ قول اعنی فیہ ولدت و فیہ انزل علی علامت صوم
اوس دن کی نہیں ہے اور ذکر اسکا علی سبیل الاتفاق ہے جیسے کہ مسلم کی حدیث مین ذکر
خروج آدم عم اور قیام ساعت کا محض بیان واقعہ کے واسطے ہے اس اعتراض کو اس مطلب سے کیا
علاقہ یا یون کہا جاوے کہ یہہ قول بیان فضیلت اس دن کے واسطے ہی نہ علت روزہ رکہنے اس دن کی
اور پہر دوسرا اعتراض یہہ کیا ثانیاً دیگر محققین در حدیث جمعہ ہم آن احتمال را بجہت عدم موافقت
لسیاق وسیاق حدیث شریف قبول نفرمودہ اند امام نووی در شرح صحیح مسلم بعد قول قاضی
نوشتہ الخ میں کہتا ہون کہ یہہ بات بہی خالی تکلف سے نہیں ہے اسواسطے کہ خروج حضرت
آدم کا جنت سے وجہ ان کے رنج و ملال کا ہوا اور وجود ذریت اور وجود صلحا اور نبیین اخر
سے یہہ خروج نفسہ ہرگز فضیلت نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ کہانا گیہون کا جو حضرت آدم
سے وقوع مین آیا موجب فضیلت ہو و قد قال اللہ تعالیٰ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا
حالانکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ نزدیک جاؤ اوس درخت کے ...

من الظالمین وایضا قال اللہ تعالی وعصی آدم ربہ فغوی اور حضرت آدم ع کا انتقال بھی موجب فضیلت
ظالمین سے ۱۲ اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس بہکا ۱۲
نہین ورنہ موت انبیا علیہم السلام موجب سرور اور شادمانی ہو اور مخالفین حضرت امام حسین علیہ السلام
کی شہادت مین بہت غم کیا کرتے ہین اور اوسکے لئے مجالس منعقد کیا کرتے ہین حالانکہ اس قول کے موافق
اونکی شہادت بھی موجب قرب الٰہی ہے تو چاہیئے کہ اوسمین خوشی کیا کرین اور ہمارے واسطے موت
اونکی موجب نعمت الٰہی ہو اور ایک دلیل پچھلے علما کی کتابون مین دیکھنے مین آئی وہ یہہ ہے کہ بخاری
شریف مین حضرت عمر رض سے مروی ہے ان رجلا من الیہود قال لہ یا امیر المومنین آیۃ فی کتابکم
ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہا ای امیر المومنین تمہارے قرآن مین ایک آیت
تقرؤنہا لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذالک الیوم عیدا قال ای آیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم
ہے جسکو تم پڑہتے ہو اگر ہم لوگون پر وہ نازل ہوتی اوسکے روز نزول کو عید مقرر کرتے حضرت عمر نے کہا وہ آیت کون سی ہے کہا وہ آیت الیوم اکملت
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال عمر قد عرفنا ذالک الیوم والمکان الذی نزلت علی النبی
لکم دینکم آئی ہے یعنی آج کے روز کامل کر دیا مینے تمہارا دین اور تمام کر دی مینے تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا مینے تمہارے واسطے دین اسلام کو حضرت
صلعم و ہو قایم بعرفۃ یوم الجمعۃ خیر الجاری شرح صحیح بخاری مین ہے یعنی قد اتخذنا ذالک الیوم عیدا و ہکذا
نے فرمایا کہ ہمکو روز نزول اسکا معلوم ہے اور وہ جگہہ بھی کہ یہہ آیت وہان حضرت پر نازل ہوئی حضرت کھڑے تھے مقام عرفہ مین جمعہ کے روز یعنی مقرر کر لیا ہمنے
قال النووی انتہی مین کہتا ہون کہ یہہ حدیث بھی مفید مدعا نہین کہ روز نزول اس آیت کریمہ کا بوجہ
اوس دن کو عید اور ایسا ہی نووی نے کہا ہے ۱۲
نزول کوئی شخص خوشی نہین کرتا اور نہ اوس روز کو عید گردانتا ہے مراد حضرت امیر المومنین عمر
فاروق رض کی یہہ ہے کہ ہمکو وہ دن اور وہ مکان معلوم ہے کہ جس روز یہہ آیت نازل ہوئی اخرج
نقل
ابن جریر عن قبیصۃ بن ذویب قال قال کعب لو ان غیر ہذہ الامۃ نزلت علیہم ہذہ الآیۃ لنظروا الی
کیا ابن جریر نے قبیصہ بن ذویب سے کہا بیان کیا کعب نے اگر اہل اسلام کے سوا اور کسی امت پر یہہ آیت نازل ہوتی تو وہ اوسکے روز نزول کو یاد کرتے
الیوم الذی انزلت فیہ علیہم فاتخذوہ عیدا یجتمعون فیہ فقال عمر وای آیۃ یا کعب قال الیوم اکملت لکم
اور اسکو عید مقرر کر لیتے کہ جمع ہوتے اسمین فرمایا عمر نے وہ کون سی آیت ہے اے کعب کہا آیت الیوم اکملت لکم دینکم کہا انہون نے جانتا ہون
دینکم فقال قد علمت الیوم الذی نزلت فیہ والمکان الذی انزلت فیہ نزلت فی یوم جمعۃ یوم عرفۃ و
مین اوسکے روز نزول اور محل نزول کو نازل ہوئی جمعہ اور عرفہ کے دن اور وہ دونون خدا کے فضل سے ہمارے واسطے عید ہین ۱۲
کلاہما بحمد اللہ تعالی لنا عید خیر الجاری کا بیان الفاظ حدیث سے مربوط نہین اور بالفرض والتقدیر
اگر یہی معنی ہون تب بھی مراد ان صاحبون کی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ کوئی شخص صحابہ مین سے

اس بدعت کو بوجہ ترویل عید نہیں سمجہتا تہا اور نہ کبہی خوشی کرتا تہا اور منازع فیہ بہی العرس ہے اور بعض
اہل علم مجوزین سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ذکر آنحضرت صلعم اس ہیئت مخصوصہ کیساتہ بدعت حسنہ
ہے اور تقسیم بدعت کی کلام علما میں مصرح ہے پس مولد شریف بدعت حسنہ ہوگا جواب اسکا یہ ہے
کہ ہم پہلے محقق کرچکے ہیں کہ محدث فی الدین بدعت حسنہ نہیں ہوتا اور قول اون لوگوں کا جو
قائل تقسیم ہیں خلاف تحقیق ہے قطع نظر اسکے اوپر یہہ بات بہی محقق ہوچکی کہ جو قائل بدعت حسنہ
کے ہیں اونکے نزدیک بدعت حسنہ وہ ہے کہ جسکی اصل کتاب وسنت میں پائی جاوے اور اس امر
کی اصل کتاب وسنت میں نہیں پائی جاتی اور ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہہ امر یعنی مولد حرمین
شریفین میں ہوتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ
تحقیق دین سمٹ کر طرف حجاز کے جیسے کہ سمٹ جاتا ہے سانپ طرف اپنے سوراخ کے
الی جحرہا پس کیونکر فعل انکا قابل حجت نہوگا جواب اسکا یہہ ہے کہ فعل علماء حرمین حجت نہیں ہے
اور اونکے اکثر اقوال کو سند میں اہل بدعت بہی حجت نہیں جانتے ابن حجر عسقلانی نے تخریج
رافعی میں کہا ہے لو ان رجلا اخذ بقول اہل المدینۃ فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارہن و
اگر کوئی اختیار کرے قول اہل مدینہ کا راگ سننے میں اور عورتوں کی دبر میں صحبت کرنے میں اور قول اہل مکہ کا [illegible]
بقول اہل مکۃ فی المتعۃ والصرف وبقول اہل الکوفۃ فی المسکر کان شر عباد اللہ انتہی ابن قیم نے
میں اور قول اہل کوفہ کا شراب نبیذ میں ہووےگا وہ بدترین عباد اللہ ۱۲
زاد المعاد میں کہا ہے وقد احدث الامراء فی المدینۃ واہلہا امورا فی الصلوۃ واستمر علیہ العمل
اور بیشک ایجاد کی ہیں امراء نے مدینہ میں اور لوگوں نے [illegible] بہت چیزیں نماز میں اور جاری ہوگیا اوسپر عمل اور کسی نے
ولم یلتفت علی استمرارہ وعمل اہل المدینۃ الذین تحتج بہ ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین
توجہ نہ کی اوسکے جاری ہونے پر اور اہل مدینہ کے عمل پر جو حجت پکڑا جاتا تہا وہ تہا جو خلفاء راشدین کے زمانہ میں تہا اسلئے کہ فعل اہل مدینہ کا بعد انتقال
واما عملہم بعد موتہم وبعد انقراض عصر من بہا من الصحابۃ فلا فرق بینہ وبین عمل غیرہم والسنۃ
خلفاء راشدین کے اور بعد گذرنے زمانہ صحابہ کے اور فعل غیر اہل مدینہ کا یکسان ہے اور سنت حکم کرتی ہے آدمیوں میں نہ عمل کسی شخص کا
یحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول اللہ صلعم وخلفایہ وباللہ التوفیق انتہی ملا علی قاری
بعد رسول خدا صلعم اور اوسکے خلفاء کے اور اللہ کی توفیق سے ۱۲

شرح مشکوۃ مین لکہا وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلة الختم فی التراویح ونصب المنابر وبین انہ
براجانا طرطوسی نے مجمع کرنا تراویح کے ختم کی رات مین اور کہڑا کرنا منبرون کا اور کہا کہ یہہ
بدعة منکرة قلت رحمه الله ما افطنه وقد ابتلا به اهل الحرمین حتی فی لیالی الختم یحصل الاجتماع
بدعت سیئہ ہے مین کہتا ہون خدا رحمت کرے طرطوسی پر عجب ہے کس چیز نے بتلا دیا طرطوسی کو یہہ حالانکہ مبتلا
من الرجال والنساء والصغار والعبید ما لا یحصل فی الجمعة والکسوف والعید ویترتب علیه
ہین اس بدعت مین مکہ مدینہ والے ہے کہ شب ختم مین ازدحام مردون اور عورتون اور لڑکون اور غلامون کا اس
الفساد العدید والمناکر الجدید ویستقبلون النار ویستدبرون بیت الملک الجبار ویقفون
کثرت سے ہوتا ہے کہ مثل اوسکے مجمع جمعہ اور کسوف وعید مین بہی نہین ہوتا اور مترتب ہوتے ہین اسپر بہت فساد اور بہت منکرات
علی هیئة عبدة النیران فی صحن المطاف حتی یضیق علی الطائفین المکان ویشوشون علیهم
اور منہ کرتے ہین لوگ طرف آگ کے اور پیٹھ کر دیتے ہین طرف بیت اللہ شریف کے اور کہڑے ہوتے ہین آتش پرستون کی طرح
وعلی غیرهم من الذاکرین والمصلین وقراء القرآن فی ذلک الزمان فنسئل الله العفو والعافية
میدان طواف مین حتی کہ طواف کرنیوالون کو جگہہ طواف کی نہین رہتی اور گہبرا دیتے ہین طواف کرنیوالون اور خدا کے ذکر کرنیوالون
والغفران والله المستعان انتهى عینی نے بخاری کی شرح مین متعلق حدیث ان الدین لیارز
اور علم حاصل کرنیوالون اور قرآن پڑہنے والون کو اوسوقت مین پس طلب کرتے ہین ہم اللہ سے عفو اور عافیت وغفران کو اور اللہ مستعان ہے ۱۲
الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرها لکہا قال الداودی کان هذا فی حیاة النبی صلعم والقرن
کہا داودی نے تہا مشنا دین کا مدینہ مین زمانہ جناب نبی صلعم اور اوس قرن مین
الذی کان فیهم والذین یلونهم والذین یلونهم خاصة لانه کان الامر مستقیما وقال القرطبی
کہ تہے حضرت اوسمین اور قرن صحابہ وتابعین مین تہا خاصۃ اسواسطے کہ تہا دین مستقیم اور کہا قرطبی نے اس حدیث مین تنبیہ ہے صحت پر
فیه تنبیه علی صحة مذهبهم وسلامتهم من البدع وان عملهم حجة کما رواه مالک قلت هذا انما کان
اہل مدینہ کے اور اونکے طریق کے سالم رہنے پر بدعات سے اور ثبات پر کہ عمل اہل مدینہ حجت ہے جیسا کہ روایت کیا ہے امام مالک نے مین کہتا ہون
فی زمن النبی صلعم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلاثة وهی تسعون سنه
کہ یہہ بات زمانہ نبی صلعم اور عہد خلفاء راشدین مین گذری فی قرون ثلثہ تک اور یہہ نوّہ برس ہا ہوتے ہین اور بعد قرون ثلثہ
اما بعد فقد تغیر الاحوال وکثرت البدع خصوصا فی زماننا هذا کما لا یخفی اور غایة التوضیح للجامع الصحیح
کے بدل گئے احوال اور بکثرت ہو گئین بدعات خصوصا اس زمانہ مین جیسکہ ظاہر ہے ۱۲

شرح صحیح بخاری مین لکھا قال الداودی ہذا کان فی حیاۃ النبی صلعم والقرن الذی کان فیہم والذین
یلونہم والذین یلونہم خاصۃ وقال القرطبی فیہ تنبیہ علی صحۃ مذہب اہل المدینۃ وسلامتہم من البدع
وان عملہم حجۃ کما رواہ مالک انتہی وہذا ان سلم اختص بعصر النبی صلعم والخلفاء الراشدین وا بعد
اور یہ تسلیم کیا جاوے تو خاص ہوگا زمانہ نبی صلعم اور زمانہ خلفاء راشدین کے
ظہور الفتن وانتشار الصحابۃ فی البلاد ولا سیما فی اواخر المائۃ الثانیۃ وہلم جرا وہو بالمشاہد
مگر بعد ظاہر ہونے فتنون اور منتشر ہو جانے صحابہ کے اور شہرون مین خصوصاً آخر دوسری صدی کے حال بالمشاہدہ اسکے خلاف
بخلاف ذلک اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکھا ولو ادرک الاولون ما انتہی الیہ الآخرون
اگر پا لیتے متقدمین آخیر کو کہ اختیار کیا اوسے
کما علیہ اہل زماننا الغافلون لحکموا بحرمۃ المجاورۃ فی الحرمین الشریفین من شیوع الفتن وکثرۃ
پچھلے لوگون نے جیسا کہ قائم ہین اوسپر وہ آدمی جو غافل ہین ہمارے زمانہ مین بیشک حکم کرتے ساتھ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کے بسبب ظاہر ہونے
الجہل وقلۃ العلم وظہور البدع وفشو المنکرات والسیات واکل الحرام والشبہات انتہی اور بعض
فتنون اور کثرت جہل کے اور قلت علم اور ظہور بدعات اور عام ہونے منکرات اور بری باتون کے اور کہانے حرام و شبہات کے ۱۲
اشخاص یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ ہدایہ مین ہے الاذان قبل الوقت یجوز للفجر من النصف الاخیر
اذان قبل وقت فجر کے جائز ہے بعد گذرنے نصف شب کے
من اللیل لتوارث اہل الحرمین اس سے معلوم ہوا کہ قول اہل حرمین کا حجت ہے صاحب ہدایہ کے
توارث اہل حرمین کے ۱۲
ہمدیک کہ اکابر حنفیہ مین سے ہین مین کہتا ہون کہ یہہ دلیل نہایت ضعیف ہے بلکہ باطل ہدایہ
کی عبارت یون ہے قال ابو یوسف وہو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث
کہا ابو یوسف نے اور یہی قول شافعی کا ہے کہ جائز ہے اذان فجر کی اخیر نصف شب مین واسطے توارث
اہل الحرمین والحجۃ علی الکل قولہ علیہ السلام لبلال لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر ہکذا ومد یدیہ
اہل حرمین کے اور دلیل ہماری اوپر سب کے قول ہے آنحضرت کا بلال سے مت اذان دو جب تک ظاہر ہو جاوے تمپر صبح اور پسارا حضرت نے

عوصنًا عنایتہ حاشیہ ہدایہ مین تحت قول والحجۃ علی الکل کے لکھا ہے آی علی ابی یوسف والشافعی
ایسئے باتھون سے عرض آسمان کی طرف ۱۲
واہل الحرمین یعنی ان الحدیث حجۃ علی الآخذ والماخوذ منہ سیف الاسلام مین اس مستدل کی طرف
سے یہہ توجیہ کی کہ اس کلام سے علی العموم احتجاج توارث اہل حرمین باطل نہین ہوتا بلکہ اسوقت ہین کہ
مخالف نص ہوا انتہیٰ احقر کہتا ہے یہہ بات مبنی عدم فہم پر ہے اسواسطے کہ مستدل ہدایہ سے متمسک
ہوا تھا اور ہدایہ سے وہ بات پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی پس استدلال مستدل کا کیونکر صحیح ہو گا اور
جو عبارت ہدایہ کی سیف الاسلام مین بیان تراویح سے نقل کی اوس سے بھی یہہ بات ثابت
نہین ہوتی کہ عادت اہل حرمین شرع مین ہر جگہہ معتبر ہو خود صاحب ہدایہ کے لکھنے سے حسب اقرار صاحب
رسالہ سیف الاسلام کے ثابت ہوا کہ توارث اہل حرمین خلاف حدیث بھی ہوا کرتا ہے اور کیونکر
عالم العلوم شرعیہ اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ عمل اہل مدینہ و مکہ شرع مین حجت ہے حالانکہ کتب
حنفیہ اور کتب حدیث مثل موطا وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیون کے نزدیک یہہ
بات مقبول نہین البتہ کسی مقام پر مثل تراویح وغیرہ کے جہان پر علماء حنفیہ نے معتبر رکھا ہے قابل
قبول ہے سو وہ بھی مقلدین حنفیہ کے نزدیک علاوہ بریں توارث اور جو چیز بجز اور بدعت اور
جس فعل کا بدعت ہونا معلوم ہوا اوسمین قول اور فعل اہل حرمین کا ہرگز حجت نہین تعجب
ہے کہ یہہ لوگ فتوی اہل حرمین مولد مین پیش کرتے ہین اور جو فاتحہ رسمیہ اور صلوۃ غوثیہ اور
بکر الشیخ سدو اور تکفیر معتقد علم غیب دانی حضرت صلعم اور اولیاء کرام مین لکھا اوسکو پس پشت
ڈالتے ہین اور اسیطرح جو استعانت اہل قبور مین اہل مکہ نے لکھا وہ بھی انکے نزدیک غیر مقبول
ہے ایک دلیل مجوزین مولد کی یہہ بھی ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے اتبعوا السواد الاعظم
اتباع کرو تم بڑے گروہ کا ۱۲

فانہ من شذ شذ فی النار مولد کے کرنیوالے اللہ جائز کہنے والے بہت سے ہین اور منکر قلیل پس مجوزین
اور جو شخص کہ جدا ہوا گروہ سے وہ آگ میں جدا کیا جائیگا ۱۲
حق پر ہوئے اور منکرین باطل پر جواب اسکا یہہ ہے کہ کثرت اور قلت کو حق اور باطل مین دخل
نہین اگر کثرت علی الاطلاق موجب حقیت ہو تو چاہیئے کہ کفار اور مشرکین مقبول ہوویں اور
اسیطرح فساق کہ بہ نسبت اہل تقوی کے کثرت سے ہین اور چاہیئے کہ حضرت امام حسین ناحق پر
ہون اور یزید یا حق پر ہو وہو باطل بالاتفاق عند المسلمین اور اس حدیث کے معنی یہہ نہین جو تم سمجھے
ہو ابو شامہ استاد شیخ نووی نے جو تمہارے نزدیک مجوز مولد ہین کہا حیث جاء الامر بلزوم
جس جگہ کہ حکم ساتھ اتباع جماعت کے آیا ہے ۱۲
الجماعۃ فالمراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان المتمسک بہ قلیلاً والمخالف لہ کثیراً لان الحق
مراد اختیار کرنا حق کا اور اتباع اسکا ہے اگرچہ موافق اسکے قلیل ہوں اور مخالف کثرت سے ہوں اسلئے کہ حق وہ چیز ہے کہ جسپر جماعت اولی
ما کان علیہ الجماعۃ الاولی وہم الصحابۃ ولا عبرۃ الی کثرۃ الباطل بعدہم اور فضیل بن عیاض
یعنی صحابہ تھے اور بعد انکے کثرت اہل باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے ۱۲
نے فرمایا الزم طریق الہدی ولا یضرک قلۃ السالکین ایاک وطرق الضلالۃ ولا تغتر بکثرۃ
لازم کر تو اتباع طریقہ ہدایت کا اور نہ نقصان کریگا تجہکو کمی سالکین کا اور بچا تو اپنے کو طریق ضلال سے اور نہ فریب کہا تو کثرت ہلاک ہونیوالوں سے
الہالکین اور حضرت سفیان ثوری نے کہ اکابر اولیا اور ائمہ مجتہدین مین سے تھے فرمایا لو ان فقیہا
اگر ایک عالم متبع ۱۲
علی رأس الجبل لکان ہو الجماعۃ شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین مین لکھا کہ اسحاق بن
ہو اوپر پہاڑ کے البتہ وہی جماعت ہے ۱۲
راہویہ را از معنی این حدیث سوال کردند کہ علیکم بالسواد الاعظم گفت محمد بن اسلم الطوسی
واتباعہ پنجاہ سال است کہ اورا امتحان کردم ہرگز خلاف سنت ازو خبر کنے ہو قوع نیامدہ و چون
وفات یافت بر جنازہ او لک کس نماز گذاردند ومنہم سفیان الثوری انتہی الخبر کثیر ومن یعمل
خیر کثیر ہے اور جو عمل کرنیوالے ہیں
بہ قلیل اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر مرفوعاً والخبر کثیر وقلیل فاعلہ اخرجہ الخطیب فی
اسکے تھوڑے ہیں روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین ابن عمر سے مرفوعا اور خیر بہت ہے اور تھوڑے ہیں فاعل اسکے روایت
التاریخ عن ابن عمر مرفوعا وقال اللہ تعالی الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم وقال
اسکو خطیب نے تاریخ مین ابن عمر سے مرفوعا اور فرمایا اللہ تعالی نے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور تھوڑے ہیں وہ اور فرمایا
تعالی ومنہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون وقال اللہ تعالی وقلیل من عبادی الشکور بعض نے
اور بعض انکے سے مومن ہین اور اکثر فاسق اور فرمایا تھوڑے ہیں بندے میرے شکر گزار ۱۲

سو لئے یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ حدیث مین آیا ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور
جس چیز کو کہ مسلمان بہتر جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے
اس عمل مولد کو بہت مسلمانون نے اچھا کہا ہے اور نیک جانا ہے پس اللہ تعالی کے نزدیک بھی
اچھا ہوگا جواب اسکا یہہ ہے کہ تم اس حدیث کے معنی نہین سمجھتے ہو بدعت کی تحقیق مین ہمنے اس حدیث
کی کما ینبغی شرح کی یہان بھی بجنسہ شرح اسکی بطرز جدید جو کہ مجالس الابرار مین مرقوم ہے لکھتے ہین اسکو
گوش ہوش سے سننا چاہیئے قال صاحب المجالس فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا
اگر کوئی شخص کہے کہ عادت بہت لوگون کی ہے دلیل لاتے ہین غیر مکروہ ہونے پر ان بدعات
علی عدم کراہتہ ما اعتادوہ من البدعۃ بحدیث شائع بینہم وہو ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
کے جنکی عادت کرلی ہے حدیث مشہور سے درمیان انکے اور وہ یہہ ہے کہ جس چیز کو کہ بہتر جانین مسلمان وہ خدا کے نزدیک بھی بہتر ہے اور جس چیز
حسن و ما راٰہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح وہل یصح ہذا الاستدلال منہم ام لا یصح فالجواب
کو قبیح جانین مسلمان وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے کیا صحیح ہے یہہ استدلال انکا یا نہین تو جواب اسکا جسطرح کہ ذکر کیا بعض علما نے
علی ما ذکرہ بعض الفضلاء ان ہذا الاستدلال لا یصح والحدیث حجۃ علیہم لا لہم لانہ بعض
یہہ ہے کہ یہہ استدلال انکا صحیح نہین ہے اور یہہ حدیث انکی حجت نہین ہوسکتی بلکہ ہماری دلیل ہے انپر اسلئے کہ یہہ ٹکڑا ہے ایک حدیث سے
حدیث موقوف علی ابن مسعود رواہ احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابو نعیم کذا ان اللہ
جو موقوف ہے ابن مسعود پر روایت کیا اسکو امام احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابو نعیم نے اسطرح اللہ تعالی نے اپنے بندون
تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم
کے دلون کو دیکھا پس برگزیدہ کیا انمین سے محمد کو اور مبعوث کیا ساتھ رسالت کے بعد اسکے پھر بندون کے دلون کو دیکھا پس برگزیدہ کیا
انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن و ما راٰہ المسلمون قبیحا فہو
واسطے انکے اصحاب کو پس کیا انکو مددگار دین کا اور وزیر اپنے نبی کا پس جس چیز کو کہ بہتر جانین مسلمان وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر
عند اللہ قبیح ولا شک ان اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان الحدیث ح یکون مخالفا
اور جس چیز کو کہ قبیح جانین وہ اللہ کے نزدیک قبیح ہے اور اسمین شک نہین کہ الف لام لفظ مسلمون پر جو حدیث مین واقع ہے
لقولہ ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ لان کلا من فرق الامۃ مسلم
مطلق جنس کا نہین ہوسکتا ورنہ لازم آویگا کہ یہہ حدیث مخالف حدیث دوسرے کے ہوجاوے قریب ہے کہ منقسم ہوجاویگی میری امت اوپر
یری مذہبہ حسنا فیلزم ان لا یکون فرقۃ منہا فی النار وکذا البعض المسلمین یری شیئا حسنا
تہتر فرقون کے سوا ایک فرقہ کے سب داخل جہنم ہونگے اسواسطے کہ ہر ایک فرقہ مسلمانون کا اپنی مذہب کو بہتر جانتا ہے تو چاہیئے کہ کوئی فرقہ داخل جہنم
وبعضہم یراہ قبیحا فیلزم ان لا یتمیز الحسن من القبیح بل ہو اما للعہد والمعہود ما ذکر فی قولہ
نہ ہو اسواسطے کہ اکثر بعض مسلمان تو بہتر جانتے ہین اور بعض اسکو قبیح پس لازم آویگا کہ نیک و بد مین تمیز نہوسکے بلکہ الف لام مسلمون پر واسطے عہد کا ہے اور
فاختار لہ اصحابا فیکون المراد بالمسلمین الصحابۃ فقط او للاستغراق خصائص الجنس فرد
معہود مسلمانون سے وہ چیز ہے جو مذکور ہے قول آنحضرت مین یعنی پس برگزیدہ کیا واسطے انکے اصحاب کو پس ہوگئے مراد مسلمانون سے اس حدیث مین
صحابہ فقط اور یا واسطے استغراق خصائص جنس کے ہے

بالمسلمين اهل الحق هم الكاملون في صفة الاسلام صرفا فالمطلق لصرف الكمال لان المطلق

پس مراد مسلمانوں سے اس حدیث میں اہل اجتہاد ہیں جو صفت اسلام میں سب سے زیادہ ہیں واسطے اسکے کہ مطلق کو طرف کمال کے پھیرا کرتے ہیں اسواسطے کہ مراد مطلق وقت

عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد فيكون المعنى ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا

عدم قرینہ کے فرد کامل ہوتا ہے اور فرد کامل مسلمین کے مجتہدین ہیں پس معنے حدیث کے یہ ہونگے کہ جسکو صحابہ یا مجتہدین بہتر جانیں وہ خدا کے نزدیک

فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد قبيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون الاستغراق

بھی بہتر ہے اور جسکو صحابہ یا مجتہد برا جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی برا ہے اور الف لام استغراق حقیقی کا بھی ہو سکتا ہے پس معنے یہ ہونگے

الحقيقي فيكون المعنى ما راه جميع المسلمين حسنا فهو عند الله حسن وما راه جميع المسلمين قبيحا فهو

کہ جس چیز کو سب مسلمان باتفاق بہتر جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی بہتر ہے اور جسکو سب مسلمان بلا اختلاف برا جانیں وہ خدا کے

عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة للقرون المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم

نزدیک بھی بری ہوگی اور مسائل مختلفہ میں اعتبار خاص تین قرنوں کا ہے جنھیں خیر ہونیکی گواہی ہے نہ اور قرنوں کا کہ جنھیں کذب اور عدم

بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرون قرني الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم

اعتماد کی گواہی ہے بقول آنحضرت

ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب ...

زمانہ اون لوگوں کا جو بعد اونکے ہونگے اور بعد ان تین زمانوں کے جھوٹ پھیل جائیگا پس جو کام اونکے اقوال و افعال پر اعتماد

المجتهدين كالنوابرون ما جاوز قدر الضرورة من البدعة قبيحا فهو عند الله قبيح انتهى اور نیز

تکرار ... ایسے امور میں کہ صحابہ اور تابعین اور مجتہدین جانتے ہیں اس چیز کو جو زیادہ از قدر ضرورت ہو بدعت سے قبیح پس وہ خدا کے نزدیک بھی قبیح ہوگی

مجوزین مولد یہ دلیل پیش کرتے ہیں لا تجتمع امتی علی الضلالة اور کہتے ہیں کہ جواز مولد پر اجماع

نہیں جمع ہوگی میری امت گمراہی پر

ہوگیا ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ تم معنی اجماع کے نہیں جانتے اجماع جو حجت شرعی ہے وہ عبارت

ہے اتفاق جمیع مجتہدین امت محمد صلعم سے امر شرعی پر تلویح توضیح میں ہے وهو في الاصطلاح اتفاق

معنی اجماع کے اصطلاح میں

المجتهدين من امة محمد صلعم على حكم شرعي نور الانوار میں ہے اهل الاجماع من كان مجتهدا صالحا

اتفاق مجتہدین کا ہے امت محمدیہ سے حکم شرعی پر

اہل اجماع مجتہد صالح ہیں سوا ... اون مسائل کے

الا فيما يستغني عن الراي فانه لا يشترط فيه اهل الاجتهاد بل لا بد فيه من اتفاق الكل من الخواص

جو رائے کے محتاج نہیں اسواسطے اجماع میں مجتہدین کا ہونا شرط نہیں بلکہ اونمیں اتفاق سب آدمیوں کا ہے خواص و عوام سے ضرور

والعوام حتى لو خالف واحد منهم لم يكن اجماعا انتهى اب ملاحظہ کرو کہ اول مجوزین مولد مسلم

ہے کہ اگر ایک آدمی بھی مخالفت کریگا اجماع منعقد نہوگا

الاجتہاد کب تھے دوسرے اتفاق جمیع مجتہدین کا اسپر کب ہوا ہے مجالس الابرار میں ہے ومثله قوله

اور مثل اسکے قول

عليه السلام لا تجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع الذي هو كل

آنحضرت کا کہ نہ جمع ہوگی امت میری ضلالت پر اسواسطے کہ مراد امت سے اس حدیث میں اہل اجماع ہیں اور وہ ہر مجتہد ہے کہ

مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويسقط العدالة و صاحب البدعة يدعو
جس میں مطلق فسق و بدعت نپایا جاوے اسواسطے کہ فسق پیدا کرتا ہے تہمت کو اور ساقط کرتا ہے عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہے آدمیوں کو
الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل السنة و
طرف بدعت کے اور نہیں ہوسکتا وہ مصداق امت کا علی الاطلاق اسواسطے کہ مصداق امت مطلقہ اہل سنت وجماعت ہیں اور وہ وہ لوگ ہین کہ
الجماعة وهم الذين طريقتهم طريق النبي عم واصحابه دون اهل البدع و الضلال كما قال النبي عليه
طریقہ اونکا طریقہ نبی علیہ السلام اور اونکے اصحاب کا ہے نہ اہل بدعت وضلالت جیسا کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ امت میری وہ شخص ہے جو میری سنت کا اتباع
السلام امتي من استن بسنتي ويصح ان يراد بامتي جميع الامة بناء على ان الاضافة كاللام
کرے اور یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراد امت سے اس حدیث میں جمیع امت ہو اسواسطے کہ اضافت بھی مثل الف لام کے کبھی واسطے استغراق کے ہوتی
قد يكون للاستغراق فيكون المعنى لا تجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما اجتمع
ہے پس معنی حدیث کے یہہ ہونگے کہ جمع نہوگی ساری امت میری کسی زمانہ میں گمراہی پر جسطرح کہ جمع ہوگئے تھے یہود و نصاری بعد اپنے
اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عم لا يزال طائفة من
نبی کے ضلالت پر اس صورت میں یہہ حدیث موافق ہوگی واسطے قول آنحضرت کے کہ ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت کا قائم
امتي قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله انتهى اگر کوئی کہے
خدا کے دین پر اور ضرر نکریگا اونکو جو آدمی کہ رسوائی کے درپے ہوا اور اونکی مخالفت کرے قیامت تک ۱۲

کہ اگرچہ مجوزین اسکے مجتہد نہ تھے لیکن تمام امت اسپر مجتمع ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ بات محض غلط ہے ہزارہا آدمی علما اور فضلا سے اسکی منکر ہین اور بعض لوگ جو نہایت دعوی تدقیق اور تحقیق کا رکھتے ہین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ تعامل مولد کا تمام امصار اور اطراف اور اکناف مین ہوگیا ہے اور تعامل علما کے نزدیک حجت ہے اوسکا جواب یہہ ہے کہ در مختار مین ہے

وجوز بعض مشايخ بلخ بيع الشرب لتعامل اهل بلخ والقياس يترك للتعامل فنوقض بانه تعامل
اور جائز رکھا بعض مشایخ بلخ نے پانے کے بارے بیچنے کو واسطے تعامل اہل بلخ کے اور قیاس تعامل کے مقابلہ مین چھوڑ دیا جاتا ہے
اهل بلدة واحدة انتهى خلاصہ کلام یہہ ہے کہ تعامل دو قسم کا ہے ایک یہہ کہ جمیع بلاد مین ہو
اور یہہ بات اسطرح رد کی گئی ہے کہ یہہ فقط ایک شہر والون کا تعامل ہے یعنے یہہ مقابل قیاس نہین ہوسکتا ۱۲

اور ایک وہ کہ بعض بلاد مین ہو وہ تعامل حجت ہے کہ جو جمیع بلاد مین ہو اور صدر اول سے مستمر چلا آیا ہو اور تعامل مولد ایسا نہین علاوہ برین تعامل معتبر معاملات مین ہوتا ہے نہ عبادات مین فصول شرح اصول شاشی مین یہہ بات مذکور ہے صاحب سیف الاسلام نے تعامل کے معنی نہ سمجھے اور اسیطرح توارث اور تعامل اور عرف مین بھی فرق نکیا محمد ذو البصائر حاشیہ

اشباہ والنظائر میں مرقوم ہے قال فی الغیاثیہ قال ابو اللیث النسج بالثلث والربع لا یجوز عند علمائنا
فتاوی غیاثیہ میں ہے کہ ابو اللیث نے کہا کہ تہائی یا چوتھائی پر کپڑا بنوانا ہمارے علما کے نزدیک جائز نہیں ہے

لکن مشائخ بلخ استحسنوا واجازوہ لتعامل الناس قال وبہ ناخذ قال السید الامام الشہید لا ناخذ
لیکن مشائخ بلخ نے اسکو بہتر جانا اور جائز رکھا کیونکہ لوگوں کا تعامل ہے کہا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہا سید امام شہید نے ہم نہیں اختیار کرتے

باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین لان التعامل فی بلدۃ لا یدل علی الجواز
مشائخ بلخ کے استحسان کو بلکہ قول اصحاب متقدمین کا اختیار کرتے ہیں کیونکہ تعامل ایک شہر کے لوگوں کا دلیل جواز کی نہیں ہے

ما لم یکن علی الاستمرار من العہد الاول فیکون ذلک دلیلا علی تقریر النبی صلعم ایاہم علی ذلک فیکون
جب تک کہ ہمیشہ سے زمانہ اول سے نہ ہو تاکہ دلیل ہو اس پر کہ نبی صلعم نے ان لوگوں کو اس پر قائم رکھا پس وہ تعامل شرع

شرعا منہ فاذا لم یکن کذلک لا یکون فعلہم حجۃ الا اذا کان کذلک من الناس کافۃ فی البلدان کلہا
ہوگا نبی صلعم سے اور اگر ایسا نہو تو فعل ان آدمیوں کا حجت نہوگا جب تک کہ کل آدمی تمام شہروں کے اوسپر متفق نہوں تب اجماع ہو

فیکون اجماعا والاجماع حجۃ الا تری انہم لو تعاملوا علی بیع الخمر والزنا لا یفتی بالحل انتہی حضرت
وہ تعامل اجماعی ہوگا اور اجماع حجت ہے دیکھو کہ اگر آدمی سود اور شراب اور زنا پر تعامل کریں تو فتوی نہ دیا جائیگا حلت کا ۔

مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں دیگر بزعم فقیر التزام متابعت سنت سنیہ است علی

صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ واجتناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنہ در رنگ

بدعت سیئہ احتراز نماید بوئے ازین دولت بمشام جان او نرسد واین معنی امروز متعسر است کہ عالم

در دریائے بدعت غرق گشتہ است وبظلمات بدعت آرام گرفتہ کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت

زند و بہ احیائے سنت لب کشاید اکثر علمائے این وقت رواج دہندہائے بدعت اند و محو کنندہائے سنت

بدعتہائے پہن شدہ را تعامل خلق دانستہ بجواز بلکہ باستحسان آن فتوی میدہند مردم را بہ بدعت

دلالت می نمایند چہ می گویند اگر ضلالت شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود تعامل گردد مگر

نمی دانند کہ تعامل دلیل استحسان نیست تعاملیکہ معتبر است ہمان است کہ از صدر اول آمدہ است

باجماع جمیع مردم حاصل گشتہ کما ذکر فی الفتاوی الغیاثیۃ قال الشیخ الامام الشہید رحمہ اللہ

لا ناخذ باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین رحمہم اللہ سبحانہ لان التعا

فی بلدة لا یدل علی الجواز وانما یدل علی الجواز ما یکون علی الاستمرار من الصدر الاول لیکون ذلک
دلیلا علی تقریر النبی ایاهم علی ذلک فیکون منه علیه وعلی اله الصلوة والسلام وایا اذا لم یکن
کذالک لا یکون فعلهم حجة الا اذا کان ذلک من الناس کافة فی البلدان کلها لیکون اجماعا
والاجماع حجة الا تری انهم لو تعاملوا علی بیع الخمر وعلی الربوا لا یفتی بالحل و شک نیست که علم
بہ تعامل کافہ انام و بعمل جمیع قری و بلدان از حیطہ بشر خارج است باقی ماند تعامل صدر اول کہ
فی الحقیقت تقریر است از ان سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام و رائج است لیکن او علیہ و علی آلہ
الصلوٰۃ والسلام بدعت کجاست و حسن بدعت کدام انتہی شامی نے رد محتار میں لکھا کون ذلک
اسکا متعارف ہونا
شعارا فلا یقتضی جوازہ عند الامام القائل بحرمة الکلام ولو امرا بالمعروف او رد سلام
مقتضی جواز کا نہیں ہوسکتا امام صاحب کے نزدیک جو قایل حرمت کلام کے ہیں خطبہ میں مطلقا اگرچہ امر بالمعروف یا جواب سلام ہو
استدلالا بما مر ولا عبرة بالعرف الحادث اذا خالف النص لان التعارف انما یصلح دلیلا علی
اوس دلیل سے جو گذر گئی اور عرف حادث جو مخالف نص کے ہو معتبر نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ تعارف حجت حلت کے ہوسکتا ہے جو عہد
الحل اذا کان عاما من عهد الصحابة والمجتهدین کما صرحوا به انتہی اور بعض مجوزین مولد دلیل
صحابہ اور مجتہدین سے ثابت ہو جیسے کہ فقہا نے اسکی تصریح کی ہے ۱۲
در مختار سے لاتے ہیں کہ اوسمیں لکھا الوقوف بعرفات تشبیها بالواقفین لیس بشئ و نکرة فی موضع
عرفہ کے روز عرفات والوں کی مشابہت سے کھڑا ہونا کچھ شے نہیں چونکہ لفظ شئ نکرہ ہے
النفی فیعم لانواع العبادة من فرض وواجب ومستحب فیفید الاباحة وقیل مستحب وکذا فی
اور نفی کے تحت میں واقع ہوا پس جمیع اقسام عبادت فرض و واجب و مستحب کو شامل ہے پس اس فعل کے مباح ہونیکا مفید ہوگا اور کہا گیا ہے کہ
وقال الباقانی لو اجتمعوا لشرف ذلک الیوم وسماع الوعظ بلا وقوف وکشف الراس جاز بلا کراهة اتفاقا
قیل مستحب ہے جیسے کہ مسکین شرح کنز میں ہے اور کہا باقانی نے کہ جمع ہونا آدمیوں کا بوجہ شرف اس دن کے واسطے سماع وعظ کے بغیر اسکے کہ سر کھولیں یا کھڑے ہوں
انتہی اقول طحطاوی نے ذیل قال الباقانی کے لکھا قال فی النهر والحاصل ان عبارتهم ناطقة علی
جائز ہے بلا کراہت اتفاقا ۱۲ نہر الفائق میں ہے کہ عبارتیں فقہا کی تصریح کراہت پر اس فعل
ترجیح الکراهة وشبهة تذکرہ انتہی اور شامی نے حاشیہ در مختار میں ذیل وقیل مستحب کے لکھا العلم
کے اور اسکے شاذ ہونے پر ناطق ہیں ۱۲ شاید کہ
المراد من قول النهایة عن ابی یوسف ومحمد فی غیر روایة الاصول انہ لا یکرہ لما روی ان
استحباب سے مراد ہے روایت ابو یوسف اور محمد سے جو روایت کتب اصول کے سوا ہے کہ عرفہ کے روز بطور مذکور کھڑا ہونا مکروہ نہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے

ابن عباس فعل ذلک بالبصرة الخ قال فی الفتح وہذا یفید ان مقابلہ من روایۃ الاصول الکراہۃ
یعنی ابن عباس نے بصرہ میں ایسا کیا تھا فتح القدیر میں ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت اصول کی کراہت اس فعل کے ثابت ہے اور وجہ
ثم قال وہو الاولیٰ حسما لمفسدۃ اعتقادیۃ یتوقع من العوام ونفس الوقوف وکشف الرؤس
اسکی یہ لکھا کہ یہی اولیٰ ہے واسطے دفع فساد اعتقادیہ کے جو عوام سے متوقع ہے اور صرف کھڑا ہونا اور سر کھولنا مستلزم مشابہت کو ہے اگرچہ نیت قصد تشبہ کی نہ ہو
یستلزم التشبہ ان لم یقصد فالحق انہ ان عرض الوقوف فی ذلک الیوم لسبب یوجبہ کالاستماع
پس حق یہ ہے کہ اگر کھڑا ہونا اس روز کسی وجہ سے جو باعث اسکے ہو مثل استماع وعظ کے تو مکروہ نہ ہوگا اور اگر قصد کرے باہر نکلنے کا مثل احرام و وضو کی تو مکروہ ہو
مثلاً لا یکرہ اما اذا قصد ذلک الیوم بالخروج فیہ فہو فی معنی التشبہ اذا تاملت ما فی جامع
اور یہ مضمون جامع
التمرتاشی لو اجتمعوا لشرف ذلک الیوم جاز یحمل علیہ بلا وقوف وکشف اہ والحاصل ان الصحیح
تمرتاشی میں ہے کہ اگر جمع ہوں واسطے شرف اس روز کے جائز ہے بعد تامل کے محمول ہے اس پر کہ بدون کھڑے ہونے اور سر کھولنے کے حاصل یہ ہے کہ صحیح کراہت
الکراہۃ کما فی الدرر بل فی البحر ان ظاہر ما فی غایۃ البیان انہا تحریمیۃ وفی النہر عبارتہم ناطقۃ
ہے جیسا کہ درر میں ہے بلکہ بحر میں لکھا ہے کہ ظاہر عبارت غایۃ البیان کا یہ ہے کہ یہ فعل مکروہ تحریمی ہے
ابن ہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں لکھا
ہے کہ
لیس مشتبے تو ظاہر مثل ہذا اللفظ انہ مطلوب الاجتناب وقال فی النہایۃ ای لیس بشیء یتعلق بہ
ظاہر لفظ لیس بشیء یعنی کچھ چیز نہیں ہے سے یہ ہوتا ہے کہ اس شے سے احتراز کرنا چاہئے اور نہایہ میں ہے کہ یہ کھڑا ہونا ایسا فعل نہیں جس پر ثواب
الثواب وہو یصدق علی الاباحۃ ثم قال وعن ابی یوسف ومحمد فی غیر روایۃ الاصول انہ لا یکرہ لما
ہو اور یہ مباح پر بھی صادق آتا ہے اور ابو یوسف اور محمد سے سوا روایت اصول کے منقول ہے کہ یہ فعل مکروہ نہیں واسطے اسکے کہ حضرت ابن
ان ابن عباس فعل ذلک بالبصرۃ انتہی اور امداد الفتاح شرح نور الایضاح میں لکھا ہے والتعریف
عباس نے اسکو بصرہ میں کیا تھا اور تعریف
سمجھے لمعان الاعلام والتطلب من العرف ہو الریح وانشاد الضالۃ والوقوف لعرفات والتشبہ
یہ کئی معنی آئے ہیں اول اعلام دوسرے ... خوشبو ... گم ہوئی چیز کا تلاش کرنا چہارم عرفات
باہل الموقف وہو المراد ہنا فیجتمعون فی مکان یوم عرفۃ وہو لیس بشیء معتبر فہو غیر مسنون وغیر
میں کھڑا ہونا پنجم ... کسی مکان میں عرفہ کے روز ... جمع ہونا اور یہی معنی یہاں مراد ہیں اور یہ فعل کچھ چیز معتبر نہیں
مستحب وسئل الامام مالک عن ذلک فقال وانما مفاتیح ہذہ الاشیاء البدع کذا فی الدرایۃ
غیر مسنون و غیر مستحب ہے امام مالک سے کسی نے پوچھا فرمایا کہ ایسی چیزوں کی شروعات ... بدعت ہے ایسا ہی درایۃ میں لکھا ہے
وقال الکمال الاولی الکراہۃ لان الوقوف عہد قربۃ فی مکان مخصوص فلا یکون قربۃ فی غیرہ
کراہت اولیٰ ہے واسطے کہ کھڑا ہونا عرفات میں عبادت مقررہ ہے سوا اسکے اور جگہ عبادت نہ ہوگا انتہی کلا
فی الدر العذر الصحیح الکراہۃ ولا یجوز الاختراع فی الدین کذا فی الکافی وفی النہر منہ حسما لمفسدۃ
اور در عذر میں ہے اور صحیح کراہت ہے ... ایجاد ... ایسا ہی ہے کافی میں اور اس فعل سے منع کرنا چاہئے تاکہ فساد اعتقاد
الاعتقادیۃ التی یتوقع من العوام ونفس الوقوف وکشف الرؤس یستلزم التشبہ ان لم یقصد
سے متوقع ہے رفع ہو اور فقط کھڑا ہونا اور سر کھولنا مستلزم تشبہ کو ہے اگر چہ قصد اسکا نکرے اور وہ جو کافی میں

یحمل ما ذکرہ فی الکافی لقوله وعن ابی حنیفة انه لیس بسنة وانما هو حدث احدثه الناس فمن فعله جاز انتهی
کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ یہہ فعل سنت نہیں بلکہ بدعت ہے کہ لوگوں نے اوسے ایجاد کیا ہے اگر کوئی کرے
علی کونه بلا وقوف وکشف رؤس قاله الکمال انتهی هذا ولا یخفی ان فی اجتماع النساء هذا الزمن مع الرجال
تو جائز ہے فقط محمول اسپر ہے کہ بغیر کھڑے ہونے اور سر کھولنے کے یہہ فعل کیا جاوے کمال نے یہہ کہا ہے اور پوشیدہ نہیں ہے کہ اس زمانہ میں
والاحداث وارعاع العامة وغیرهم من الشدة والباس والفتنة وحسم ذلك واجب انتهی اور
عورتوں مردوں کے اجتماع اور احداث بدعت اور ہجوم عوام وغیرہ سے شدت اور تکلیف اور فتنہ ہوتا ہے جسکا دفع کرانا واجب ہے انتہی
بعضی مجوزین مولد عبارت درمختار کی کہ بیچ بیان جواز مصافحہ بعد عصر کی ہے پیش کرتے ہیں قوله کالمصافحة ای کما یجوز
یعنے جسطرح کہ جائز ہے مصافحہ
المصافحة لانها سنة قدیمة متواترة لقوله علیه السلام من صافح اخاه المسلم وحرك یده تناثرت ذنوبه واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز
کہ یہہ سنت قدیمہ متواترہ ہے فرمایا آنحضرت نے جو شخص کہ مصافحہ کرے اپنے بھائی مسلمان سے اور ہلاوے اپنے ہاتھوں کو جھڑ جاوینگے گناہ اوسکے اور مطلق چھوڑنا مصنف کا
والوقایة والمجمع والملتقی وغیره یفید جوازها ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة ای مباحة حسنة کما افاده النووی فی اذکاره وغیره
مصافحہ کو بوجہ متابعت درر اور کنز اور وقایہ اور نقایہ اور مجمع اور ملتقی وغیرہ کے مفید جواز مصافحہ کا ہے ہر وقت میں اگرچہ بعد العصر ہو اور اسی پر محمول
فی غیره وعلیه یحمل ما افاده کلام شارح المجمع من انها بعد الفجر والعصر لیس بمشروع توفیقا فتأمله انتهی جواب اوسکا
ہے وہ جو نووی سے شارح مجمع نے نقل کیا ہے کہ مصافحہ بعد فجر اور عصر کے کچھ شے نہیں ہے اسلئے مطابقت تامل کرو تو اچھی ہے
یہہ ہے کہ قول صاحب درمختار کا خطا ہے شامی نے جو مقبول اور امام اہل بدعت ہے حاشیہ
درمختار میں تحت کما افاده النووی فی اذکاره کے لکہا ہے لکن قد یقال ان المواظبة
لیکن کبھی کہا جاتا ہے کہ مواظبت مصافحہ سے
علیها بعد الصلوة خاصة قد یؤدی الجهلة الی اعتقاد سنیتها فی خصوص هذه المواضع وان لها خصوصیة زائدة
بعد نماز کے خاص جاہلوں کو اعتقاد مصافحہ کی سنت اور افضل ہونیکا خاص ان وقت میں بنسبت اور مصافحوں کے ہوجاتا ہے حالانکہ ظاہر کلام کا یہہ ہے کہ کسی
علی غیرها مع ان ظاهر کلامهم انه لم یفعلها احد من السلف فی هذه المواضع وکذا قالوا ان السنة قراءة السور
سلف نے مصافحہ خاص ان اوقات میں نہیں کیا ہے اور اسیطرح فقہا نے اون سورتوں کے بارہ میں جنکا پڑھنا وتر میں مسنون ہے کبھی کبھی ترک کا
الثلاث فی الوتر مع الترک احیانا لئلا یعتقد وجوبها ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره
حکم کیا ہے تاکہ کوئی اون سورتوں کا پڑھنا وتر میں واجب نجانے اور تبیین المحارم میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ مصافحہ بعد ادائے نماز کے ہر حال
المصافحة بعد اداء الصلوة بکل حال لان الصحابة رضی الله عنهم ما صافحوا بعد اداء الصلوة ولانها
میں مکروہ ہے اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے مصافحہ بعد ادائے نماز کے نہیں کیا ہے دوم یہہ کہ مصافحہ بعد نماز کے کرنا طریقہ رافضیوں
من سنن الروافض الی آخره ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیة انها بدعة مکروهة لا اصل لها فی
کا ہے بعدہ صاحب تبیین المحارم نے ابن حجر شافعی المذہب سے نقل کیا ہے کہ مصافحہ بعد نماز کے بدعت مکروہہ ہے اور شریعت میں کچھ بھی اسکی اصل نہیں
الشرع وانه ینبه فاعلها اولا ویعزر ثانیا ثم قال وقال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل انها
اور جو شخص کہ مرتکب اس فعل کا ہو اولا اوسکو تنبیہ کرنا چاہیے اور اگر باز نہ آوے تو دوسری تعزیر دیگا اور بعد اسکے لکہا کہ ابن الحاج مالکی مذہب نے مدخل میں کہا
من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لا فی ادبار الصلوة وصنعها
کہ مصافحہ بعد الصلوۃ بدعات سے ہے اور وقت مصافحہ کا شرع میں وقت ملاقات ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی سے ہے نہ بعد صلوۃ

الشارع بضعها فينهى عن ذلك ولزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة الى آخره ثم اطال في ذلك

[illegible]

فراجعه الى آخره انتهى اور بهي لكها قوله وعليه يحمل ما نقل عنه اى عن النووى في شرحه على صحيح

[illegible]

كما صرح به ابن الملك في شرح المجمع فافهم اقول هذا الحمل بعيد جدا والظاهر انه مبني على اختلاف رأي

[illegible]

الامام النووي في كتابيه وانه في شرح مسلم نظر الى ما يلزم عليه من المحذور وذلك لخصوصية عمل الناس

مجالس الابرار

كما هو العادة

[illegible]

في زماننا فالحديث سكت عنه فبقي بلا دليل وقد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا

[illegible]

يجوز التقليد فيه بل يرده ما روي عن عائشة رضي الله عنها انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا

[illegible]

ما ليس منه فهو رد اى مردود على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها

[illegible]

بدعة قال في الملتقط تكره المصافحة بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها

[illegible]

من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما يفعله الناس بالمصافحة عقيب الصلوة

[illegible]

الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها في الشريعة المحمدية فينبه فاعلها اولا بانها بدعة ثم يعزر ثانيا وقال

[illegible]

ابن الحاج من المالكية في المدخل ينبغي ان يمنع الامام من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد

[illegible]

صلوة العصر وذلك كله من البدع

[illegible]

وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة انتهى مرقاة شرح مشكوة مين ہے واما ما جرم

اور بدعت مباحہ

كالمصافحة بعد العصر والفجر اي عند الشافعية واما عند الحنفية فمكروه انتهى اور ترشيح ملن

جیسے مصافحہ کرنا بعد عصر و فجر کے شافعیوں کے نزدیک اور تو رکھ حنفیوں کے نزدیک مکروہ ہے ۱۲

فی الملتقط تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ علی کل حال لانہا من سنن الروافض وہکذا الحکم فی المعانقۃ

مکروہ ہے مصافحہ بعد اداے نماز کے ہر حال میں اسواسطے کہ یہہ سنت روافض سے ہے اور معانقہ کا بھی یہی حکم ہے ۱۲

اور ایضاح میں ہے المصافحۃ بعد الصلوٰۃ من سنن الروافض اور محیط میں ہے یکرہ ان یصافح

مصافحہ بعد نماز کے سنت روافض سے ہے ۱۲ مکروہ ہے یہہ کہ مصافحہ کرے

الرجل بعد اداء صلوٰۃ العیدین فی کل حال لان الصحابۃ ما صافحوا وہو سنۃ الرافضی اور تحفۃ الفقہا

کوئی بعد نماز عید کے ہر حال میں اسواسطے کہ کبھی صحابہ نے بعد نماز عید کے مصافحہ نہیں کیا ہے اور یہہ طریقہ رافضیوں کا ہے ۱۲

میں ہے اما المصافحۃ بعد اداء صلوٰۃ العصر فلا اصل لہ انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ

مصافحہ کرنا بعد نماز عصر کے شرع میں کچھ اصل نہیں رکھتا ۱۲

مشکوٰۃ میں لکھا آنکہ بعضے مردم مصافحہ می کنند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیزی نیست و بدعت

است از جہت تخصیص وقت اور خلاصۃ الفقہا میں ہے مکروہ است مصافحہ کردن بعد از فجر و عصر کذا

فی الکافی انتہی یہان سے معلوم ہوا وہ جو خفاجی نے شرح شفا میں کہا وہی بعد الصلوٰۃ بدعۃ عندنا والاصح

مصافحہ بعد نماز کے ہمارے نزدیک بدعت ہے

انہا مباحۃ محض غلط ہے اور مجوزین مولد ایک اور دلیل پیش کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ بخاری

اور صحیح یہہ ہے کہ وہ مباح ہے ۱۲

نے روایت کیا عن ابی الشعثاء انہ قال من یتقی شیئا من البیت وکان معاویۃ رض یستلم الارکان

ابو الشعثاء سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کون شخص ہے جو پرہیز کرتا ہے بیت اللہ سے حالانکہ حضرت معاویہ چومتے

فقال لہ ابن عباس رض لا یستلم ہذان الرکنان فقال لیس شیء من البیت مہجورا وکان

تھے سب رکنوں کو پس فرمایا ان سے حضرت ابن عباس نے کہ ان دو رکنوں کو تم مت چومو معاویہ نے جواب دیا کہ بیت اللہ سے کوئی شئے لائق ترک

ابن زبیر رض یستلمہن کلہن الی آخرہ کہتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا کہ استلام غیر رکن یمانیین کا

نہیں ہے اور ابن زبیر بھی سب رکنوں پر بوسہ دیتے تھے ۱۲

باوجودیکہ حضرت صلعم سے ثابت نہین ہے معاویہ نے اسکی تقبیل کی اور عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ

سے اسیطرح پر منقول ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ ہمارے علما کے نزدیک یہہ بات درست نہین ہے

ہدایہ میں ہے ولا یستلم غیرہما فان النبی صلعم کان یستلم ہذین الرکنین ولا یستلم غیرہما اس سے

اور نہ چومے سوا دو رکنون کے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دو رکنون کو بوسہ دیتے تھے اور سوا ان دو کے کسی کو بوسہ

نہیں دیا ۱۲

معلوم ہوا کہ جو فعل آنحضرت سے ثابت نہو وہ جایز نہین مسند امام احمد بن حنبل میں ابن عباس

سے روایت ہے کہ انہ طاف مع معاویۃ بالبیت فجعل معاویۃ یستلم الارکان کلہا فقال لہ

طواف کیا ابن عباس نے بیت اللہ شریف کا معاویہ کے ساتھ پس شروع کیا معاویہ نے بوسہ دینا ارکان پر

ابن عباس لا یستلم ہذین الرکنین ولم یکن رسول اللہ صلعم یستلمہا فقال معاویۃ لیس شیء من البیت
حضرت ابن عباس ان دو کونوں پر بوسہ نہیں دیتے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]
مہجورا فقال ابن عباس لقد کان لکم فی رسول اللہ صلعم اسوۃ حسنۃ فقال معاویۃ صدقت انتہی
... حضرت ابن عباس ... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ... [illegible]
قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین کہا اجاب عنہ ای عن قول معاویۃ امامنا الشافعی بانا
جواب دیا ہے معاویہ کے قول سے ہمارے امام شافعی نے ... [illegible]
تہارا کہنا صحیح ہے
لم ندع استلامہما ہجرا للبیت وکیف یہجرہ من یطوف بہ ولاکن نتبع السنۃ فعلا وترکا ولو کان ترک
... [illegible]
استلامہما ہجرا لکان استلام ما بین الارکان ہجرا ولا قائل بہ انتہی اور مسند امام احمد میں یعلی
... [illegible]
بن امیہ سے مروی ہے کہ اونکو حضرت عثمان نے چومنے ایک رکن سے منع کیا اور اسیطرح حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اوسلیئے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو نہین کیا پس معلوم ہوا کہ معاویہ سے یہان
اسباب مین خطا واقع ہوئی اور وہ بہی اسکے منفرد ہوئے اب ایک دلیل اور ہے جو سند قوی مجتہدین
کی ہے اوسکو بہی سن لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ عن مجاہد قال دخلت انا وعروۃ بن الزبیر المسجد
مجاہد سے ... عروہ ابن زبیر کے ساتھ مسجد
فاذا ابن عمر جالس عند حجرۃ عائشۃ والناس یصلون فی المسجد فسألناہ عن صلوتہم فقال بدعۃ
... ابن عمر حضرت عائشہ کے حجرہ کے پاس بیٹہے ہوئے ہین اور آدمی مسجد مین نماز پڑہ رہے ہین ... [illegible]
بدعتہ وقال ایضا رضی اللہ عنہ ما ابتدع المسلمون افضل من صلوۃ الضحی ہکذا فی الفتح و
ہے کہا ابن عمر نے یہ نماز بدعت ہے ... [illegible]
سفر السعادۃ کہتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بہی ہوتی ہے اور بعض چیزین جو
سفر السعادت مین ایسی ہی روایت ہے ۱۲
آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہین ہین اوسکا احداث بہی جایز ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو
روایتون مین کلام ہے یعنی اسناد انکی نہین معلوم لیکن چونکہ فتح الباری اور سفر السعادت
مین ہین شاید کہ صحیح ہون مگر جب تک صحت انکی یقینا ثابت نہو لایق اعتماد و استناد نہین
ہوسکتین دوسرے یہ کہ عبد اللہ بن عمر کا مذہب صلوۃ الضحی کے مقدمہ مین ممنوع اور بدعت ہونا
شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ اپنے وقت مین منجملہ مجتہدین کے تہے کتاب شرح عمدہ مین

وورد عن السلف الصالح ما يؤيده في مواضع الاثرمي ان ابن عمر قال في صلوة الضحى انما بدعة لانها لم تثبت
اور وارد ہوا اسلاف صالح سے وہ جو مؤید اسکی ہے چند جگہہ آیا نہیں جانتا تو کہ ابن عمر نے کہا صلوۃ الضحی میں کہ وہ بدعت ہے اسواسطے کہ نہیں ثابت
عنده فيها دليل ولم يرى اندراجها تحت عمومات الصلوٰة لتخصيصها بالوقت المخصوص انتهى ليس روايات
ہوئی ابن عمر کے نزدیک صلوۃ الضحی کی کوئی دلیل اور نہ دیکھا انہوں نے داخل کرنا اس نماز کا عمومات نماز میں بوجہ تخصیص اسکے ساتھ وقت
مذکورہ سے جواز و استحبان صلوۃ الضحی بنفسها باوجود محدث ہونیکے عبد اللہ بن عمر کے نزدیک
مخصوص کے ۱۲
معلوم ہوا اسواسطے کہ جایز ہے کہ حسن اس بدعت کا اونکے نزدیک اضافی ہو ہان البتہ اگر عبد اللہ
بن عمر خود اس نماز کو پڑھتے تو گنجایش اس قیل وقال کی تھی اور بعض علماء نے یہہ کہا ہے کہ عبد اللہ
بن عمر رض کے نزدیک مواظبت والتزام کرنا یا مسجدون میں پڑھنا اس نماز کا بدعت حسنہ اصل نماز
اور بدعت سے مراد معنی لغوی ہیں مواہب اللدنیہ میں ہے اراد انہ صلعم لم یداوم علیہا او ان اظہارہا
یہہ اراد کیا کہ آنحضرت صلعم نے ہمیشہ مداومت نہیں کی یا یہہ کہ اظہار
في المساجد ونحوها بدعة وبالجملة فليس في احاديث ابن عمر ما يدفع مشروعية صلوة الضحى لان نفيه محمول
مسجدون میں یا اور مثل اسکے بدعت ہے خلاصہ یہہ کہ احادیث ابن عمر سے غیر مشروع ہونا صلوۃ الضحی کا ثابت نہیں ہوتا اسلئے کہ نفی ابن عمر اونکا نزدیک
على رؤيته لا على عدم الوقوع في نفس الامر والذي نفاه صفة مخصوصة تفصيل اس اجمال کی یہہ ہے
پر محمول ہے نہ اوسکے عدم ثبوت پر نفس الامر میں اور جسکی نفی کی وہ صفت مخصوصہ ہے ۱۲
کہ بخاری شریف میں فسئلناه عن صلوتهم فقال بدعة اسقدر ہے سو اسکی توجیہہ میں علما
پس سوال کیا ہمنے ابن عمر سے لوگوں کی نماز کیسے پس کہا انہوں نے کہ یہہ بدعت ہے ۱۲
مختلف ہیں کوئی ممنوع ہونا اس نماز کا اس سے نکالتا ہے اور کوئی تاویل کرتا ہے جو تاویل کرتے
ہیں وہ یہہ روایت لاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ونعمت البدعة وما ابتدع المسلمون افضل من صلوة
اور اچھی بدعت ہے اور نہیں ایجاد کی مسلمانون نے کوئی شے افضل صلوۃ
الضحى منکرین جواز کے نزدیک یہہ روایتیں صحیح نہیں اور جنکے نزدیک صحیح ہیں اونکے نزدیک
ضحی سے ۱۲
یہہ معنی ہوئے کہ مداومت اور التزام یا مسجد ومیں پڑھنا اسکا بدعت ہے اور افضلیت اور حسن
بدعت باعتبار معنی لغوی کے ہے اور منکرین جواز کے نزدیک اگر یہہ روایتیں صحیح بھی ہوں تو
معنی اسکے یہہ ہیں کہ اس بدعت میں حسن اور فضیلت اضافی ہے نسبت اور بدعتوں کے جسکو
لوگون نے احداث کیا ہے قطع نظر اسکے مولد مقیس علیہ اسکا نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ یہہ نماز

آنحضرت صلعم سے موافق راے مجوزین اس نماز کے ثابت ہے بخلاف مولد کے اور بعض اشخاص مجوزین

مولد ہیے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہدایہ میں بعد بیان تلبیہ بقدر مسنون کے کہا ولو زاد فیہا

اور زیادہ کرنا تلبیہ میں

جاز خلافاً للشافعی فی روایۃ الربیع عنہ ہو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم

جایز ہے برخلاف امام شافعی کے کہ روایت کیا ہے ربیع نے اون سے اور قیاس کیا شافعی نے تلبیہ کو اوپر اذان و تشہد کے اس طرح کہ وہ ذکر منظوم ہے

ان اجلاء الصحابۃ کابن مسعود وابن عمر وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم زادوا علی الماثور ولان المقصود الثناء

دلیل ہماری یہ ہے کہ اکابر صحابہ مثل ابن مسعود و ابن عمر و ابو ہریرہ نے زیادہ کیا ہے تلبیہ منقول پر اور یہ بھی دلیل ہے کہ مقصود تلبیہ سے

واظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ صاحب سیف الاسلام نے بھی جو بعض رسائل میں آ

اور اظہار عبودیت ہے پس نہ منع ہوگا اوس پر زیادہ کرنا

کسی طالب نے اس عبارت کو ذکر کیا ہے جواب دیا ہے کہ مولد کو تلبیہ پر قیاس کرنا قیاس

مع الفارق ہے دو وجہ سے اول یہ کہ زیادت تلبیہ کی منقول صحابہ کرام سے ہے چنانچہ ہدایہ

میں مصرح ہے بخلاف مولد کے دوسری یہ کہ مقصود تلبیہ سے اظہار ثنا اور عبودیت ہے باعتبار اصل

مقصود کے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کہ مجتہد مستقل تھے اس زیادت کو تجویز کیا ہے بخلاف مولد کا

کہ مقصود اوس سے اظہار فرحت اور سرور ولادت آنحضرت صلعم ہے اور کسی مجتہد نے اوسکو

تجویز نہیں کیا خود ہدایہ میں موجود ہے لا یتنفل فی المصلے قبل العید لانہ علیہ السلام لم یفعل مع

نہ نفل پڑھے عیدگاہ میں قبل نماز عید کے اس واسطے کہ نہیں کیا آنحضرت صلعم نے

حرصہ علی الصلوۃ اور یہی اوس میں ہے یکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر لانہ

صلعم نے باوجود حریص ہونے کے نماز پر

علیہ السلام لم یزد علیہما مع حرصہ علی الصلوۃ انتہی صاحب سیف الاسلام نے جو جواب میں

لکھا کہ قیاس مجلس ذکر آنحضرت پر تنفل بعد الفجر ممنوع ہے و حکم بامتناع عقد مجلس شریفہ

بدان جہت دادن محض لغو است اس فعل نماز کہ مشروط خاص و موقت باوقات و مقادیر

مخصوصہ است بر خلاف ذکر آنحضرت صلعم کہ مقصود ازان مطلق اجلال و توقیر و ادب و تعظیم است

ونحوہا ایل مجالس اذکار اور شرع شریف وقتی وہیئتی معین نیست انتہی سو محض غلط ہے کئی وجہ
سے اول یہہ کہ جو فقہا علت ممنوعیت ان چیزون کی ذکر کرتی ہین وہ مولد مروج مین بہی پائی
جاتی ہی دوسرے یہہ کہ تلبیہ وغیرہ کو مقیس علیہ مولد کا ٹھہرانا بہی غلط ہے کما بیناہ تیسرے یہہ کہ
جو لوگ مجوز بدعات ہین وہ عین نماز مین بہی کہ مقید بقیود خاص اور مشروط بشروط خاص
ہی اجازت تجویز کرتے ہین چنانچہ صاحب سیف الاسلام نے صفحہ ۱۴۳ مین درمختار سے نقل کیا

وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ ذکرہ
اور مستحب ہی درود مین کہنا سیدنا کا اسواسطے کہ زیادت واقعی کا کہنا عین سلوک ادب ہے پس یہہ کہنا افضل ہوا اسکے ترک سے جیسا کہ ذکر کیا
الرملی الشافعی وغیرہ اور شرح منیۃ المصلی سی نقل کیا ولا یقول ربنا انک حمید مجید لعدم
اسکو رملی شافعی وغیرہ نے ۱۲ اور نہ کہی ربنا انک حمید مجید اسواسطے کہ حدیث
ورودہ فی الاحادیث ولو قال ذلک لا باس بہ ای لا یکرہ اذ ہو زیادۃ ثناء اللہ تعالی
مین اسطرح نہین آیا اور اگر کہدے تو کچہہ مضائقہ نہین یعنی مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ یہہ زیادہ ثنا اللہ تعالی کی ہے ۱۲
اور صفحہ ۱۴۳ مین نصر السنین کے لکہا حاشیہ شامی وغیرہ سی ثابت ہی کہ پڑہنا بسم اللہ کا درمیان
سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ کی نماز مین امام صاحب کی نزدیک حسن ہے باوجودیکہ غنیۃ المصلی
وغیرہ سی ثابت ہی کہ یہہ سنت سے ثابت نہین انتہی جو تہی یہہ کہ صاحب سیف الاسلام کی نزدیک
مقصود مولد سی مطلق اجلال اور توقیر اور تعظیم آنحضرت صلعم ہی اور اوسکے لئی کوئی وقت
اور ہیئت شرع مین نہین ہی تو پہر کسواسطے تمام اہل بدعت ہیئت اور وقت اسکی واسطے خلاف
شرع قرار دیتی ہین اور اسباب مین رسائل لکہتی ہین اجلال اور تعظیم آنحضرت سی کون انکار
کرتا ہی اور کون شخص اسکو ممنوع بتلاتا ہی یہہ بیان صاحب رسالہ کا قاطع مادہ نزاع ہی منکرین

مولد مروج تعین وقت اور ہیئت ہی کو تو خلاف سنت کہتی ہین اور وہ اجلال وتعظیم اور ذکر
آنحضرت صلعم سی ہرگز مانع نہین بلکہ وہ اُسکو عین سعادت سمجھتی ہین اور مجوز مولد خود مقر ہین
کہ توقیت اور ہیئت شرع مین کچھہ اصل نہین رکھتی ہیں تصنیف رسائل اسباب مین کرنا اور اس بحث
کو تطویل دینا صاحب سیف الاسلام کی فرمانی کی موافق محض عبث ہی الحمد لله علی اتمام الحجة سوال
اگر کوئی کہی کہ اعراب قرآن مجید اور صرف ونحو اور ایسی ہی تفسیر قرآن مجید اور سورتون کا نام
لکہنا اور تعین رکوعون کی جو کلام اللہ مین ہوتی ہی وجود اسکا زمانہ آنحضرت صلعم مین نتہا تو چاہئی کہ یہہ
سب بدعت اور ممنوع ہو جاوین جواب اوسکا یہہ ہی کہ اعراب قرآن باجماع علما درست اور جائز ہین
اور ضرورت شرعی ہی اسکی مجوز ہی اگر اعراب قرآن مجید مین نہوتی تو علما کو بہی اوسکا پڑہنا عسیر
ہوتا اور عوام کا تو حال قابل لکہنی کی نہین اور صرف ونحو بدعت نہین ہے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
سی تکلم فی النحو ثابت ہی اور ابن عساکر نی حضرت عمر رضی سی نقل کیا کہ اُنہون نے ابو الاسود کو وضع نحو کی ساتھ
حکم کیا علاوہ برین اگر صرف ونحو نہ پڑہی جای تو کیونکر لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف کو بخوبی سمجہ
سکتی اور تعشیر وغیرہ کا حال یہہ ہی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہی کہ انہ کرہ نقط المصاحف اور
ابراہیم نخعی مکروہ جانتے تھے قرآن مجید مین نقطہ دینے کو
ابن سیرین سے ہی انہ کرہ النقط والفواتح والخواتم وعن ابن مسعود ومجاہد انہما کرہا التعشیر واخرج ابن
ابن سیرین نے مکروہ کہا ہے نقطہ دینے کو اور سورتون کی آغاز وخاتمہ لکہنے کو اور ابن مسعود ومجاہد سے روایت ہی کہ مکروہ کہا
ابی داؤد عن النخعی انہ کان یکرہ العواشر والفواتح وتعشیر المصحف وان یکتب فیہ سورۃ کذا
انہون نے کلام اللہ مین تعشیر یعنی عشرہ وغیرہ بنانیکو اور ابن ابی داؤد نی نخعی سے روایت کی ہے کہ مکروہ جانتے تھے وہ کلام اللہ مین عشرہ اور آغاز
وکذا واخرج عنہ انہ اتی المصحف یکتب فیہ سورۃ کذا وکذا آیۃ فقال امح فان ابن مسعود کان
سورتون کی لکہنے کو اور تعشیر قرآن کو اور اسکو کہ لکہا جاوے اوسمین کہ یہہ فلان فلان سورۃ ہی اور نخعی سی یہہ بہی روایت کیا ہے کہ آئی وہ قرآن کی پاس

یکرہ ہے وقال الحلیمی یکرہ کتابۃ الاعشار والاخماس واسماء السور وعدد الآیات فیہ لقولہ جردوا
اور کہا حلیمی نے مکروہ ہے قرآن مجید میں لکھنا عشر اور خمس اور نام سورتوں کا اور تعداد آیتوں کا واسطے فرمانے ابن مسعود کے کہ
القرآن واما النقط فیجوز لانہ لیس لہ صورۃ فیتوہم لاجلہا ما لیس بقرآن قرآنا وانما ہی دلالات
مجرد کرو تم قرآن یعنی غیر قرآن سے مگر نقطوں کا لگانا جائز اسواسطے کہ نقطوں کی ایسی صورت نہیں ہے کہ جس سے وہم اس امر کا ہو کہ جو داخل
علی ہیئۃ المقرو فلا یضر اثباتہا لمن یحتاج الیہا بستان فقیہ ابو اللیث مین ہے، وکرہ بعض الناس
قرآن ہین اور یہ صرف دلالت ہین ہیئت مقرو پر اور مضر نہین ہے لگانا نقطوں کا اوس شخص کے واسطے جو محتاج انکا ہے ۱۲ اور مکروہ سمجھا ہے بعضے آدمیون نے
النقط والتعشیر فی المصاحف وہو قول ابی حنیفۃ وحجتہ ما روی عن عبد اللہ بن مسعود رض قال جردوا
قرآن مین نقطہ دینے اور عشر بنانے کو اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل اونکی فرمانا ابن مسعود کا ہے کہ مجرد کرو تم قرآن کو اور مت لکھو تم اوسمین کوئی
القرآن ولا تکتبوا فیہ شیئا مع کلام اللہ تعالی ولا تعشروا ولا تنقطوا وزینوا باحسن الاصوات.
شے کلام الٰہی کے ساتھ اور نہ عشر بناو تم اور نہ نقطہ دیو تم اور زینت دو تم اوسکو بہتر آواز سے ۱۲
واعربوہ فانہ عربی ولکن نقول النقط والتعشیر لو فعل لا باس لان المسلمین قد توارثوا ذلک
اور اعراب دیو اسواسطے کہ وہ عربی ہے مگر ہم کہتے ہین کہ نقطہ دینا اور عشر بنانا کچھ برا نہین ہے اسواسطے کہ مسلمان کرتے آئے ہین اسکو اور محتاج
واحتاجوا الیہ خاصۃ للعجم لا بد من النقط والعلامات لانہم یتکلفون انتہی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ
ہین اسکے خصوصا عجمی لوگونکے واسطے نقطہ دینا اور علامات بنانا ضرور ہے اسواسطے کہ اون لوگون سے تلاوت بتکلف ہوتی ہے ۱۲
ان اشیاء مین بہی علما نی بہت کچہہ کلام کیا ہی علاوہ بریں مولد کا قیاس اوسپر قیاس مع الفارق
ہی اسواسطی کہ ان چیزون سے صیانت قرآن شریف کی لحن اور تحریف سی ہوتی ہی بخلاف مولد مروج
کی قال النووی نقط المصحف وشکلہ مستحب لانہ صیانۃ لہ من اللحن والتحریف ایسی چیزین البتہ
قرآن مین نقطہ دینا مستحب ہے اسلئے کہ وہ سبب ہین حفاظت قرآن کی لحن اور تحریف سے ۱۲
قواعد شرعیہ سی مستنبط ہین اور باجماع علما بعض ان اشیا کی مستحب ہین اور بعض جائز اور مباح چونکہ کلام طرفین بہی طوالت
کو پہنچ گیا ہی اور بسبب بسط اور تفصیل کو چاہتا ہی لہذا اب ہم تنقیح اس بات کی کرتی ہین کہ آیا مولد جائز
اور مستحب ہی یا بدعت اور مکروہ اور جو چیز کوئی شخص دین مین احداث کری وہ بغیر دلیل شرعی جائز ہی
یا ممنوع عاقل و دیندار کو چاہئی کہ ہماری کلام کو خوب غور سی دیکہی اور جو کچہہ تحقیق بدعت اور ادلہ مخالفین
مین ہی لکہا اوسکو بہی محفوظ رکہی اب یہانپر دو باتین قابل ذکر ہین اول یہہ کہ فقہا کی کلام سی ایسے

امور مین کیا استنباط ہوتا ہی دوسری یہہ کہ قول راجح اسباب مین من حیث الدلیل کیا ہی جاننا چاہیے کہ
فقہای حنفیہ اسبابمین مختلف ہین کہ آیا جو امر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سی ثابت نہو اور محدث فی الدین ہو
اسکا کیا حکم ہی انکی بعض جزئیات سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ ایسی شی ممنوع ہی اور بعض سے یہ دلالت کرتی ہی
کہ ایسی چیز جایز اور مباح ہی بلکہ ایک ہی شخص اپنی کتاب مین دونون طرح کی باتین لکھتا ہی دو تین
مثالین بطریق نمونہ کی ذکر کیجاتی ہین مثلاً فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی فی المحیط قراۃ الکافرون
محیط میں ہے کہ سورۂ کافرون کا آخر تک سب کا ملکر پڑھنا
الی آخرہ مع الجمع مکروہۃ لانہا بدعۃ لم تنقل عن الصحابۃ والتابعین انتہی اور اسی عالمگیری میں ہے
مکروہ ہے اسلئے کہ وہ بدعت ہے صحابہ اور تابعین سے منقول نہیں ہے
ولا باس باجتماعہم علی قراۃ الاخلاص جہرا عند ختم القران ولو قرا واحد واستمع الباقون فہو اولی
اور مضائقہ نہیں ہے مل کر سورۂ اخلاص بآواز بلند پڑھنا ختم قرآن مجید کے وقت اور اگر ایک شخص پڑھے اور باقی لوگ سنیں تو بہتر ہے
انتہی اور یہی اسمین ہی الدعاء عند ختم القران فی شہر رمضان مکروہ لاکن ہذا شی الیفتی بہ کذا فی
دعا مانگنا وقت ختم قرآن مجید کے رمضان شریف میں مکروہ ہے مگر ایسی امر پر فتوی دینا نہ چاہیے خزانۃ الفتاوی میں ہے
خزانۃ الفتاوی اور یہی اسمین ہی لا باس بکتابۃ اسامی السور وعدد الآی وہو ان کان احداثا
مضائقہ نہیں ہے سورتوں کا نام لکھنا قرآن مجید میں اور شمار آیتوں کا اگرچہ نئی بات ہے
فہو بدعۃ حسنۃ اسیطرح ہدایہ مین ہی لا یتنفل فی المصلی قبل العید لانہ علیہ السلام لم یفعلہ مع حرصہ
لیکن بدعت حسنہ ہے عیدگاہ میں قبل نماز عید کے نفل جائز نہیں ہے اسواسطے کہ رسول خدا نے نہیں پڑھے باوجود حریص
علی الصلوٰۃ اور یہی اسمین ہی یکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر اکثر من رکعتی الفجر اور یہہ بہی اسمین ہی
ہونے نماز پر مکروہ ہے نفل پڑھنا بعد طلوع فجر کے سوا دو رکعت سنت کے
لا باس بتحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ اور یہی اسمین ہی کہ زینت زیبائش کرنی درست ہے چنانچہ شرح
زر میں قرآن درست ہے اسواسطے کہ اس سے تعظیم قرآن کی ہوتی ہے
منیہ مین ہی لاکن عدم النقل وکونہ بدعۃ لاینافی کونہ حسنا لقصد اجتماع العزیمۃ علی ما اشار الیہ فی
لیکن منقول نہونا اور بدعت ہونا الفاظ تسبیح کا منافی اسکے حسن نہیں ہے بوجہ قصد جمع عزیمت کے جیسا کہ اشارہ ہے اسکا ہدایہ میں اور
الہدایۃ وصرح بہ فی التجنیس انتہی الغرض جس چیز کو بسبب عدم نقل آنحضرت صلعم کی ممنوع اور مکروہ بتلا
تصریح اسکی تجنیس میں ہے
ہین اوسی چیز کو باوجود عدم نقل کی جایز اور مباح کہدیتی ہین اگرچہ بسبب تدقیق نظر کے بعض افعال

جنکو فقہانی مباح کہا ہی اور اون چیزون مین جنکو بسبب عدم نقل کی ممنوع کہا ہی فرق معلوم ہوتا ہی چنانچہ ہم
آگی بیان کرینگی باقی رہی تحقیق دوسری بات کی کہ آیا کون ان دونون شخصونمین احق بالاتباع ہی سو بیان
اوسکا یہہ ہی کہ موافق اقوال سلف اور صحابہ کرام اور حدیث حضرت خیر الانام کے قول اُن لوگون کا جو
محدثات فی الدین سی منع کرتی ہین احق بالاتباع ہی اور اہل بدعت اسبابمین خطا پر ہین تفصیل
اوسکی یہہ ہی کہ ترمذی مین مجاہد سی روایت ہی کہ اُنہون نی کہا دخلت مع عبد اللہ بن عمر المسجد و قد اذن
فیہ فثوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد و قال اخرج من عند ہذا المبتدع یعنی حضرت عبد اللہ
بن عمر ایک مسجد مین گئی اور ایک شخص نی وہان تثویب کہی یعنی الصلوٰۃ الصلوٰۃ پس حضرت عبد اللہ بن عمر مسجد
سی نکلی اور کہا کہ نکل آؤ اس بدعتی کی پاس سی سنن ابو داؤد مین بہی اسیطرح ہی باعتبار اصل مطلب کے
دیکہو حضرت عبد اللہ بن عمر نی تثویب پر انکار کیا باوجودیکہ یہہ مخالف اور مزاحم سنت کی نہین اور
اگر لکہنا اُن لوگون کا جو محدثات فی الدین کو بغیر دلیل شرعی جائز کہتی ہین درست ہوتا تو عبد اللہ
بن عمر اُسکو کیون برا کہتی صاحب سیف الاسلام نی اسکی جواب مین کہا کہ ملا علی قاری نی شرح موطا
امام محمد مین لکہا عن بلال قال امرنی رسول اللہ صلعم ان لا اثوب فی شیء من الصلوٰۃ الا فی الفجر اور
بلال کہتے ہین کہ حکم دیا مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا کہ نہ تثویب کہون مین کسی نماز کے وقت بجز فجر کے ۱۲
کہا کہ انکار حضرت ابن عمر بر خصوص امریکہ بظاہر مزاحم و مخالف کدامی حدیث شریف باشد موید
مذہب طائفہ اسماعیلیہ نیست الخ جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہہ روایت بلال کی ہی اور حضرت ابن عمر
سی یون منقول ہی کہ وروی مجاہد قال دخلت مع ابن عمر مسجدا لیصلی فیہا الظہر فثوب المؤذن
اور بیان کیا مجاہد نے کہ داخل ہوا مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھہ ایک مسجد مین واسطے ادا ے نماز ظہر کے [illegible]

يثوب فغضب وقال قم حتى تخرج من عندنا المبتدع وما كان التثويب على عهد رسول الله صلعم الا في
موذن کو تثويب کہتے سن عصہ ہوئی اور کہا کہ کھڑی ہو تاکہ نکالیں اس بدعتی کو پاس سے اپنے کہ نہ تھی تثويب زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں سوا
صلوة الفجر كذا في العناية پس معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے بسبب ہونی تثويب کے عہد رسول اللہ صلعم
ایسا ہی ہے عنایہ میں"
مین اوس شخص کو مبتدع کہا نہ اس بابت کہ ہونی اس فعل کے موافق روایت حضرت بلال کی وارد ہی اور
تعجب یہہ ہی کہ صاحب سیف الاسلام نے لکہا در ثانیا درین خصوص یعنی مسئلہ تثويب ہم ہرگاہ مبارزی از ائمہ
دین حکم استحسان فرمودہ اند پس حکم بدعت بر شے شائیکہ اسماعیلیہ ایجاد نمودہ اند برآن جاری نمودن
مردک است انتہی جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہرگاہ موافق اقرار صاحب سیف الاسلام آپ نے منع سوای صلوة فجر کے تثويب
کو کر دیا ہو پہر کیونکر حکم استحسان ائمہ دین کا صحیح رہیگا آیا انہوں نی اس امر کو اپنی رای سی نکالا ہی یا
حدیث سی اگر امر ثانی ہو تو اوسکا بیان کرنا چاہئیے اور اگر امر اول ہی تو صاحب سیف کی نزدیک
آیا باوجود ممانعت اور نہی آنحضرت صلعم حکم استحسان ائمہ دین مردود ہی یا مقبول اگر مردود ہے تو
طعن کرنا بجا ہی اور اگر مقبول ہے تو واہ ری اس ایمان پر بخاری نی عکرمہ سی روایت کی قال ابن
کہا حضرت ابن
عباس وانظر السجع من الدعاء فاجتنبه فاني عهدت رسول الله صلعم واصحابه لا يفعلون ذلك طبراني
عباس نی خیال رکہ سجع کا دعا مین پس پرہیز کر اوس سے ہو کہ دیکہا میں نے رسول خدا صلعم اور اونکے اصحاب کو کہ نہین کرتے تہے اسکو"
نی قيس ابن حازم سی روایت کی ذکر لابن مسعود قاص يجلس بالليل ويقول للناس قولوا كذا وقولوا
ذکر کیا گیا عبد اللہ ابن مسعود کے نزدیک واعظ کہ بیٹہتا ہے رات کو اور لوگوں سی کہتا ہی کہ تم فلان چیز پڑہو
اذا رايتموه فاخبروني فاخبروه فجاء عبد الله متقنعا فقال من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا عبد الله
حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے کہ جب اسکو دیکہو تو مجکو خبر دینا پس جب خبر دی اونکو لوگوں نے آئی عبد اللہ ابن مسعود چہپائی ہوئی منہ غضبناک ہوکر
بن مسعود تعلمون انكم لاهدى من محمد صلعم واصحابه يعني انكم لمتعلقون بذنب ضلالة وفي رواية
جس آدمی نے مجہی پہچانا پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو جان لے کہ میں عبد اللہ ابن مسعود ہوں کیا تم جانتے ہو کہ تم زیادہ ہدایت والے ہو
جئتم ببدعة ظلما او لقد فضلتم اصحاب محمد صلعم علما انتهى بحر الرائق مين ہی عن ابن مسعود انه سمع
محمد صلعم سے یا تم کو گمان ہے کہ تم اصحاب محمد صلعم سے علم میں زیادہ ہو بحر الرائق میں ہی ابن مسعود سے

قوما اجتمعوا فی مسجد ویصلون علی النبی جہرا فراح الیہم فقال ما عہدنا ذلک فی عہدہ صلعم وما اراکم الا

کہ سنا انہوں نے ایک قوم کو کہ جمع ہوتی ہیں وہ ایک مسجد میں اور درود بھیجتے ہیں وہ آنحضرت پر باواز بلند پس گئے شام کے وقت عبد اللہ ابن مسعود اونکے پاس اور

مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد انتہی اخرج الدارمی عن الاعمش قال قال

کہا کہ نہیں پائی ہمنے یہہ بات رسول خدا صلعم کی عہد میں اور نہیں جانتا ہوں میں تمکو مگر بدعتی پس یہہ کہتے رہے اونسے یہانتک کہ نکالدیا انکو مسجد سے ۱۲ اور اعمش سے […]

عبد اللہ ایہا الناس انکم ستحدثون ویحدث لکم فاذا رأیتم فعلیکم بالامر الاول وفی شرح المجمع ان رجلا یوم

روایت کی کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ ای لوگون بیشک قریب ہے کہ ایجاد کروگے تم بیچ بدعات اور حادث کئے جاوینگے تمہارے واسطے پس جسوقت کہ دیکھو تم لازم پکڑو تم امر […]

العید اراد ان یصلی قبل صلوۃ العید فنہاہ علی رضی اللہ عنہ فقال رجل یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ

شرح مجمع میں ہی کہ ایک آدمی نے عید کے روز ارادہ کیا کہ نماز پڑھے قبل صلوۃ عید کے پس منع فرمایا اوسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پس اوس آدمی نے کہا کہ یا امیر المومنین میں جانتا ہوں کہ اللہ

لا یعذب علی الصلوۃ فقال علی رض وانی اعلم ان اللہ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ صلعم او یحث

عذاب نماز پر نہیں کرتا فرمایا حضرت علی نے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالی ثواب نہیں دیتا کسی فعل پر یہانتک کہ کیا ہو اوسکو رسول خدا صلعم نے یا رغبت […]

علیہ فیکون صلوتک عبثا والعبث حرام فلعل اللہ یعذبک لمخالفتک لرسولہ صلعم انتہی صاحب سیف الاسلام

کیا ہو اوسپر پس ہوگی نماز تیری عبث اور فعل عبث حرام ہوتا ہے پس شاید کہ خدا تجکو معذب کریگا بوجہ مخالفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۲

نی جو تفسیر کبیر سی نقل کیا سو وہ مخدوش ہی دو وجہ سے اول یہہ کہ اس روایت کے مخالف ہی اور یہہ روایت

قوی ہی اور روایت تفسیر کبیر ضعیف ہی اور نہ شایان شان جناب مرتضوی دوسرے یہہ کہ فقط جناب

مرتضی علی نی ارأیت الذی ینہی عبدا اذا صلی کا خیال کیا نہ یہہ کہ اس نماز کی پڑہنی کو اچھا سمجھا ہو

کیا دیکھا تونے اوس شخص کو کہ منع کرتا ہے بندہ کو جبکہ نماز پڑہتا ہے ۱۲

اور صاحب رسالہ کو منفی جب ہوتا کہ وہ اسکو اچھا سمجھتے اور قاضی خان سی جو نقل کیا وہ بہی حنفیوں کے نزدیک

قابل اعتبار نہیں اور صحابہ اور تابعین اگر کوئی فعل کریں اور حضرت خلفاء راشدین اوس سے منع کریں

تو اتباع خلفاء راشدین کا چاہیے صاحب سیف الاسلام نی کہا کہ اوس زمانہ میں سوای صحابہ اور

تابعین کے اور آدمی نہتی کہ قبل نماز عید کے نماز پڑہتے ہوں سو اوسکا جواب یہہ ہے کہ اگر صحابی یا تابعی

نی اپنی غلطی سی کوئی کام کیا ہو اور خلفاء اربعہ میں سے یا اور اکابر صحابہ میں سے کسی نے اوس فعل کی

مخالفت کی ہو تو صاحب سیف الاسلام کی نزدیک کسکا قول قابل قبول ہی یہان مطلب فقط اسقدر ہے

ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نی مخالف حضرت کا اُس شخص کو قرار دیا اور اوسکو اس فعل سی منع کیا اور معترض

بدعت حسنہ اور سیئہ میں جو مخالفین مخالفت کی معنی سمجھتے ہیں وہ بہی جناب مرتضیٰ علی کی قول سی باطل ہو گئی

اسواسطے کہ اہل بدعت کی نزدیک معنی بدعت سیئہ کے یہ ہیں کہ مخالفت اوسکی حدیث میں آئی ہو اور اوس

شخص نے جسکو حضرت مرتضیٰ علی نے منع کیا تہا باعتبار اس معنی کے ہرگز مخالفت آنحضرت صلعم کی نہیں

اور بہی مزاحمت سنت کا بدعت سیئہ میں یہی لوگ اعتبار کرتے ہیں کہ تقسیم بدعت کے قائل ہیں اور سنن خلفا

راشدین انکی زعم میں بدعت حسنہ میں داخل اور حسب اعمال افعال خلفای راشدین کا بالقول محقق النزاع

سنت سے معدود ہو اسابقاً ثابت ہو گیا کما بیناہ مفصلاً مفہوم بدعت سیئہ میں مزاحمت سنت کا اعتبار

خلاف تحقیق محققین اسے باطل ہو گیا فرمایا مولانا عصمۃ اللہ سہارنپوری نی رسالہ جد الغنا میں فاعترض

لیس یہی

بما قیل انما البدعۃ المحظورۃ الممنوع عنہا بہ عنہ تزاحم سنۃ ماثورۃ و مالم یکن ہکذا فلا باس بہ

اعتبار ہے اس قول کا کہ بدعت سیئہ ممنوعہ وہی ہے کہ کسی سنت کی مزاحم ہو اور جو ایسی ہو اوسمیں کچھ قباحت نہیں ۱۲

فقہانی بالتصریح صلوٰۃ قبل عید کو منع لکہا ہی برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہی ویکرہ التنفل قبلہا

اور مکروہ ہے نفل پڑہنا قبل عید کی

مطلقاً یعنی فی المصلے وغیرہ وبعدہا ای بعد الصلوٰۃ فی المصلی فی اختیار الجمہور لقول ابن عباس

مطلقاً یعنی عیدگاہ میں ہو یا اور جگہ بعد نماز کے بہی عیدگاہ میں موافق مختار جمہور کے واسطے روایت ابن عباس کے کہ رسول صلعم تشریف لائے اور دو رکعت

ان رسول اللہ صلعم خرج فصلی بہم العید ولم یصل قبلہا ولا بعدہا متفق علیہ الخ اور جو بعض کتابوں میں

نماز عید کی پڑہائی اور نماز نہ پڑہی نفل اوس سے پہلے اور نہ بعد اوسکے بخاری و مسلم میں یہ روایت ہی ۱۲

نفعہ کی عدم کراہت اسکی لکہی ہی سو وہ مبنی خطا پر ہی درمختار ہدایہ برہان شرح مواہب الرحمان

موجود ہیں اور بہی دیکہو ترمذی نی ابو مالک اشعری سی روایت کی قلت لابی یا ابت انک

میں نے اپنے باپ سے کہا اے باپ تحقیق تو نے نماز پڑہی

قد صلیت خلف رسول اللہ صلعم و ابی بکر و عمر و عثمان و علی ہہنا بالکوفۃ نحواً من خمس سنین

پیچہے رسول اللہ صلعم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچہے حضرت علی کے یہاں کوفہ میں قریب پچاس برس کے کیا وہ لوگ قنوت

لقنوت قال ای بنی محدث اور ترمذی نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کیا کہ قال سمعنی ابی وانا فی
میرے باپ نے سنا کہ تہا میرا نماز میں پڑہتا تو یعنی نماز صبح میں کہا ای میرے بیٹے یہہ بدعت ہے

الصلوٰۃ اقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال لی ای بنی محدث ایاک والحدث قال ولم ار احدا من اصحاب رسول
بسم اللہ الرحمن الرحیم انہوں نے مجہسے کہا کہ بیٹا یہہ بدعت ہے اور بچا تو اپنے آپکو بدعات سے اور کہا کہ نہیں دیکہا مینے کسیکو اصحاب رسول اللہ

اللہ صلعم کان ابغض الیہ الحدث فی الاسلام یعنی منہ وقد صلیت مع النبی صلعم و مع ابی بکر و عمر و مع عثمان
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو بغض زیادہ رکہتا ہو محدث فی الاسلام کو اور بیشک نماز پڑہی ہے مینے ساتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر اور عثمان

فلم اسمع احدا منہم یقولہا فلا تقلہا اذا انت صلیت فقل الحمد للہ رب العالمین انتہی اور جواب اس قسم کی
کے اور نہیں سنا مینے کسیکو ان میں سے کہ کہتا ہو سو تو بہی مت کہنا اسکو اور جب نماز پڑہے تو الحمد للہ رب العالمین کہنا ۱۲

روایتوں کا جو سیف الاسلام میں لکہا ہے کہ نماز اور غیر نماز میں فرق ہے اسواسطے کہ نماز میں ہیئت اور وقت شارع

کی طرف سے آچکے ہیں سو محض لچر ہے اسواسطے کہ جسطرح توقیت اور ہیئت مخصوصہ نماز میں بغیر شارع کی ثابت نہیں

ہوتی اسیطرح اور امور دین میں سمجہہ لینا چاہیئے جو افعال قبیل عبادات سے ہیں اونمیں بغیر شارع کی وقت مقرر کرنا

اور تخصیص کرنا خطا ہے علاوہ برین صحابہ کرام نے فقط بدعت ہونیکی سبب ان چیزوں سے منع فرمایا ہے کہ احداث

ان چیزوں کا خاص میں منع ہے اور اکو احداث درست ہے یہہ تفرقہ بہی محض غلط ہے ترمذی نے عمارہ بن رویبہ سے

نقل کیا کہ انہوں نے بشیر بن مروان خطبہ پڑہتا تہا اور اپنی ہاتہہ دعا میں اُٹہاتا تہا فقال عمارہ قبح اللہ ہاتین الیدین
پس کہا عمارہ نے خراب کرنا خدا یا ان دونوں

القصیرتین لقد رایت رسول اللہ صلعم وما یزید علی ان یقول بہذا واشار ہشیم بالسبابۃ سجاری اور
ہاتہوں کو کہ یہہ چہوٹے چہوٹے ہیں بیشک دیکہا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی خطبہ پڑہتے اور نہین زیادہ کرتی تہی اس بات پر کہ اشارہ کرتے

مسلم نے ابن عمر سے نقل کیا عن حفص بن عاصم قال کنت مع ابن عمر فی سفر فصلی بنا رکعتین ثم انصرف
اسطرح اور اشارہ کیا ہشیم نے انگشت شہادت سے ۱۲ حفص ابن عاصم کہتے ہیں کہ تہا میں ابن عمر کے ساتہہ ایک سفر میں پس نماز پڑہی دو رکعت پہر پہرے

فاتکی علی خشبۃ رحلہ فرای ناسا قیاما فقال لی ما یصنع ہولاء قال قلت یسبحون قال لو کنت مسبحا
اور تکیہ لگایا کجاوہ کی لکڑی پر اور دیکہا انہوں نے تو میوں کو کہڑے ہوئے مجہسے پوچہا کہ یہہ لوگ کیا کرتے ہیں مینے کہا کہ یہہ لوگ نفل پڑہتے ہیں

لاتممت صلوتی یا ابن اخی صحبت رسول اللہ صلعم حتی مضی لسبیلہ لم یزد علی رکعتین ثم قال لقد کان لکم
انہوں نے کہا کہ اگر میں نفل پڑہتا تو اپنی نماز کو میں پورا کرتا یعنی قصر نکرتا ای بہتیجے صحبت میں رہا میں رسول خدا صلعم کی یہانتک کہ انتقال فرمایا نہیں زیادہ

فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ صاحب سفر نے جو نقل کیا ان عبد اللہ بن عمر کان یری ابنہ عبد اللہ یتنفل
کرتے تہی دو رکعتوں پر پہر کہا کہ ہے تمہاری واسطے اتباع رسول اللہ میں بہتری ۱۲ عبد اللہ ابن عمر دیکہتے تہے اپنے بیٹے عبد اللہ کو نفل پڑہتے سفر میں اور

فی السفر ولا ینکر علیہ تو ہماری مدعا کی ثبوت مین عدم انکار عبد اللہ بن عمر کا جاری ہی۔ اس سبب سے جو کہ بعض
منع کرتی تھی اور کہتا
سی اشخاص تنفل فی السفر کو مستحب جانتی تہی اور اونکی بیٹی بہی اوسی قسم کی لوگون مین ہون کیونکہ یہہ مسئلہ
مختلف فیہ تہا اور بعض جگہہ خفیف مخالفت مین انکار لازم نہین آتا اس جہت سی کچہہ کہتے نہ تہی یہان وجہ حصر
لیکن حفص بن عاصم سی جو انہون نی کہا اوس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک یہہ فعل اچہا نہ تہا اور ایسی
روایتین بہی انہی کتب حدیث مین منقول ہین جنسی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک یہہ بات مقررات سے
تہی کہ جو بات سنت سی ثابت نہو اوسکو نکرنا چاہئی لیکن اس قسم کی مسائل کہ جنمین طرفین سی تمسک بسنت
ہو نہ قابل انکار اور ملامت نہین ہوتی اور جو کوئی اہل سنت وجماعت کی طرف نسبت اس امر کی کرتی ہی جیسی
حضرات مخالفین کرتی ہین کہ ہر چیز مین جو مختلف فیہ بین الائمہ ہین یہہ لوگ نسبت ضلالت کی کرتی ہین
سو محض غلط ہی چنانچہ ابن ابی شیبہ مین ہی کہ ابن عمر نی ایک قوم کو دیکہا کہ وہ بعد سنتون فجر کی لیٹ گئی ہین
ابن عمر نی اونکو منع کیا انہون نی کہا کہ ہم ارادہ سنت اتباع کا کرتی ہین ابن عمر نی کہا کہ اونسی کہہ دو کہ یہہ بدعت
ہی اس روایت سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ عبد اللہ بن عمر کی نزدیک جو چیز بدعت تہی اوسکی فاعل کو اور اوسکو
اچہا نہین جانتی تہی صاحب سیف الاسلام نی جو اسکا جواب دیا وہ بہت ضعیف ہی اسواسطے کہ اگر بعض علما
کی نزدیک یہہ فعل فرض ہو تو یہہ کچہہ مفید مدعا کی مخالفین نہین ہی اسواسطے کہ کلام اسبات مین ہے کہ حضرت ابن عمر
کی نزدیک جو چیز سنت سے ثابت نہ تہی اوسکو وہ بدعت اور برا جانتی تہی اہل بدعت کی طرح ویسی نہین کہتی تہی
کہ اسکی ممانعت نہین آئی اور اسمین کیا قباحت ہی اور یہہ جو صاحب سیف الاسلام نی لکہا ارین انتہم تابعند

اسماعیلیہ ثابت نیست اولاً اینکہ حضرت ابن عمر در بیان امر کہ دیگر آنرا سنت میدانستند سنت

نبودن این امر تعلیم فرمودند الخ سو معنی ہے نہ سمجھنی مراد پر کیونکہ غایۃ الکلام مین یون ہی ان ابن
ابن عمر نے

عمر رای قوما اضطجعوا بعد رکعتی الفجر فارسل الیہم فنہاہم بہلا اس روایت مین کہان گنجایش اس
دیکھا ایک قوم کو کہ لیٹتی ہین بعد سنت فجر کے پس بہیجا کسیکو پاس اونکی اور منع کیا اونکو ۱۲

تاویل کی ہی آیا وہ چیز جو بدعت حسنہ ہو صاحب رسالہ کی نزدیک قابل نہی اور مخالفت کے ہے ایک

مثال واسطی تنبیہ اور تائید مذہب حق کی لکھی جاتی ہی اوسکو متوجہ ہو کر سننا چاہیے دیکھو صلوۃ الرغائب

باوجود اسباب کے کہ اسکی نہی مین کوئی حدیث نہین آئی اور بعض علما اسکی تجویز کی طرف بہی گئی

ہین لیکن علمای محققین نے اسکو منع لکہا مستملی شرح منیۃ المصلی مین ہے ان النفل بالجماعۃ علی
نفل پڑہنا جماعت کے ساتھ علی سبیل التداعی

سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا التراویح وصلوۃ الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ
مکروہ ہی جیسا کہ گذرا سوا تراویح اور نماز کسوف اور استسقا کی پس معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ پڑہنا صلوۃ الرغائب کا رجب کی اول جمعہ کی شب مین

الرغائب لیلۃ اول الجمعۃ من رجب وصلوۃ البرائۃ لیلۃ النصف من الشعبان وصلوۃ القدر لیلۃ السابع
اور صلوۃ البرائۃ کا نصف شعبان کی شب مین اور صلوۃ القدر کا رمضان کی

والعشرین من رمضان بالجماعۃ مکروہ وقد ذکروا لکراہتہا وجوہا منہا فعلہا بالجماعۃ وہی نافلۃ
ستائیسوین شب مین مکروہ ہی اور بیان کی اسکی کراہت کی کئی وجہ لکھین ہین انمین اول یہ کہ وہ نفل ہے اور پڑہنا نفل کا جماعت کے ساتھ شرع مین نہین آیا دوسرا

ولم یرد بہ الشرع ومنہا تخصیص سورۃ الاخلاص والقدر ولم یرد بہ الشرع ومنہا تخصیص لیوم
خاص کر کے پڑہنا قل ہو اللہ اور انا انزلنا کا ہوتا ہے جو شرع مین وارد نہین ہوا تیسرے خاص کر لینا دن جمعہ کا

الجمعۃ دون غیرہا وقد ورد النہی فی تخصیص یوم الجمعۃ بالصیام ولیلۃ بالقیام ومنہا ان العامۃ یعتقدونہا
ہوتا ہے حالانکہ جمعہ کے روز خاص کر روزہ رکہنے اور اسکی راتمین خاص کر قیام کرنے سے نہی آئی ہے چوتھی یہ کہ اعتقاد کرینگے عوام اسکو مسنون و منقول آنحضرت صلی اللہ

سنۃ من سنن النبی صلعم فیکون فعلہا سببا لکذبہم علیہ الصلوۃ والسلام ومنہا ان الصحابۃ و
علیہ وسلم سی پس ہو وےگا پڑہنا اوسکا سبب واسطے کذب عوام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچوین یہ کہ صحابہ اور تابعین اور من بعدہم من الائمۃ المجتہدین سی یہ دو

التابعین ومن بعدہم من الائمۃ المجتہدین لم ینقل عنہم ہاتان الصلوتان فلو کانتا مشروعتین
نماز منقول نہین اگر یہ مشروع ہوتین تو اونکی بزرگون سی کیونکر فوت ہوتین ۱۲

لما فاتتا عن السلف انتہی امام نووی فی شرح صحیح مسلم مین کہا فی ہذا الحدیث النہی الصریح
اس حدیث مین نہی صریح ہے

عن التخصيص ليلة الجمعة بصلوة من بين الليالي وهذا متفق على كراهته واحتج به العلماء على كراهة هذه الصلوة
خاص کرلینے سے جمعہ کی شب کو اور راتون میں سے واسطے نماز کے اور کراہت اسکی متفق علیہ ہے اور اس حدیث کو حجت پکڑا ہے علماء نے کراہت اس نماز بدعت پر
المبتدعة التي تسمى الرغائب قاتل الله واضعها ومخترعها فانها بدعة منكرة من البدع التي هي ضلالة
جسکا نام صلوة الرغائب ہے لعنت کرے خدا اوسکے واضع اور مخترع پر یہ اسلیے کہ یہ نماز بدعت منکرہ ہے اور ان بدعات سے ہے جو ضلالت وجہالت ہین
وجهالة وفيها منكرات ظاهرة وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات نفيسة في تقبيحها وتضليل
اسمین منکرات ظاہرہ ہین اور ایک جماعت نے اماموں سے کتابین نفیس اس نماز کی برائی اور اسکے پڑھنے والے اور موجد کی گمراہی مین تصنیف کی ہین
مصليها ومبتدعها ودلائل قبحها وبطلانها وتضليل فاعلها اكثر من ان تحصر والله اعلم انتهى اور
دلیلین اس نماز کی بطلان و برائی اور اسکے پڑھنے والے کی گمراہی کی زیادہ اس سے ہین کہ شمار کیجاوین واللہ اعلم ۱۲
كمال الدين دميري في شرح منهاج نووي مين لكها ان صلوة الرغائب وصلوة ليلة نصف شعبان
صلوة الرغائب اور نماز شب نصف شعبان کی بدعت
بدعتان قبيحتان انتهى وقال الضافية ان بعض المالكية مر بقوم يصلون صلوة الرغائب وقوم عاكفين
قبیحہ ہین اور شرح منہاج مین یہ بھی لکھا ہے کہ کسی عالم مالکی مذہب والون سے ایسی قوم پر گذرے کہ نماز پڑھتے تھے صلوة الرغائب کو اور دیکھا دوسری قوم کو کہ
على محرم فحسن حالهم على حال المصلين لانهم يعلمون انهم في معصية فيرجى لهم التوبة بخلاف المصلين
بیٹھے ہین امر حرام پر پس اچھا حال ان لوگون کا جانا بہ نسبت نماز پڑھنے والون کے کیونکہ وہ لوگ جانتے ہین کہ ہم گناہ کرتے ہین تو شاید توبہ بھی کرین
المذكورين فانهم يعلمون انهم في عبادة فلا يتوبون ولا يستغفرون انتهى ابن احمد محدث في
بخلاف نماز پڑھنے والون کے کہ وہ جانتے ہین اپنے اکو عبادت مین تو نہ توبہ کرینگے اور نہ استغفار ۱۲
شعب الايمان مين لكها قال النبي صلعم لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي الحديث و
فرمایا نبی صلعم نے نہ خاص کرو تم شب جمعہ کو ساتھ قیام کے اور راتون سے الی آخر الحدیث اور دلیل لائے ہین علماء اس حدیث سے
استدل العلماء بهذا الحديث على ان صلوة الرغائب التي في ليلة اول جمعة من رجب منهي عنها
اسبات پر کہ صلوة الرغائب جو رجب کی اول جمعہ کی شب کو پڑھتے ہین ممنوع ہے اور مبالغہ کیا ہے نووی نے شرح مسلم مین اس نماز کی برائی اور
وبالغ النووي في شرح مسلم في تقبيحها وتضليل مبتدعها وصرح في شرح المهذب بانها وصلوة
اسکے نکالنے والے کی گمراہی مین اور تصریح کی ہے شرح مہذب مین کہ یہ نماز اور نماز شب نصف شعبان کی بدعت مذمومہ اور منکرہ قبیحہ ہے
ليلة النصف من شعبان بدعتان مذمومتان ومنكرتان قبيحتان وقال الامام ابوشامة لا اصل لها
اور کہا امام ابوشامہ نے کہ اس نماز منقول
وصرح كثير من الائمة بان خبرهما موضوع ومن عمل به واجتهد فيهما فهو من خدمة الشياطين ا
کی کچھ اصل نہین ہے اور تصریح کیا ہے بہت سے امامون نے اسکی کہ حدیثین ان نمازون کی موضوع ہین اور جس شخص نے اوسکے بموجب سعی کی اور عمل کیا
مجوزين اس نماز كي وهي دليل پيش كرتي هين جو اهل بدعت جواز مولد وغيره بدعات مين
وہ خدام شیاطین سے ہے ۱۲
دليل لاتي هين نظر المسلمين مين طبقات حنفيه سي نقل كيا في باب الامامة من كتاب الصلوة
اور باب الامامة کتاب الصلوة محیط مین ہے کہ مکروہ

من المحیط لا یکره الاقتداء بالامام فی النوافل مطلقاً نحو القدر والرغائب ولیلة نصف شعبان و
نہین ہے اقتدا امام کا نوافل مین مطلقا مثل نماز شب قدر کے اور رغائب اور نماز شب نصف شعبان وغیرہا مین اسواسطے کہ مسلمان جسکو
نحو ذلک لان ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن خصوصاً اذا استمرت فی البلاد والامصار لان
کو مستحسن جانتے ہین وہ خدا کے نزدیک بھی بہتر ہوتی ہے خصوصا جب رائج ہو جاوے وہ بلاد اور امصار مین اسواسطے کہ عرف جب رائج
العرف اذا استمر نزل منزلة الاجماع وکذا العادة اذا استمرت واشتهرت وفی اکثر بلاد الاسلام یصلون
ہو جاتا ہے تو قایم مقام اجماع کی ہوتا ہے اور ایسی ہی ہے عادت جب مستمر اور مشہور ہو جاتی ہے اور اکثر بلاد اسلام مین پڑھتے ہین صلوۃ الرغائب
الرغائب مع الامام وصلوة لیلة القدر ولم یشتهر ان النبی صلعم صلی لیلة النصف من شعبان ولیلة
امام کے ساتھ اور صلوۃ لیلۃ القدر کو حالانکہ نہین مشہور ہوا کہ نبی صلعم نے پڑھا ہو نماز شب نصف شعبان اور صلوۃ الرغائب اور نماز شب قدر کو
الرغائب والقدر مع الجماعة ومع ذلک یصلون فی اکثر امصار الموحدین وبلادهم وما راه المسلمون
جماعت سے اور باوجود اسکے پڑھتے ہین اسکو مسلمان اکثر بلاد و امصار موحدین مین اور جس امر کو مسلمان بہتر جانتے ہین وہ خدا کے نزدیک
حسنا فهو عند الله حسن الخ جائے غور ہے کہ جو دلائل مجوزین مولد پیش کرتے ہین وہی دلائل جواز
بہی بہتر ہے ۱۲

اس نماز کی بیان کرتی ہین مثل حدیث ما راه المسلمون حسنا و عرف وغیرہ کی باوجودیکہ علماء حجاز اور فقہا مدینہ اور فضلاے متقدمین اور متاخرین مذاہب اربعہ اسکی عدم جواز کی قائل ہین اگر کوئی شبہہ کرے کہ نووی وغیرہ نے جو منع اس نماز سے کیا ہے سو اسواسطے ہے کہ حدیث شریف مین نہی تخصیص شب جمعہ سے آئی ہے اور اس سے لازم یہہ نہین آتا کہ جسمین تخصیص ہو ممنوع ہو جاوے جواب اوسکا یہہ ہے کہ اگر مراد نہی سے یہہ ہے کہ خاص اس نماز کی واسطے نہی وارد ہوئی ہے سو یہہ بات تو محض غلط ہے اور اگر مراد یہہ ہے کہ اس حدیث مین تخصیص یوم جمعہ اور شب جمعہ سے ممانعت ہے اور یہہ بات صلوۃ رغائب مین پائی جاتی ہے تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ منع تخصیص یوم جمعہ اور شب جمعہ سے اسواسطے ہے کہ اپنی طرف سے آدمی تخصیص امور شرعیہ مین نکرے اور یہی بات اور بدعات مین بھی پائی جاتی ہے سو وہ بھی ممنوع ہو جاوینگی اور اگر یون کہو کہ فقط یوم جمعہ اور شب جمعہ کی تخصیص تو منع ہے باقی ایام

کی تخصیص جائز ہی تو یہہ بات محض باطل ہے اور قابل التفات نہین جب کہ تخصیص یوم جمعہ اور شب جمعہ جو
کہ دن افضل ہین ایام لیالی ہین جائز نہوئی تو اور دن اور رات کی تخصیص بدرجہ اولی جائز نہوگی
اور یہہ اون لوگون کی مذہب کے موافق قابل قال ہے کہ جو اس حدیث سی اس نماز کو منع کرتے ہین جیسا کہ
شرح منیہ وغیرہ سی گذرا اور جو بعض شراح نی توجیہین کی ہین وہ مفید اس مدعا کو نہین ہین اور
توجیہ صحیح یہی ہی کہ تخصیص اپنی طرف سی دین مین کرنا غیر مشروع ہی جب یہہ بات معلوم ہوگئی
اور آثار صحابہ اور فقہاء محققین کے اقوال سی ثابت ہوا کہ جو چیز محدث فی الدین ہو بغیر دلیل کی وہ
مقبول نہین چنانچہ مستند مخالفین علامہ سعد الدین تفتازانی نی شرح مقاصد مین کہا ہو
ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا دل
بدعت مذمومہ وہ جو نئی ہو دین میں جو عہد صحابہ اور تابعین میں نہ پایا جاتا ہو اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو
علیہ الدلیل الشرعی الخ تو اب ہم مخالفین سی پوچھتی ہین کہ آپ صاحبون نی جو صدہا بدعات مثل مولد
اور قیام مولد اور سوم اور دہم اور چہلم اور گیارہوین پیران پیر وغیرہ کو جائز کر رکھا ہی اور اوسکی
کرنیمین فرائض سی زیادہ اہتمام کرتی ہو اور اون افعال کے منکرین کو برا کہتی ہو یہہ امر کیونکر قابل قبول
ہوگا اور یہہ بات بھی یاد رکھنی کی قابل ہی کہ بعض مخالفین در مختار وغیرہ کتابون فقہ سی بعض
مبتدعات کا جواز مثل التسلیم بعد الاذان اولیتی ہی اور کتابون سی مثل عمامہ میت اور تلفظ بہ نیت
اور تکبیرات التشریق بعد نماز عید اور تعریف یعنی وقوف تشبیہا باہل العرفات اپنی محدثات کی تائید مین
سند لاتی ہین سو یہہ چیزین قطع نظر اسکی کہ فقہا نی منع بھی لکھا ہین چونکہ ادلہ شرعیہ سی ثابت نہین

اسواسطی ہمارے نزدیک غیر مقبول ہین اگرچہ بعض فقہا ان چیزون کے مجوز ہوان اسواسطیکہ معیار
معرفت حق وباطل کتاب وسنت اور اقوال صحابہ ہین اور جب ہم آثار صحابہ سی یہہ بات ثابت کرچکی
کہ جو محدث فی الدین ہی قابل عمل نہین تو اب قول اُن لوگون کا راجح ہی جو اوفق بقول وفعل
صحابہ ہی اور احادیث بھی موید اسی قول کی ہین اخرج الشیخان عن عائشہ رض قال قال رسول اللہ
بخاری ومسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جو
صلعم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد اور بھی بخاری اور مسلم نی اخراج کیا من عمل عملا لیس
شخص کہ ایجاد کرے ہمارے اس امر مین وہ چیز کہ اوس سے نہو تو وہ مردود ہے ۱۲ جو شخص دین مین وہ کام کرے
علیہ امرنا فہو رد والیضا قال صلعم کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ اخرجہ ابو داؤد والترمذی و
جسپر ہمارا حکم نہین ہے وہ مردود ہے اور بھی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہر نئی چیز دین مین بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی روایت کیا اسکو
احمد وابن ماجہ والیضا قال صلعم شر الامور محدثاتہا پس جو شخص کسی چیز کو کہ محدث فی الدین
ابو داؤد اور ترمذی اور امام احمد اور ابن ماجہ نی اور یہہ بھی فرمایا کہ بری سب کامون سے بدعتین ہین ۱۲
ہو عبادت سمجھی اور اسکو جایز کہی وہ خاطی ہی اور بعض اشخاص جو یہہ کہتی ہین کہ ذکر خلفای راشدین
اور عمین شریفین آنحضرت صلعم کا خطبہ مین کرنا بدعت ہی تو چاہیئے کہ ناجایز ہو جواب اوسکا یہہ ہے کہ
یہہ امر اجماع سی ثابت ہی اور خود آنحضرت صلعم نی ان لوگون کی تعریف خطبہ اور غیر خطبہ مین
فرمائی اپنی بدعات کو اسپر قیاس کرنا محض خطا ہی چونکہ ضبط اور حصر اُن امور کا جو محدثات فی الدین
ہین اور دلایل شرعیہ سی ثابت نہین متعذر ہی اسواسطی ہم ایک قاعدہ جو مفید رد تمامی
بدعات ہو بیان کرلی ہین اسمین نجات بہت سی بدعات سی ہی جسکو بعض فقہا نی بلا تامل جایز
لکھدیا ہی وہ قاعدہ یہہ ہی کہ جو چیز ایسی ہو کہ باوجود مقتضی اور عدم مانع کی زمانہ آنحضرت صلعم
مین نہ پائی جاوی وہ چیز بدعت اور ضلالت ہی اور اسی طرح جو چیز ایسی ہو کہ باوجود مقتضی اور

عدم مانع کی زمانہ صحابہ آنحضرت صلعم اور سلف صالح میں شائع جاری رہی ایسی ہی مجالس الابرار
میں ہی واما ما کان المقتضی لفعلہ فی عہدہ علیہ السلام من غیر وجود المانع و مع ذلک لم یفعلہ علیہ الصلوٰۃ
اور جو چیز کہ مقتضی اسکے فعل کا زمانہ آنحضرت میں موجود ہو بلا مانع کے باوجود اسکے آنحضرت صلعم نے اسکو نہ خود کیا ہو اور نہ اسکے
والسلام ولم یحث علیہ علم انہ لیس فیہ مصلحۃ بل ہو بدعۃ قبیحۃ مثل الاذان فی العید فانہ لما احدثہ

[illegible]

ودعاء الخلق الی عبادۃ اللہ فیقاس علی اذان الجمعۃ او یدخل فی العمومات التی من جملتہا واذکروا
دعوت خلق کی ہی عبادت اللہ کی طرف پس قیاس کیجاتی اذان جمعہ پر یا کہا جاتا کہ داخل عمومات ہی ہے جیسے فرمانا اللہ تعالیٰ کا کہ
اللہ ذکرا کثیرا او قولہ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ لکن لم یقولوا ذلک بل قالوا کما ان فعلہ
ذکر کرو تم خدا کا ذکر کثیر اور جیسا ارشاد کہ کون شخص بہتر ہے از روئے قول میں اس شخص سے کہ بلاتا ہے طرف خدا کے لیکن نہ کہا اون لوگوں نے یہ بلکہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کان سنۃ کذلک ترک ما ترکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مع وجود المقتضی وعدم
بلکہ کہا انہوں نے کہ جسطرح کرنا اوس چیز کا کہ اوسکو آنحضرت صلعم نے کیا ہو سنت ہی اسیطرح ترک بھی اوس چیز کا کہ اسکو آنحضرت صلعم نے باوجود مقتضی
المانع کان سنۃ ایضا فانہ صلعم لما امر باذان الجمعۃ دون العید کان ترک الاذان فیہا سنۃ
ثبوت مقتضی اور عدم مانع کے ترک کیا ہو سنت ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے جب حکم کیا اذان جمعہ کا سوا عید کے تو ہوویگا ترک اذان کا عید میں سنت
شاہ عبد العزیز صاحب نے رجوم الشیاطین میں لکھا امام حجۃ الاسلام غزالی در احیاء العلوم و
دیگر کتب خود بعد تقریر طویل ثابت کردہ کہ ہر بدعتی در عبادات بدنیہ محضہ مثل صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ و
غسل وطہارت نو پیدا نماید ہمہ سیئہ است بدعت مباحہ منحصر در عادات است مثل سخن پلاؤ در شادی
وماند آن وبدعت حسنہ در عبادات مالیہ مثل بنای مدارس وخانقاہات آمدہ عبادات بدنیہ محضہ
پس بدعت نمی باشد مگر بدعت سیئہ الی ان قال وعند الاستقراء لا توجد تلک البدعۃ بغیر السیئۃ
اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ہوتی بدعت بجز سیئہ کے عبادات
فی العبادات البدنیۃ المحضۃ کالصوم والصلوٰۃ وقراءۃ القرآن واوصاف کل منہا بل لا یکون بدعۃ
بدنیہ محضہ میں مثل روزہ اور نماز اور قراءۃ قرآن اور ہر ایک کے صفات کے بلکہ نہیں ہوتی بدعت ایسی چیزوں میں بجز سیئہ کے اسواسطے کہ نہ پانا اوسکے
فیہا الا سیئۃ لان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول لیس الا لعدم الحاجۃ الیہ او لوجود مانع
اس فعل کو یا بوجہ اسکے تھا کہ کچھ حاجت اسکی نہ تھی یا بوجہ اسکے کہ مانع تھا کرنے سے اوسکے

منها والعاجم النهي له او للتكاسل عنه او لكراهته وعدم مشروعيته والاوليان منتفيان في العبادة البدنية
وہ لوگ کہ واقف اس سے نہ تھے یا یاد کرتے تھے یا تکاسل کرتے تھے یا بوجہ مکروہ وغیر مشروع ہونیکی اوسکو نکیا ہو دو احتمال اول نفی ہین عبادت بدنیہ
المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن
محضہ مین اسواسطے کہ کیفیت حاجت تقرب کی خدا تعالی کیجانب عبادت سے منقطع نہین اور بعد ظہور اسلام و غلبہ اہل اسلام کے عبادت سے
منها مانع وكذا عدم التنبه بها والتكاسل عنها منتف ايضا اذ لا يجوز ان يظن ذلك بالنبي صلعم
کوئی مانع بھی نہین تہا اور اسیطرح عدم واقفیت اور کسل بھی نہین ہوسکتا اسواسطے کہ یہہ گمان کرنا آنحضرت صلعم اور انکے جمیع اصحاب سے
وجميع الصحابة فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة انتهى آب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض تسخا
جائز نہین ہے پس نہین ہوگا وہ شی سوا بدعت مکروہہ غیر مشروعہ کے ۱۲

الخاین سی کہتی ہین کہ جو جو عموم الفاظ خیرات اور حسنات مین داخل ہین وہ ممنوع نہین یہہ مولد عموم خیرات اور حسنات مین داخل ہے جواب اوسکا یہہ ہی کہ جیسی یہہ عموم خیرات مین داخل ہی ویسی ہی عموم منہیات مین بہی داخل ہی مثلاً کل بدعة ضلالة و کل ضلالة في النار یا من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد وغیرہا من الاحادیث پس کیا وجہ ہی کہ تم اس عموم کو مخصوص کرتے ہو یا وجود یکہ ترجیح اباحت اور حظر مین حظر کو ہوتی ہی اور بہی عموم اون چیزون کا کہ جنسے تم بدعات کو تجویز کرتے ہو مثل عموم کل بدعة ضلالة وغیرہ کے نہین کما لا یخفی علی اہل العلوم علاوہ برین اگر اس قسم کا عموم کہ جس سے استدلال کرتے ہو معتبر ہوتا تو بہت سی بدعات کہ جنکو علمانی بالتصریح منع لکہا ہی جائز ہو جاتین اور یہی تعزیہ وغیرہا بہی ممنوع نہوتا کہ وہ بہی عمومات خیرات مین اوسکے مجوزین کے نزدیک داخل ہے مجوزین تعزیہ کے رسائل دیکہنی سی معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ بہی اسی قسم کی دلائل پیش کرتی ہین البتہ وہ عموم جو متبادر الفاظ قرآن اور حدیث سی ہو معتبر ہے جیسے عموم کل بدعة ضلالة جبتک تخصیص کسی بدعت کی جواز کی دلیل سی ثابت نہوگی تب تک یہہ عموم دلیل ہے ممانعت مین اوسکی مثل اسی کی ہی دعا رفع طاعون کے واسطے جسکو صاحب سیف الاسلام نی در مختار سی نقل کیا والدعا

ہے منع الطاعون اسواسطیکہ عموم و با امراض مین طاعون بہی داخل ہی بہت سی مثالین مخالفین
کی بہت دعوون کی ہیں
کتابون فقہ سی جواز مولد مین ایسی نقل کرتی ہین کہ قیاس انکا مولد پر قیاس مع الفارق ہی مثل تعزیہ
اور عارفہ طاعون اور ایسی ہی تلفظ بہ نیت کہ بسبب اجتماع زبان اور دل کے بعض علمانی تجویز کیا ہے
مولد مروج سی اور ان چیزون سی بہت تفاوت ہی ایک کا جواز مستلزم جواز ثانی کا نہین ہے !
مذہب محقق کی موافق ان چیزون مین ہی کلام ہی اور جب ہم آثار اور احادیث سے اون لوگون کے
مذہب کو کہ جو قائل اسبات کی ہین کہ جو چیز زمان برکت نشان جناب آنحضرت صلعم اور اصحاب کرام
اور تابعین عظام مین نہو اور دلالت شرعیہ مجوز اس امر کی نہو تو وہ بات غیر جایز اور ممنوع ہے
ثابت کر چکی تو اب جتنی بدعات ہون اون سبکو عاقل غیر جایز تصور کریگا اگرچہ بعض کتب مین اوسکو
جایز لکھا ہے اب دو تین عبارات ان علماکی بہی نقل کرتے ہین جو مانع مولد ہین ۔ علامہ تاج الدین فاکہانی
المورد فی الکلام مع عمل المولد مین تحریر فرماتی ہین اور وہ وہ شخص ہین کہ خود جلال الدین سیوطی انکو
مستند جانتی ہین اور اپنی کتابون مین اونکی سند لاتے ہین قال رحمہ اللہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی
نہین جانتا مین اس مولد کا کچھ اصل
کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من علماء الامۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون باثار
قرآن اور حدیث مین اور نہین منقول ہے کرنا مولد کا کسی سے علماء امت کی ...
المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنے بہا الاکالون بدلیل انا اذا درنا علیہا
بلکہ مولد بدعت ہے ...
الاحکام الخمسۃ قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروہا او محرما ولیس
کیا ہم نے اوسپر احکام خمسہ شرعیہ کو ... مولد کا کرنا یا واجب ہے یا مستحب یا مباح ہے یا مکروہ یا حرام ...
بواجب اجماعا ولا مندوبا لان حقیقۃ المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ وہذا لم یاذن
...
فیہ الشرع ولا فعلہ الصحابۃ والتابعون المتدینون فیما علمت وہذا جوابی عنہ بین یدی اللہ ان
...

سنت ولا جائز لکونہ مباحًا لان الابتداع فی الدین لیس بمباح باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون
یونہ جائز ہوگا اور مباح بھی نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ ایجاد فی الدین مباح نہیں ہے باجماع المسلمین پس نہیں باقی رہا مگر یہ کہ مکروہ اور
مکروہًا او حرامًا وحینئذ یکون الکلام فیہ فی فصلین الخ شیخ ابو عبد اللہ ابن الحاج نے کہ استاد
حرام ہے اور اسوقت ہوویگا کلام مولد شریف میں دو فصلوں میں الخ
جلال الدین سیوطی کے ہیں کتاب مدخل میں کہ نہایت عمدہ کتاب ہے لکہا ہے ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع
اور منجملہ اون بدعات کے جنکو لوگوں نے
مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد
ایجاد کیا اور باوجود اسکے اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ افضل عبادات و شعائر سے ہیں وہ چیز ہے کہ کرتے ہیں اوسکو مہینہ ربیع الاول میں یعنی مولد
وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات الی ان قال وہذہ المفاسد مترتبۃ علی فعل المولد اذا عمل
شریف حالانکہ وہ متضمن ہے بہت سی بدعات و محرمات پر اور بعد بیان مفاسد کے کہا کہ یہ سب مترتب ہیں مولد کے کرنے پر جب اوسکو راگ کے
بالسماع فان خلا منہ وعمل طعامًا فقط ونوی بہ المولد ودعی الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم
ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہو اور فقط کھانا کیا جاوے اور اوس سے نیت مولد کی ہو اور اسواسطے اپنے بہائیوں کو بلاوے اور کوئی چیز ان ممنوعات سے
ذکرہ فہو بدعۃ بنفس نیتہ فقط لان ذلک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین
جنکا ذکر ہو چکا نہ پائی جاوے تو بدعت ہوگا بوجہ نیت کرنے مولد کے اسواسطے کہ یہ زیادت فی الدین ہے اور نہیں ہے عمل سلف ماضین سے اور اتباع سلف کا
واتباع السلف اولی ولم ینقل عن احد منہم انہ نوی المولد ونحن تبع للسلف فیسعنا ما وسعہم انتہی
اولی ہے اور نہیں نقل کیا گیا کسی شخص سے سلف میں کہ اوسنے مولد کی نیت کی ہو اور ہم اتباع سلف کا کرتے ہیں پس جائز ہوگا ہمکو وہی کہ جائز ہوا اونکو انتہی
شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے کہ امام جلیل القدر مجتہد وقت تھے صراط المستقیم میں لکہا و
اور

کذلک ما احدثہ بعض الناس اما مضاہاۃ للنصاری فی میلاد عیسی علیہ السلام واما محبۃ للنبی صلعم و
ایسے ہی وہ جو ایجاد کیا ہے بعضے آدمیوں نے یا بقصد مشابہت نصاری کے مولد حضرت عیسی میں اور یا بوجہ محبت و تعظیم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
تعظیمًا لہ واللہ یثیبہم علی ہذہ المحبۃ والتعظیم باجتہاد فی الاتباع لا علی البدع من اتخاذ مولد النبی
حالانکہ برانگیختہ کیا ہے خدا تعالی انکو لوگوں کو محبت اور تعظیم رسول خدا صلعم پر ساتھ کوشش کرنے کے اونکی اتباع میں نہ بدعتوں پر مثل مقرر کر لینے مولد نبی
صلعم عیدًا مع اختلاف الناس فی مولدہ فان ہذا لم یفعلہ السلف مع قیام المقتضی لہ وعدم المانع منہ
صلعم کو عید باوجود اختلاف آدمیوں کے عمل مولد میں اسواسطے کہ نہیں کیا اوسکو سلف نے مع پائے جانے مقتضی مولد کے اور نہ پائے جانے مانع کے
ولو کان ہذا خیرًا محضًا او راجحًا لکان السلف رضی اللہ عنہم احق بہ منا فانہم کانوا اشد محبۃ لرسول اللہ
اگر ہوتا یہ خیر محض یا رجحان خیر کا اسمیں ہوتا تو ہوتے سلف رضی اللہ عنہم احق بہ نسبت ہمارے اسکے کرنے میں اسواسطے کہ وہ زیادہ محبت رکھتے تھے رسول خدا
صلعم وتعظیمًا لہ منا وہم علی الخیر احرص وانما کمال محبتہ وتعظیمہ فی متابعتہ واتباع امرہ واحیاء سنتہ باطنًا
صلعم سے اور زیادہ تعظیم کرتے تھے بہ نسبت ہمارے اور وہ خیر کرنے پر حریص بھی زیادہ تھے اور سوا اسکے نہیں کہ کمال محبت اور تعظیم آنحضرت کے اونکی
ظاہرًا ونشر ما بعث بہ والجہاد علی ذلک بالقلب والید واللسان فان ہذہ طریقۃ السابقین الاولین
متابعت اور اتباع امر اور احیاء سنت اونکی میں ہے باطنًا و ظاہرًا اور پہیلانی میں احکام دین اور کوشش میں اسپر ساتھ قلب سے اور ہاتھ سے اور
من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان واکثر ہؤلاء الذین تجدہم حراصًا علی امثال ہذہ البدع
زبان سے اسواسطے کہ یہی طریقہ ہے سابقین اولین کا مہاجرین اور انصار سے اور اون لوگوں کا کہ متبع اونکے ہیں اور اکثر ان لوگوں کو کہ پاوے گا تو حریص

مع ما لهم فیها من حسن القصد والاجتهاد الذی یرجی به المثوبة یتجدید هم فی امر الرسول راجعا حما امروا

بالتنا ذفیه الخ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی که اکابر اولیا سے تھے اپنی مکتوبات مین تحریر فرما

این صحیفه الشفات از روی کرم نامزد این حقیر ساخته بودند بوصول آن مبتهج و مسرور گردید

جزاکم الله سبحانه خیر الجزاء یافته بود که اگر چنانچه مبالغه در منع سماع متضمن منع مولود که عبارت از خواندن

نعت و اشعار غیر نعت خواندن است نیز بود آخوی اعزی میر محمد نعمان و بعضی یاران اینجا که در واقعه

آنحضرت را صلعم دیده اند که ازین صحبت مولود بسیار راضی اند برینها ترک شنودن مولود بسی مشکل است

مخدوما اگر وقایع را اعتبار بود و بر منامات اعتبار باشد مریدان را به پیران هیچ احتیاج نباشد

والتزام طریقی از طرق عبث می افتد چه هر مرید موافق وقایع خود عمل خواهد کرد و مطابق منامات خود

زندگانی خواهد نمود آن وقایع و منامات موافق طریق پیر باشند یا نباشند و مرضی او بوند یا

نبوند برین تقدیر سلسله پیری و مریدی برهم میخورد و هر بوالهوسی بوضع خود مستقل میگردد و

مرید صادق هزار وقایع را با وجود پیر به نیم جو نمیخرد و طالب رشید بدولت حضور پیر منامات را از

اضغاث احلام میشمرد و هیچ التفات بآنها نمی نماید شیطان لعین دشمنی است قوی منتهیان از کید او

ایمن نیستند و از مکر او ترسان و لرزان اند از مبتدیان و متوسطان چگوید غایت ما فی الباب منتهیان

محفوظ اند از تسلط شیطان مصئون بخلاف مبتدیان و متوسطان پس وقایع ایشان شایان اعتماد

و از مکر دشمن محفوظ نبوند الی ان قال بنظر انصاف به بینید که اگر فرضا حضرت ایشان درین زمان حیات

دنیا زنده می بودند و این مجلس و اجتماع منعقد میشد آیا بابن امر راضی می شدند و این اجتماع را

می پسندیدند یا به یقین فقیر آنست هرگز این معنی را تجویز نمی فرمودند بلکه انکار می فرمودند مقصود فقیر
اعلام بود قبول کنند یا نه کنند هیچ مضایقه نیست و گنجایش مشاجره نه اگر مخدوم زاده ها و یاران
آنجا به همان وضع مستقیم باشند با فقیر از راه صحبت ایشان غیر از حرمان چاره نیست زیاده چه
تصدیع دهد زیاده والسلام انتهی شیخ شمس الدین ابن قیم که حسب اقرار جلال الدین سیوطی کی امام فی الدنیا
هین زاد المعاد مین لکھتی ہین ولا تخص المکان الذی ابتدء فیه بالوحی ولا الزمان بشیء ومن خص
اور نه خاص کیا جاوے وه مکان جسمین ابتدا وحی نازل ہوئی اور نه کوئی زمانه ساتھ کسی شی کے اور جو شخص
الامکنة والازمنة من عنده لعبادات لاجل هذا وامثاله کان من جنس اهل الکتاب الذین جعلوا زمان
خاص کرے مکانون اور زمانون کو اپنی طرف سے واسطے عبادت کے سبب اسکے یا اور کسی ایسی وجه سے ہو جاوے گا وه جنس اہل کتاب سے که مقرر کیا انہون نے
احوال المسیح مواسم واعیادا کیوم المیلاد ویوم التعمید وغیر ذلک من احواله وقد رأی عمر ابن الخطاب
زمانه احوال حضرت عیسی کو مثل روز پیدایش اور روز عبادت وغیره کو اونکی حالات مین موسم وعید اور دیکھا عمر بن خطاب نے ایک جماعت کو که جاتی تھی
جماعة یالون مکانا یصلون فیه فقال ما هذا فقالوا مکان التعبد صلی فیه رسول الله صلعم فقال
وه ایک مکان مین اور اسمین نماز پڑھتے تھے حضرت عمر نے پوچھا که یه کیا ہے لوگون نے کہا که یه مکان عبادت کا ہے نماز پڑھتے تھے یہان رسول الله صلعم
اتریدون ان تتخذوا آثار انبیائکم مساجد انما هلک من کان قبلکم بهذا فمن ادرکته فی الصلوة
نے پس فرمایا کیا اراده کرتے ہو تم اسبات کا که مقرر کرو تم آثار انبیاء الله کو مساجد حالانکه اسی سبب سے ہلاک ہوگئے وه لوگ که تم سے پہلے تھے پس جس شخص کو
فلیصل والا فلیمض انتهی مولانا شاه عبد العزیز صاحب نے تحفه اثنا عشریه مین فرمایا نوع پانزدهم
که آجاوے اسمین وقت نماز کا تو اسمین پڑھ لے ورنه چلا جاوے ۱۲
امثال متجدده را یک چیز پنداشتن و این وهم خیلی بر ضعیف العقلان غلبه دارد چنانچه آب دریا
و شعله چراغ و آب فواره را اکثر اشخاص یک آب و یک شعله خیال کنند و اکثر شیعه در عادات خود منهمک
این خیال اند مثلا روز عاشوره در هر سال که بیاید آنرا روز شهادت حضرت امام حسین گمان برند و احکام
ماتم و نوحه و شیون و گریه و زاری و فغان و بیقراری آغاز نهند مثل زنان که هر سال بر میت خود این
عمل نمایند حالانکه عقل بالبداهت می داند که زمان امر سیال غیر قار است هرگز جزو او ثبات و قرار
ندارد و اعاده معدوم محال و شهادت حضرت امام در روزی شده بود که این روز از آنروز فاصله

ہزار و دو صد سال دارد و امید وار از آن روز بہ اتحاد و کدام مناسبت در روز عید الفطر و عید النحر را
بدین قیاس بنا کرد کہ در انجا آیہ سرور و شادی سال بسال متجدد است یعنی ادای روزہ
رمضان با دای حج خانہ کعبہ و شکر النعمۃ المتجددۃ سال بسال فرحت و سرور نو پیدا می شود و لہذا
اعیاد شرایع برین وہم فاسد نیا مد بلکہ اکثر عقلا نیز نوروز مہرجان و امثال این تجددات و
تغیرات آسمانی را عید گرفتہ اند کہ ہر سال چیزی نو پیدا می شود و موجب تجدد احکام میباشد و علی
ہذا القیاس تعید بہ عید با شجاع الدین و تعید بہ عید غدیر و امثال ذلک مبنی بر ہمین وہم فاسد
است از ینجا معلوم شد کہ روز نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و روز نزول وحی و شب معراج را
چرا عید در شرع قرار نداده اند و عید الفطر و عید النحر را قرار داده اند و روز تولد و وفات ہیچ نبی را
عید نگردانیدند و چرا صوم یوم عاشورا کہ سال اول بموافقت یہود آنحضرت صلعم بجا آوردہ بود منسوخ شد و این ہمہ ہمین سر است کہ وہم را دخلی نباشد بدون تجدد نعمت حقیقت سرور و حزن
نمودن باعم و ماتم کردن خلاف عقل خالص از شائب وہم است انتہی صاحب سیف الاسلام وغیرہ
جو بعض عبارتین مکاتیب حضرت مجدد کی پیش کرتی ہین سو اوسمین دو طرح سی کلام ہی اول یہہ کہ
پوری عبارت مکاتیب کی نقل نہین کرتی دوسری یہہ کہ وہ عبارتین ہماری مضر نہین آپ حضرت
مجدد خود اپنی مکتوب مین فرماتی ہین دیگر بزعم فقیر التزام متابعت سنت سنیہ است علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام والتحیۃ و اجتناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنہ در رنگ بدعت سیئہ
احتراز نماید بوی ازین دولت بمشام جان او نرسد و این معنی امروز متعسر است کہ عالم در دریای

بدعت غرق گشته است و بظلمات بدعت آرام گرفته کرا مجال است که دم از رفع بدعت زند و
باحیای سنت لب کشاید اکثر علمای اینوقت رواج دہندہای بدعت اند ومحو کنندہ ہای سنت
بدعتہای بہین شدہ را تعامل خلق دانستہ بجواز بلکہ باستحسان آن فتوای میدہند و مردم را بہ بدعت دلالت
مینمایند الخ اور بہی دوسرے مکتوب مین لکہتے ہین گفتہ اند کہ بدعت بر دو نوع است حسنہ وسیئہ حسنہ
آن عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آن سرور وخلفای راشدین علیہ وعلیہم من الصلوۃ اتمہا ومن التحیات
اکملہا پیدا شدہ باشد ورفع سنت نہ نماید وسیئہ آنکہ رافع سنت باشد این فقیر در ہیچ بدعتی
ازین بدعتہا حسن ونورانیت مشاہدہ نمیکند وجز ظلمت وکدورت احساس نمی نماید اگر فرضاً
عمل مبتدع را امروز بواسطہ ضعف بصارت بطراوت ونضارت بینند فردا کہ حدید البصر گردند دانند
کہ جز خسارت وندامت نتیجہ نداشت الی قولہ ہرگاہ ہر محدث بدعت باشد وہر بدعت ضلالت پس
معنی حسن در بدعت چہ بود اور اسکے سوا اونکی بہت عبارتون سے بدعت مطلقہ کی برائی ثابت ہے
اور ہر بدعت اونکی نزدیک رافع سنت ہے پس یہہ تاویل جو بعض اشخاص کرتے ہین کہ حضرت مجدد نے
راگ سے منع کیا ہے نہ مولد سے یہہ محض غلط ہے عبارت مکتوبات کی ہمنے اوپر نقل کر دی جس شخص کو
کچہہ بہی انصاف اور فہم ہوگا وہ حقیقت الامر سمجہہ لیگا اور سیف الاسلام مین جو درباب جواز مولد اونکی
عبارت نقل کی تطبیق اصل سے معلوم ہوا کہ وہ کسطرح مفید مدعای مخالفین نہین بلکہ آخر عبارت قطعہ ما
بخاطر فقیر میرسد تا سد این باب مطلق نکنند بو الہوسان ممنوع نمی گردند اگر اندک تجویز کردند منجر
بہ بسیار خواہد شد قلیلہ یفضی الی کثیرہ قول مشہور است انتہی صراحۃً موید قول کراہت ہے، صاحب

سیف الاسلام سے بھی مقصد بتصرف نقل عبارت میں جو ہے تعجب ہی اور جلال الدین سیوطی نے علامہ فاکہانی
اور امام ابن الحاج کی کلام میں کچھ کلام کیا ہی سو وہ بھی قابل اسکے نہیں کہ اوسکی طرف التفات کیا جاوے
اکثر باتیں اوسکی مخدوش ہیں اور دو رسالے جو سیوطی اور ابن حجر نے نکالے ہیں اُنکا حال ہم اوپر لکھ چکے جس
شخص کو منظور ہو اوسکی طرف رجوع کرے صاحب سیف الاسلام نے جو مجمع البحار سے سند اس باب میں نقل
کی وہ بھی مفید مدعا نہیں اسواسطے کہ عبارت منقولہ مجمع البحار میں ہرگز امر متنازع فیہ مذکور نہیں اسی
طرح شیخ عبدالوہاب متقی سے جو نقل کیا اوس سے مجلس مولد مروج کا جواز نہیں نکلتا ابن قیم
کی اوپر جو اعتراض کیا وہ بھی مبنی خطا پر ہی عینی سے خود اوسکا جواب نقل کیا قالوا انما روی عن عمر
اور جو عمر سے مروی ہے [illegible]
کرہ ذلک فلانہ خشی ان یلتزم الناس الصلوٰۃ فی تلک المواضع فیشکل ذلک علی من یاتی
[illegible]
بعدہم ویری ذلک واجبا وکذا ینبغی للعالم اذا رای الناس یلتزمون النوافل التزاما شدیدا
[illegible]
ان یترخص فیہا فی بعض المرات لیعلم بذلک انہ غیر واجب اس سے زیادہ کیا التزام ہوگا کہ
[illegible]
تارکین اور منکرین مولد کو دشمن رسول اللہ صلعم کا بتلاتے ہیں اور جو عداوت تارک اور منکر مولد
کے ساتھ ہوتی ہی وہ تارکین صلوٰۃ اور منکرین خدا تعالٰی اور رسول کی ساتھ ہرگز نہیں ہوتی — اور ابن الحاج
کے کلام میں جو سیوطی نے کلام کیا ہی وہ بھی مخدوش ہے اسواسطے کہ ہرگز دونوں کلاموں میں ابن حاج
کی تناقض نہیں اور صاحب سیف الاسلام سے بھی تناقض ثابت نہیں ہوسکا البتہ صاحب مدخل کا کلام
اول قابل قبول ہونا یا نہونا امر آخر ہے اور پیر کے روزہ سے جو یہ حضرت سند لاتے ہیں سو اوسکا حال یہ
ہی کہ وہاں ذکر شبہ ولادت بطریق علت نہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس روز اعمال

عرض کیے جاتی ہین اس جہت سی آنحضرت صلعم روزہ رکہا کرتی تہی اخرج الترمذی فی جامعہ عن ابی ہریرۃ
روایت کی ترمذی نے اپنی کتاب مین ابوہریرہ سے

قال قال رسول اللہ صلعم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم واخرج
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ پیش کیجاتی ہین اعمال جناب باری مین دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اسواسطے اچہا جانتا ہون مین اسکو کہ پیش کیا جاوے عمل میرا اور مین

احمد فی مسندہ وابن ماجہ فی سننہ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلعم کان یصوم یوم الاثنین والخمیس فقیل یا
روزہ دار ہون اور روایت کی امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب مین ابوہریرہ سے کہ نبی صلعم روزہ رکہا کرتی تہی روز دوشنبہ اور پنجشنبہ

رسول اللہ انک تصوم یوم الاثنین والخمیس فقال ان یوم الاثنین والخمیس یغفر اللہ فیہما لکل مسلم الا ذا
کو سوال کیا گیا کہ یا حضرت آپ دن روزہ رکہتی ہین یوم دوشنبہ اور پنجشنبہ کو فرمایا کہ روز دوشنبہ اور پنجشنبہ کو مغفرت کرتا ہی اللہ تعالی ہر مسلمان کی

ہاجرین یقول دعہما حتی یصطلحا واخرج الامام احمد فی مسندہ عن ابی ہریرہ انہ قال کان رسول اللہ
سوا ان شخصون کی کہ اونمین تنازع ہوتا ہی فرماتا ہی کہ ان دونون کو چہوڑ دو یہانتک کہ صلح کر لین اور روایت کی امام احمد نے مسند مین ابوہریرہ سے کہ

صلعم اکثر ما یصوم یوم الاثنین والخمیس فقیل لہ فی ذلک فقال الاعمال تعرض فی کل الاثنین والخمیس
رسول خدا صلعم اکثر روزہ رکہتے تہی روز دوشنبہ اور پنجشنبہ پوچہا گیا حضرت سی اسبارہ مین فرمایا کہ اعمال پیش کیے جاتی ہین ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بس بخشش کیجاتی

فیغفر لکل مسلم الا المتہاجرین فیقول اخرہما واخرج الشیرازی فی الالقاب عن ابی ہریرۃ عن النبی
ہے ہر مسلمان کی سوا اون کینہ دارون کی فرماتا ہی تاخیر کر دو انکی بخشش مین اور روایت کی شیرازی نے القاب مین ابوہریرہ سے کہ فرمایا آنحضرت نے تحقیق اعمال

صلعم ان الاعمال ترفع یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یرفع عملی وانا صائم تمت ہے جو صاحب
پیش کیے جاتی ہین یوم دوشنبہ و پنجشنبہ کو اسواسطے دوست رکہتا ہون مین کہ رفع کیا جاوے عمل میرا اور مین روزہ دار ہون ۱۲

سیف الاسلام کے اقوال کی ساتھہ تعرض اس رسالہ مین کیا سو محض اسواسطے ہی تا کہ کلام اپنی غایت

کو پہنچ جاوی اور حتی المقدور کلام مین عذر مخالفین کا باقی نہ رکہا ورسیف الاسلام اور نصرۃ المسلمین

کا اس رسالہ سی مقصود نہین تحریر صاحب غایت الکلام سی یہہ بات معلوم ہوئی کہ سیف الاسلام

کا جواب لکہا گیا اور وہ مطبوع بہی ہوگا لیکن ہم تک ابہی وہ رسالہ نہین پہنچا آب اگر کوئی شخص کہی

کہ مولد کو ابن حجر مکی اور ابو شامہ اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق اور جلال الدین سیوطی اور شامی

اور سخاوی اور ابن حجر عسقلانی اور ابن جزری وغیرہم نی جائز لکہا ہی اور تم ان سب علما

کی قول کو نہین مانتی تو تم منکر ایسی بڑی عالمونکی ہوئی اگر انصاف کرتی تو ایسی عالمون کے قول کو

واجب القبول سمجہتی جواب اوسکا یہہ ہی کہ مولد کی منع کیطرف بہی بڑی بڑی عالم مثل شیخ الاسلام

[illegible] ۱۲

تقی الدین ابن تیمیہ اور شیخ شمس الدین ابن القیم اور شیخ ابو عبد اللہ ابن الحاج صاحب مدخل اور شیخ
تاج الدین فاکہانی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہم گئی ہیں اور انکی فضائل وکمالات اور
علو شان و رفعت مرتبت اور بطولی کی خود اکابر ستند ین تمہارے بھی معتقد ہیں اور نیز وفور زہد اور
کثرت عبادت و تقوی انکی مشہور و معروف ہیں تم انکی قول کو اس مقام پر نہیں مانتے پس انسے ثابت ہوا کہ
تم بہت بڑی بزرگوں کی منکر ہو اور تم میں انصاف نہیں دوسرے یہہ کہ جن صاحبوں کا منے بیان
ذکر کیا تم بھی اونکی سب قول نہیں مانتے دیکھو حافظ ابن حجر عسقلانی نے مصافحہ بعد العصر کو بدعت
لکھا ہے اور تعزیر کا اوسکی فاعل پر حکم کیا اور آپ تمام تقلید کی منکر تھے اور اسمین نہایت تشدد کرتے
تھے اور رد اللہ علی الجماعت کے معنی جو انہوں نے لکھے وہ تمہارے مخالف ہیں اور اسیطرح بہت سے
بدعات کا انہوں نے رد کیا ہے جو تمہارے نزدیک جائز ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی اور ابن
حجر عسقلانی قائل تصحیح حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین کے ہیں جسکو تم موضوع کہتے ہو اور یہہ جلال
الدین سیوطی اور صاحب سیرت شامی منکر معجزہ قدم شریف کی ہیں جو تمہارے نزدیک بمنزلہ ایمان ہے
اور اوسکی منکر کو بہت برا جانتے ہو اور یہی صاحب سیرت شامی قیام مولد کو جو تمہارے نزدیک بہت
بڑی چیز ہے بے اصل لکھتے ہیں اور یہہ سخاوی اور ابن جزری اور ملا علی قاری شیخ محی الدین عربی
کی تکفیر کرتے ہیں اور یہہ ابن حجر مکی اور ملا علی قاری عبد النبی وغیرہ اسما رجو تمہارے نزدیک جائز ہیں
اونکو ممنوع لکھتے ہیں اور سخاوی حضرت کی اسلام والدین کے منکر ہیں اور یہی حال ملا علی قاری کا ہے
یہہ شیخ عبد الحق سوم کو بدعت اور حرام لکھتے ہیں حالانکہ تم اسکے قائل نہیں الغرض بعض اقوال ان

علما کی ہم بہی نہین مانتے فرق اتنا ہی کہ ہم اون اقوال کو حسب ارشاد الٰہی فان تنازعتم فی شئی فردوہ
اگر جھگڑو تم کسی شے مین پس پہیرو اوسکو طرف اللہ
الی اللہ والرسول کی میزان کتاب و سنت مین رکہتے ہین جنکو اقرب الی الکتاب والسنۃ یا قواعد دین سے
اور رسول کی طرف ۱۲
مستنبط پاتے ہین قبول کر لیتے ہین اور جو مخالف سنت ہون اور دلیل سے اونکا غیر مقبول ہونا ثابت ہوتا ہے
نہین مانتے اور تم اونکی اقوال کو اگر موید بدعات و مقوی محدثات جانتے ہو بلا لحاظ مزاحمت سنت و مخالفت
آنحضرت کالوحی المنزل مانتے ہو ورنہ نہین مانتے ۔ علاوہ برین اکثر یہہ حضرات مخالف مذہب حنفی کے
سنکڑے صدہا انکے مسئلے ہم اور تم قبول نہین کرتے مگر زبردستی مولد کے باب مین تم ہمکو ملزم کرتے ہو
یہہ بات انصاف سے بعید ہی اور قیام کرنا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کی تعظیما ممنوع اور غیر جایز
ہے اسواسطیکہ اول خود قیام تعظیم مین واسطے قادم کے کلام ہے صاحب سیرت شامی نے جوا کا بتجویزمن
مرید سی ہین سیرت شامی مین لکہا جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلعم ان یقوموا
جاری ہی ہی عادت بہتون کی محبین سے کہ جب سنتے ہین ذکر وضع آنحضرت صلعم کا اٹہ کہڑے ہوجاتے ہین تعظیما
تعظیما لہ صلعم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا اہ بعض علمائے قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے نقل کیا
واسطے انکے حالانکہ یہہ قیام بدعت ہے کہ جسکی اصل کچھ نہین ہے ۱۲
کہ انہون نے اپنی بعض تصانیف مین لکہا وما یفعل الجہال علی راس کل حول فی شہر الربیع الاول لیس
اور جو کرتے ہین جہال راس ہر سال پر ربیع الاول مین وہ کچہہ شی نہین ہے اور کہڑے ہوجاتے ہین وقت
بشئی ویقومون عند ذکر مولدہ صلعم ویزعمون ان روحہ صلعم یجیئ وحاضر فزعمہم باطل بل ہذا الاعتقاد
ذکر مولد آنحضرت صلعم کے اور اعتقاد کرتے ہین کہ روح آنحضرت صلعم کی آتی ہے اور حاضر ہے اور یہہ اعتقاد اونکا باطل ہے بلکہ شرک ہے اور منع کیا ہے
شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ہذا اور مولانا فضل اللہ جونپوری سے منقول ہے کہ انہون نے
چاروں اماموں نے ایسی باتوں سے ۱۲
بہجۃ العشاق مین لکہا ما یفعلہ العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس
اور جو کرتے ہین عوام قیام وقت ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کے وہ کچہہ شی نہین ہے بلکہ مکروہ ہے ۱۲
بشئی بل ہو مکروہ اور قاضی نصیر الدین گجراتی سے منقول ہے کہ انہون نے طریقۃ السلف مین کہا وقد
اور تحقیق
احدث بعض جہلاء المشائخ امور اکثیرۃ لانجد لہا اصلا ولا اسما فی کتاب ولا فی سنۃ منہا القیام عند ذکر
ایجاد کی ہین بعضی جہلائے مشائخ نے بہت باتین کہ نہین پاتی ہین ہم اوسکی اصل اور نام اوسکا قرآن و حدیث مین اور منجملہ اونکی ہی قیام وقت ذکر ولادت سید الانام

ولادة سید الانام علیه التحیة والسلام انتهی اور شیخ ابن حجر اور شارح مواہب سے منقول ہی کہ انہون نے
علیه التحیة والسلام کی ہا
بہی اس قیام کو بدعت کہا صاحب سیرت حلبی نے جو صاحب سیرت شامی کی قول کی تاویل کی کہ مراد بدعت سے
بدعت حسنہ ہے سو یہ تاویل محض خطا ہی اسواسطے کہ ہم اوپر شیخ عبد الحق اور قاضی عیاض وغیرہ سے نقل
کر چکی ہین کہ بدعت حسنہ وہ ہی جسکی اصل شرع میں ہو اور جسکی اصل شرع مین نہو وہ بدعت حسنہ نہین جامع
ترمذی مین ہی باب ما جاء فی کراہیة قیام الرجل للرجل عن ابی مجلز قال خرج معاویة فقام عبد اللہ ابن الزبیر
[illegible]
وابن صفوان حین راوہ فقال اجلسا سمعت رسول اللہ صلعم یقول من سرہ ان یتمثل له الرجال قیاما
[illegible]
فلیتبوأ مقعدہ من النار امام ابن قیم نے شرح ابو داؤد مین بعد نقل روایت ترمذی کے کہا وفیه رد علی من
[illegible]
زعم ان معاویة لم یقم لعبد اللہ ابن الزبیر و ہو قاعد فان معاویة روی الخبر ما لہ مین خرج اما الاحادیث
[illegible]
المتقدمة فالقیام فیها عارض للقادم مع انه قیام الیه للتلقی لا قیام له وہو حدیث فاطمة فالمذموم القیام
[illegible]
للرجل واما القیام للتلقی اذا قدم فلا باس بہ وبهذا یجمع الاحادیث واللہ اعلم انتہی یہہ کلام ہی انہوں کی
[illegible]
قیام تعظیمی مین اور اسمین گفتگو بہت ہی بعض علما جائز کہتے ہین اور بعض منع فتح الودود حاشیہ ابو داود
ہو مجلس واللہ اعلم ۱۲
مین ہی وللناس کلام کثیر فی ہذہ المسئلة وعلی ہذا الحدیث والاقرب ان ترکه اولی واحری ان تیسر
[illegible]
بلا افضاء الی ایذاء وخصومة واللہ اعلم انتہی اور وقت ذکر ولادت کے قیام کرنا محض بے اصل ہی بلکہ خلاف
اصل اسواسطے کہ اللہ جل جلالہ کا ذکر اور اسکی حبیب صلعم کا ذکر صدہا محفلوں مین ہوتا ہی اور خاص مولد مین بہی
بارہا اسکا تذکرہ آتا ہی لیکن کوئی قیام نہین کرتا اور جب ذکر ولادت کا وہ ہی اگر مجالس مولد شریف مین ہو تو
سب کہڑے ہو جاتے ہین اگر یہہ قیام تعظیم آنحضرت کی لئے ہوتا تو ہر جگہہ بوقت ذکر بہ نیت تعظیم ہوتا حالانکہ ایسا

نہیں مشکوۃ شریف مین مروی ہی انس رضہ سی لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلعم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا
لما یعلمون من کراہیتہ لذلک یعنی کوئی شخص صحابہ کی نزدیک رسول اللہ صلعم سی زیادہ تر محبوب نہ تہا لیکن
آنحضرت صلعم کی واسطی تعظیما کہڑی نہوتی تہی بسبب بات کی کہ آنحضرت اس کہڑی ہونیکو مکروہ جانتے تہے
اور ایک روایت مین ہی خرج رسول اللہ صلعم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم
باہر آئے رسول خدا صلعم لاٹھی پر تکیہ کیے ہوئے پس کھڑے ہوئے ہم واسطے تعظیم آنحضرت کے فرمایا آنحضرت نے نہ کھڑے ہو مثل کھڑے ہونے عجمیوں کے جو کہ
یعظم بعضہم بعضا یہان چند شبہین اسواسطی لکہی گئین کہ بعض جاہل یا کم علم لوگ کہنے لگتے ہین کہ جو لوگ کہڑی
ہوتے ہین ایکی بھی تعظیم کرتے ہین بعض بعض کی ۱۲
نہین ہوتی ہین اونکی دلمین محبت اور عظمت رسول اللہ صلعم کی نہین ہی جو عاقل ہوگا وہ ان احادیث سے
جان لیگا کہ تعظیم آنحضرت صلعم اس قیام پر موقوف نہین ہے جب اصحاب آنحضرت صلعم جو سب سے زیادہ عاشق
وجان نثار آنحضرت صلعم کی تہے اکی حالت حیات مین کہڑی نہین ہوتی تہے پس ترک قیام سی وقت ذکر تولد
آنحضرت خاص مجلس مولد مین کیونکر عدم محبت کا الزام صحیح ہوسکتا ہی +

سوال ۔ مشہور ہے کہ امت محمد علی صاحبہا علیہ الصلوۃ مین تہتر فرقے ہین سُنا جاتا ہی کہ انمین بہتر ناری ہین اور
ایک ناجی اور ہر ایک فرقہ اپنے آپکو ناجی کہتا ہی پس نفس الامر مین کون ناجی ہی + **الجواب** یہہ بات
خود آنحضرت صلعم نے بیان فرمادی ہی چنانچہ مشکوۃ شریف اور ترمذی مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی وہ سب کے سب جہنم مین جاوینگے مگر ایک فرقہ صحابہ نے
عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہی آپنے فرمایا جو میرے طریقہ اور میری اصحاب کے طریقہ پر چلے حضرت پیران پیر
غنیۃ الطالبین مین لکھتے ہین وعن عبد اللہ بن زید عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم
ان بنی اسرائیل افترقوا علی احدی وسبعین فرقۃ کلہا فی النار الا واحدۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین

فرقہ کہا انی النار الا واحدۃ قالوا ما تلک الواحدۃ قال صلعم من کان علی ما انا علیہ واصحابی انتہی اس سے
معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے کہ جو حضرت اور حضرت کی اصحاب کے طریقہ پر چلے اور بدعات اپنی طرف سے ایجاد
نکرے اور نہ بدعات کو اپنا طریقہ گردانے اور دعا کرنی سے کچھ نہیں ہوتا جو دعوی مدلل بدلیل نہو وہ مردود
اور غیر مقبول ہے * **سوال ۸** اکثر لوگ گیارہوین حضرت پیران پیر کی بطریق منت یا بتوقع نفع
دنیوی کی کرتی ہین درست ہے یا نہین * **الجواب** گیارہوین مذکور اگر بطریق منت کی ہے تو شرک
ہے بحر الرائق مین ہے واما النذر الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ہو مشاہد کان یکون للانسان غائبا
اور جو نذر کہ عوام کرتے ہین اوس طریق پر کہ دیکہا جاتا ہے مثل اسکے کہ ہو آدمی کا غائب یا مریض یا کوئی حاجت ضروریہ
او مریضا او لہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی فی بعض مزارات الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ فیقول یا سیدی
تو آتی ہین بعض مزارات اولیا پر اور ڈالتے ہین پردہ کو اونکے سر پر اور کہتے ہین کہ اے میرے سیدی فلان اگر آوے غائب میرا یا
فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذہب کذا او من الفضۃ کذا او
میرا یا پورے ہو جاوے حاجت میری پس تمہارے واسطے سونا اتنا اور چاندی اتنا اور کہانا اتنا
من الطعام کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فہذا النذر باطل بالاجماع بوجوہ منہا انہ نذر للمخلوق و
کیونکہ تو یہہ نذر باطل ہے بالاجماع چند وجہ سے ازانجملہ یہہ کہ نذر مخلوق کی ہے اور مخلوق کے واسطے نذر جائز نہیں
النذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون للمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک
اسواسطے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے واسطے نہین ہوتی دوم یہہ کہ جس شخص کی نذر کی گئی ہے وہ مردہ ہے اور مردہ
ومنہا ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ بذلک کفر انتہی فتاوی عالمگیری اور
کسی شے کا مالک نہیں سوم یہہ کہ گمان کرے کہ مردہ تصرف کرتا ہے امور میں سوا خدا کے اور اعتقاد اسکا کفر ہے
در مختار مین اس نذر کو باطل بالاجماع لکہا ہے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے فتح العزیز مین مشرکون
کی تعداد مین لکہا از انجملہ کسانیکہ در ذبح و نذور و قربانیہا با خدا دیگران را ہمسر می کنند انتہی اور توقع
نفع کی معنی اگر یہہ ہین کہ انکو نافع اور ضار سمجھکر یہہ توقع رکہی جاتی ہی تو یہہ بہی شرک ہے اور اگر یہہ معنی
ہین کہ اس گیارہوین کی برکت سی نفع حاصل ہوتا ہی تو یہہ بہی بے اصل ہی اگر گیارہوین کسی شخص کی
جائز ہوتی تو رسول اللہ صلعم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی گیارہوین کرنا بدرجہ اولی جائز ہوتا اور صحابہ

اور تابعین سے اسکو کرتی دیکہو حضرت پیران پیر کی غنیہ مین لکہا ہی ولو جاز ان نتخذ یوم موتہ یوم مصیبۃ لکان
اگر جائز ہوتا یہہ کہ مقرر کیا جاوے روز وفات امام حسین کا روز مصیبت
یوم الاثنین اولی بذلک اذ قبض اللہ تعالی فیہ نبیہ وکذالک ابو بکر الصدیق قبض فیہ ثم لو جاز ان نتخذ ہذا الیوم
تو روز پیر کا اولی ہی اس بات مین کیونکہ قبض کیا ہی اوسمین اللہ تعالی نی نبی اپنی کو اور اسیطرح ابو بکر صدیق قبض کئے گئے اسمین پہر اگر جائز ہوتا یہہ کہ مقرر
مصیبۃ لا تتخذہ الصحابۃ والتابعون لانہم اقرب الیہ واخص بہ انتہی ملخصا ان دونون دلیلون سے
کیا جاوی یہہ روز مصیبت کا البتہ مقرر کرتے اوسکو صحابہ اور تابعین اسلئے کہ وہ قرب زیادہ مین اور خاص زیادہ مین اوسکی طرف بہ نسبت ہمارے
جو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر فرمائین گیارہوین کا جو بلا لوازم نفع اور ضرر رہی ہو ممنوع ہونا
معلوم ہوتا ہی اور یہہ دونون دلیلین حضرت پیران پیر کی گیارہوین مین بہی جاری ہین کما لا یخفی البتہ
ایصال ثواب واسطی اونکی روح مقدس کے بلا لوازم نفع وضرر کے درست ہی لیکن علامت اوسکی یہہ ہی کہ دو
تعین طعام وقید ایام سی خالی ہو فرمایا حضرت مجدد نی بعضی از زنان وقت اظہار شناعت این فعل
گویند کہ ما این روزہا را برای خدا نگاہ میداریم وثواب آنرا بہ پیران می بخشیم اگر درین امر صادق باشند
تعین ایام برای صیام چہ درکار است وتخصیص طعام وتعین اوضاع شنیعہ مختلفہ در افطار برای چیست
لباس در وقت افطار ارتکاب محرمات نمایند وافطار بآن حرام کنند وبی حاجت سوال وگدائی کنند و
بآن افطار نمایند وقضای حوائج خود را مخصوص بآن محرم دانند این ہمہ ضلالت است ولتسویل شیطان
لعین است سوال ۹ شریعت مین مسئلہ کس چیز سے ثابت ہوتا ہی اور مجتہدین سے خطا ہوتی ہی
یا نہین الجواب شریعت مین مسئلہ قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع امت اور قیاس مجتہد
جامع شروط سے ثابت ہوتا ہی مجتہد سے کبہی خطا بہی ہوتی ہی المجتہد قد یخطی ویصیب جمہور اہل سنت کی
نزدیک ثابت ہی یہہ دونون باتین اصول کی کتابون مین مثل توضیح اور تلویح اور مسلم اور شرح
مسلم کی مذکور ہین سوال ۱۰ اسوای اللہ رب العزت کے اور کسی شخص کی بہی غیب دانی ثابت ہی یا نہین

+ اور کہانا اوسکا بالکل کراہت سے درست وجائز اور پہلی دلیل اور مقرون مین بالکل کلام اوسکا کہنا حرام ہی اور تیسری صورت مین ترک اولی وبہتر ہی واللہ اعلم

الجواب سوائے اللہ رب العزت کے اور کوئی شخص غیب دان نہیں اور جو کوئی شخص غیب دان سوائے اللہ تعالیٰ
کے کسی شخص کو کہے وہ کافر ہے بحر الرائق میں ہے لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر
اگر نکاح کرے کسی عورت سے اللہ اور رسول کو گواہ کر کے کافر ہو جائیگا اور نکاح بھی نہ ہوگا اس واسطے کہ
لاعتقادہ ان النبی صلعم یعلم الغیب ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات
اعتقاد کیا اوسنے اس امر کا کہ نبی صلعم جانتے ہیں غیب کو
من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلعم یعلم الغیب
لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ خلاصہ اس عبارت اور عبارت بحر الرائق
کا یہہ ہے کہ مقرر انبیاء اللہ نہیں جانتے غیب کی بات مگر وہ کہ بتلا دیا اونکو اللہ تعالیٰ نے اور حنفیوں نے
تصریح کی ہے اسبات کی کہ آدمی کافر ہو جاتا ہے اعتقاد رکھنے سے اسبات کی کہ نبی صلعم غیب کی بات جانتے
تھے اسواسطے کہ یہہ بات خلاف کلام مجید کی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو کہدے اے محمد صلعم کہ جو لوگ
کہ آسمان اور زمین میں ہیں وہ غیب کی بات نہیں جانتے سوا اللہ تعالیٰ کے اور جسنے نکاح کیا اسطرح پر کہ گواہ بنایا
خدا اور رسول کو گواہ کیا تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اور یہہ شخص کافر ہو جائیگا اس اعتقاد سے کہ رسول
اللہ صلعم غیب کی بات جانتے تھے انتہی اور مختار الفتاوی میں ہے لو تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ
اگر نکاح کرے عورت سے اللہ اور رسول خدا کی گواہی سے کافر ہو جائیگا
لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلعم یعلم الغیب انتہی اور بیری حاشیہ اشباہ میں ہے لو
اور نکاح نہ ہوگا اسواسطے کہ اعتقاد کیا اوسنے اس امر کا کہ نبی صلعم جانتے ہیں غیب کو ۱۲
الولوالجیۃ وغیرہا من کتب المذہب رجل تزوج امرأۃ ولم یحضر شاہد فقال تزوجتک بشہادۃ اللہ
فتاویٰ ولوالجیہ وغیرہا میں جو کتب مذہب سے ہے لکھا ہے کہ ایک آدمی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور کوئی گواہ حاضر نہ تھا پس کہا کہ نکاح کیا میں نے تجھ سے ساتھ گواہی اللہ کے
ورسولہ یکفر لانہ یعتقد بان النبی صلعم یعلم الغیب اذ الشہادۃ لمن لا علم لہ ومن اعتقد ہذا کفر وبہ قال
تو یہہ آدمی کافر ہو جائیگا اسواسطے کہ اعتقاد کیا اوسنے کہ نبی صلعم جانتے ہیں غیب کو اسواسطے کہ گواہی نہیں ہوتی اسکی جو علم نہیں رکھتا
الشیخ ابو القاسم الصفار انتہی اور جواہر اخلاطی میں ہے ان زعم ان النبی صلعم یعلم الغیب یکفر فانہ
شخص کہ اعتقاد رکھے اسکا کافر ہو جائیگا اور یہی حکم کیا ہے شیخ ابو القاسم صفار نے ۱۲ اگر زعم کیا اسبات کا کہ نبی صلعم جانتے ہیں غیب کو کافر ہو جائیگا
یکفر انتہی امام المتکلمین صدر الدین اصفہانی نے ابطال نہج الباطل واہمال کشف العاطل میں لکھا
بس گیا ہے گمان اوسکا ساتھ غیر آنحضرت صلعم کے ۱۲

بس ضروریات الدین ان علم الغیب مخصوص باللہ تعالی والنصوص فی ذلک کثیرۃ وعندہ
ضروریات دین سے بھی ہے کہ علم غیب مخصوص ہے اللہ تعالی سے اور آیتین اس باب مین بہت آئی ہین از انجملہ یہ کہ نزدیک اسی کے ہین کنجیان غیب کی نہین
مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر الآیہ وان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث
جانتا ہے انکو سوا اسکے کوئی اور جانتا ہے خدا تعالی ان چیزون کو جو خشکی مین ہین اور جو دریا مین ہین از انجملہ یہ کہ اللہ
الآیہ فلا یصح لغیر اللہ تعالی ان یقال لہ انہ یعلم الغیب ولہذا ما قیل عند رسول اللہ صلعم فی الرجز
ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ کو پس درست نہین ہے بغیر خدا کے واسطے یہ کہ کہا جاوے کہ وہ عالم الغیب ہے اور اسواسطے جب کہا گیا
وفینا نبی یعلم ما فی غد انکر علی قائلہ وقال دعی ہذا وقولی غیر ہذا وبالجملۃ لا یجوز ان یقال لاحد
نزدیک رسول اللہ صلعم کے رجز مین کہ ہم مین نبی ہے جانتا ہے اون چیزون کو جو کل واقع ہونگی برا جانا رسول اللہ نے اسکے کہنے والیکو اور فرمایا کہ چھوڑ
لعلم الغیب نعم الاخبار بالغیب بتعلیم اللہ تعالی جائز وطریق ہذا التعلیم اما الوحی او الالہام
اور کہو اسکے سوا کو خلاصہ کلام یہ ہے کہ جائز نہین ہے کہ کہا جاوے کسی شخص کو کہ وہ غیب دان ہے البتہ خبر دینا غیب کی بتعلیم خدا تعالی جائز ہے اور طریقہ اس تعلیم کا
عند من یجعلہ طریقا الی علم الغیب انتہی اور وہ جو شامی نے فتاوی حجہ سے نقل کیا ہے وفی الحجۃ
وحی ہے اور الہام بھی نزدیک اوس شخص کے جو گردانتا ہی الہام کو طریقہ حصول علم غیب کا ۱۲ اور فتاوی حجہ مین ہے
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلعم وان الرسل یعلمون بعض
کہ ذکر کیا ملتقط مین کہ تکفیر اوسکی نہین چاہیے اسواسطے کہ اشیا پیش کی جاتی ہین روح مبارک آنحضرت صلعم پر اور اسواسطے کہ رسول جانتے ہین بعض باتین
الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیہ سو وہ قابل
فرمایا اللہ تعالی نے خدا عالم الغیب ہے پس نہین ظاہر کرتا اپنے غیب پر کسیکو مگر جس شخص کو کہ برگزیدہ کرے اور وہ رسول ہو ۱۲
اعتبار نہین کسواسطے کہ مخالف ہی وہ کلام جمہور محققین علما حنفیہ کی کہ انہون نی تصریح ساتھہ کفر
ہونیکی کی ہی اور بہی مخالف قرآن مجید کی ہی اور فتاوی حجہ کی عبارت سی معلوم ہوتا ہی کہ انبیا
حاضر اور ناظر نہین ہوتی ہین بلکہ اونکی روح پر کچہہ چیزین عرض کیجاتی ہین پس اسی بہی معلوم ہوا کہ
ہماری زمانہ کی اکثر مشرکین جو یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ حضرت انبیا علیہم الصلوۃ و اولیا اللہ ہر جگہہ حاضر و
ناظر رہتی ہین اور اپنی پکارنیوالون کی دستگیری کرتی ہین سو محض غلط ہی شاہ عبد العزیز صاحب اپنی
تفسیر مین لکہتی ہین بارتبہ ائمہ واولیا را برابر رتبہ انبیا و مرسلین علیہم السلام گردانند و انبیا و مرسلین
علیہم السلام را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات
ثابت کنند اور دوسری جگہہ فرماتی ہین واین ہر دو صفات خاصہ ذات پاک او تعالی است ہیچ مخلوق

را محال دیست آری کہ بعض کفرہ وفسقہ بعض از معبودان یعنی پیر پرستان از زمرۂ مسلمین در حق پیران

خود امر اول را ثابت می کنند و در وقت احتیاج ہمین اعتقاد با ینہا استعانت می نمایند انتہی بعض

اہل بدعت ملا علی قاری کی عبارت لان روحہ صلعم حاضر فی بیوت اہل الاسلام کو شرح شفا مین ہی الطریق

دلیل پیش کرتی ہین جواب اوسکا یہہ ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی یون ہی لان روحہ علیہ السلام حاضر

فی بیوت اہل الاسلام جس مقام پر ملا علی قاری نی یہہ عبارت لکہی ہی بدون لفظ علیہ کی اوس

مقام سی مناسبت نہین رکہتی اور بعض ادمین ہی وہ عبارتین پیش کرتی ہین کہ لوگنکا مطلب نہین

سمجہتی مثلاً کہتی ہین کہ حضرت نی فرمایا علمت علم الاولین والآخرین اور یہہ نہین سمجہتی کہ جو علم

اولین اور آخرین کا تہا وہ آنحضرت صلعم کو ملا نہ یہہ کہ علم خداوند تعالی جل جلالہ کا ابن مسعود سی ہے

من اراد العلم فعلیہ بالقرآن فان فیہ خبر الاولین والآخرین وقال المزنی جمیع القرآن علوم الاولین

والآخرین حضرت عبد اللہ بن مسعود اور امام مزنی شاگرد امام شافعی کی قول سی اس حدیث کے معنی ہی

ظاہر ہوگئی اب یہان ایک بات متوجہ ہوکر سن لینا چاہیئے وہ یہہ ہی کہ بعض اشخاص کہتے ہین کہ

علم غیب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو عطا ہوا ہی اور قرآن مین موجود ہی فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی

من رسول پہر تم کیونکر اوسکا انکار کرتی ہو جواب اوسکا یہہ ہی کہ اس غیب مین کلام نہین بہت سی غیب کی

باتین ہم ہی جانتے ہین مثلاً حضرت امام مہدی کا آنا اور نزول حضرت مسیح کا اور دجال کا آنا اور

بہت سی چیزین جو بہشت اور دوزخ مین ہونگی کہ ہمکو بوسیلہ رسول اللہ صلعم کی معلوم ہوئین ہین تو

تمہاری قول کی بموجب یہہ لازم آتا ہی کہ ہم بہی غیب دان ہوجاوین قبل اسکی علماء دہلی اور لکہنؤ

سی استفسار کیا گیا تہا کہ ایسی شخص کی حق مین جو معتقد غیب دانی اولیا وانبیا کا ہو کیا حکم ہی تو تمام علمانی
کفر کا حکم کیا چنانچہ حضرت اہل اللہ فی منع نداء لغیر اللہ اور سیف الموحدین مین یہہ امر مصرح ہے اور
مفتی عبد اللہ صاحب مرغنی نی اس مسئلہ مین لکہا الحمد للہ رب العالمین رب زدنی علما حیث کان اعتقادہم
سب تعریف ثابت ہے ہمیشہ واسطے اللہ رب العالمین کے اے رب زیادہ کر مجکو علم اگر ہے
ما ذکر السائل عنہم فحکمہم بالنص علیہ عن الملا علی القاری نقلا عن الائمۃ الحنفیۃ واللہ سبحانہ ملہم الصواب
اعتقاد لوگون کا جو کہ ذکر کیا سائل نے اونکی نسبت پس حکم اونکا وہ ہے جو کہ نقل کیا ہے ملا علی قاری نے ائمہ حنفیہ سے ۱۲
والیہ المرجع والمآب کتبہ المفتقر عبد اللہ بن محمد المرغنی المفتی الحنفی بمکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما حامدا مستغفرا
مصلیا ومسلما چنانچہ ہدیۃ المکیہ مین موجود ہی اور خوارق لکہی ہین کہ جسپر مہر مولانا شیخ حسن بن
الکتبی الحنفی جو مفتی مکہ معظمہ کی ہین اور مہر شیخ العلماء رئیس المدرسین بالبلد الامین شیخ جمال بن عبد اللہ
حنفی کہ محدث اور مفسر ستہی ثبت ہی اور شیخ صدیق بن عبد الرحمن کمال کہ مدرس ثانی مکہ کی ہین
اور سید حسین بن ابراہیم مالکی کی بہی اوسپر مرقوم ہی وفیہ اثبات العلم عموما بالغیوب للاموات واعتقاد
اور اسمین اثبات ہے علم غیب کا عموما واسطے اموات کے اور اعتقاد
ذلک کفر کما صرح بہ العلامہ علی القاری فی شرح فقہ الاکبر حیث قال ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام
اسکا کفر ہے جیسکہ تصریح اسکی علامہ علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین کی جان تو کہ انبیاء علیہم السلام نہین جانتے ہین علم غیب کو سوا اوس چیز کہ
لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالی احیانا وقد صرح الحنفیۃ بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلعم یعلم الغیب
بتا دیا ہے اونکو اللہ تعالی نے کبہی اور تصریح کی ہے حنفیون نے کافر ہو جانیکی اس اعتقاد سے کہ نبی صلعم جانتے ہین غیب کو بہی بتا کہا انتہی
انتہی ما انتہی فلما کان حکم الانبیاء کذلک فما بال الآخرین وقال فی البزازیۃ من قال ان ارواح
اور جب ہوا حکم انبیاء کا اسطرح تو کیا ہے حال اور لوگون کا اور کہا بزازیہ مین جو شخص کہ کہی کہ ارواح مشایخ کی موجود ہین
المشایخ حاضرۃ تعلم الغیب یکفر انتہی واللہ اعلم جو لوگ بیت اللہ کی فتوون بردار مدار سمجہتے ہین اونکو چاہئے
اور غیب دان ہین سو کافر ہو جاویگا ۱۲
کہ ایسی عقیدہ کو بلا شبہ کفر سمجہین مع اسکی کہ جب بیدلیل باتو مین اونکا یعنی عرب کا لکہنا اونکی نزدیک قابل
حجت ہی تو اوس چیز مین کہ جو با دلیل ہو کیونکر حجت نہو گا فتأملوا فیہ ایک شبہہ نہین کیا کرتی ہین کہ
غیب دو قسم پر ہی ایک غیب مطلق ایک غیب اضافی غیب مطلق خدا تعالی کی ذات کی ساتہہ خاص ہی اور

غیب اضافی غیر کسی کی الٰہی بھی ہوتا ہی جو آپ اسکا یہہ ہی کہ یہہ بلا تسلیم ہی لیکن تم لوگ غیب میں محمد و نسبتی
صحیح الکی ثابت کرنی ہو اسواسطی کہ تمہارا اعتقاد یہہ ہی کہ جب ہم غیر اللہ کو پکارتی ہیں اسیوقت وہ ہمارا
پکارنا بھی مطلع ہوتی ہیں اور اونکو ہر وقت ہماری حال کی اطلاع رہتی ہی دیکھو فقہا نی خفیہ فتاویٰ غیبیہ
وغیرہم نی جس بات کو کفر کہا ہی وہ غیب حقیقی ہی یا اضافی اگر کہو کہ اضافی ہی تو اضافی ابھی اوپر بیان
کر ہوا کرتا ہی پھر اون لوگوں نی اسکو کفر کیوں بتلایا اور اگر کہو کہ یہہ حقیقی غیب ہی تو پھر تم کیوں
اسکی معتقد ہوتی ہو مواہب اللدنیہ میں کہ تم لوگوں کی نزدیک بڑی معتبر کتاب ہی لکھا ان علم
الغیب مختص باللہ تعالی وما وقع منہ علی لسان رسول اللہ صلعم وغیرہ فمن اللہ اما بالوحی او الالہام وان
علم غیب اللہ تعالی کی ساتھ خاص ہے اور جو خبر کہ واقع ہوئی زبان رسول اللہ صلعم وغیرہ پر غیب کی سو اللہ کی جانب سے ہے بواسطہ وحی یا الہام کے
لہذا قولہ تعالی فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول لیکون معجزۃ لہ اور بھی مواہب میں
اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے پس نہیں ظاہر کرتا غیب پر کسیکو مگر جس شخص کو کہ برگزیدہ کرے رسول سے تاکہ معجزہ اسکا ہو جاوے ۱۲
فی حدیث عرانہ علیہ السلام قال واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی فکل ما اخبر بہ صلعم من الانباء المنبئۃ عن
حدیث میں ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ میں نہیں جانتا ہوں مگر جس چیز کو کہ تعلیم کیا مجکو میرے پروردگار نے
الغیوب لیس ہو الا من اعلام اللہ لہ بہ اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلیلا علی صدق رسالتہ انتہی اور
جو خبر غیب کی کہ دی ہیں آنحضرت صلعم نے وہ اعلام اللہ تعالی کا ہے واسطے ثبوت نبوت انکے اور دلیل ہے صدق رسالت آنحضرت
یہہ حدیث شفای قاضی عیاض میں بھی ہی اور شیخ عبد الحق نی ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا و نیز فرمودہ است
من بشرم نمی دانم کہ پس این دیوار چیست یعنی بی دانانیدن حق تعالی انتہی اور بھی شرح مشکوٰۃ میں
شرح حدیث لیلۃ التعریس میں لکھا اینجا اشکال می آرند در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلعم
فرمود چشم من خواب می کند و دل من بیدار است پس با وجود بیداری دل چہ بود کہ از طلوع فجر آگاہ
نشد جوابش آنکہ دریافت طلوع و غروب کار چشم است چون چشم در خواب باشد و پوشیدہ بود طلوع
و غروب را در نگرد و ہر چند دل بیدار است کذا قالوا و اگر گویند چرا بکشف و وحی و الہام

ودریافت گوئیم این فعل باری تعالی است اگر در دل وحی نفرستاد و کشف نکرد چه توان کرد تمام ہوے

بزازیہ مین لکہا ہی واما اعلام اللہ تعالی الخیار عبادہ بالوحی او الالہام لم یبق بعد الا اعلام غیبا فخرج

اور جو کہ جتلا دیا ہے خدا تعالی نے اپنے نیک بندون کو بطریق وحی اور الہام کے نہین رہا بعد اعلام کے غیب پس نکل گیا

عن الحصرین المستفادین من التقدیم الظرف والحصر بالا اللہ اور مخالفین جو بعض احادیث بیان

یہہ دونون حصرون سے جو مستفاد ہین تقدیم ظرف اور حصر الا اللہ سے

کرتی ہین سو اوسکی معنی نہین سمجہتی مثل حدیث حذیفہ اور ابن اخطب کے اسواسطی کہ وہ حدیث فتنہ کی

مقابلہ مین ہی جو فتنہ کہ ہونیوالی تہی اونکو آنحضرت صلعم نی با علام اللہ جان لیا اور اپنی اصحاب کی سامنے

بیان کر دیا چنانچہ کتاب الفتن مین محدثین ایسی حدیثون کی ذکر کرتی ہین اور یہہ جو سیف الاسلام

مین اتحاف المرید سی منقول ہی لم یخرج النبی صلعم من الدنیا حتی اطلع اللہ علی جمیع ما ابہم عنہ

نہین انتقال کیا نبی صلعم نے دنیا سے یہانتک کہ مطلع کر دیا اونکو اللہ تعالی نے جمیع مغیبات پر

یہہ بات محض غلط ہی اور کہین قرآن اور حدیث اور اقوال سلف سی یہہ بات ثابت نہین یہہ باتین قابل

اسکی نہین کہ انکا ذکر کیا جاوی اول کلام اسمین یہہ ہی کہ عبارت اسی طرح سی اتحاف المرید مین ہی یا نہین اور یہہ

اوسکی مطلب مین کلام ہی پہر اسمین کلام ہی کہ یہہ بات مردود ہی بامقبول بیہقی نی حضرت عایشہ صدیقہ رض

سی روایت کی ہی من زعم انہ یخبر الناس ما یکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ تعالی یقول

جو شخص اسکا گمان کرے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین اوسکی کہ کل ہوگا اوسنے خدا پر بڑی افترا کی اسلئے کہ اللہ فرماتا ہے کہہ دو

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ انتہی اور روایت ابن ماجہ مین ہے کہ لڑکیان

کہ جو آسمان اور زمین مین ہین غیب کو نہین جانتے سوا اللہ کے ۱۲

جو گا رہی تہین یہہ بہی کہتی تہین وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال اما ہذا فلا تقولوا لا یعلم ما فی غد

اور ہم مین نبی ہین جانتے ہین اون چیزون کو جو کل ہونگے فرمایا آنحضرت نے کہ مت کہو

الا اللہ اور مشکوۃ شریف مین حضرت عایشہ صدیقہ رض سی روایت ہی کہ جو شخص خبر دیوی کہ آنحضر

اسواسطے کہ ان چیزون کو جو کل ہونگے سوا خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

صلعم وہ پانچ باتین جانتے تہے جو سورہ لقمن کے آخر مین مذکور ہین پس وہ شخص بڑا مفتری ہی انتہی

ملخصًا صاحب اتحاف المرید کا قول بر تقدیر ثبوت و افادہ مدعا کی قطعًا غلط ہی خلاصہ کلام یہہ ہے

کہ سوای خداوند تعالیٰ کی کوئی شخص غیب دان نہین اور جو کوئی شخص سوا رضا تعالیٰ کی کسی شخص کو
غیب دان سمجھی وہ بڑا بیدین ہی اور اہل سنت مین سی نہین ہی شرح عقاید نسفی مین لکھا ہی فبالجملۃ العلم
بالغیب امر تفرد بہ اللہ سبحانہ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الالہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او الارشاد
ایسی چیز ہی جسکے ساتھ اللہ سبحانہ منفرد ہے کوئی راہ نہیں بندونکو ... مگر ساتھ اعلام یا الہام
الی الاستدلال بالامارات فی ما یمکن ذلک فیہ ولہذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویۃ ہالۃ القمر
... بالامارات کی طرف ... اسواسطے فتاوی مین لکھا ہے جو شخص ...
یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر انتہی اور شرح فقہ اکبر مین ہی و بالجملۃ فالعلم بالغیب
دیکھنے ... علم غیب ... کا دعویٰ کرنیوالا ہے ...
امر تفرد بہ سبحانہ ولا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ والہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال
بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک ولہذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویۃ ہالۃ القمر ای دایرۃ
یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر اور کتب کلام مین مثل تحفہ اثنا عشریہ اور مسامرہ کی اور ایسی
کی تصریح ہی کہ اہل سنت کی نزدیک علم غیب اور خبر ما کان اور ما یکون اللہ تعالیٰ کی خواص سے ہی
اور رافضیون کی نزدیک ائمہ مین بھی یہہ بات پائی جاتی ہی +

سوال امثل حضرت رسول مقبول صلعم کی خالق برحق اگر چاہی تو اور بھی خلق کر سکتا ہی یا نہین +

الجواب بیشک حضرت حق تعالیٰ اگر چاہی تو صدہا ہزارہا مثل محمد صلعم پیدا کردی اور دلائل و براہین
اس مطلب کی بہت ہین اجماع اہل اسلام کا ایسا ہی اور جو کوئی اسکا منکر ہو وہ اہل ضلال مین سے ہی اور
بہت سے علما اوسکو کافر کہتی ہین لیکن اللہ پاک بموجب اپنی وعدہ کے کسیکو عطای نبوت نکریگا قال اللہ تعالیٰ
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی نہین ہین محمد صلعم مردون مین سے کسیکی
باپ لیکن رسول ہین اللہ کی اور خاتم النبیین ہین چونکہ آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین ہونا منصوص صریح

آیت قرآنی ہی اور مجمع علیہ اہل سنت واہلبدعت بلکہ تمامی اہل اسلام کی نزدیک یہہ اعتقاد ضروریات دین سے ہی بخلاف صورت اول کی کہ تہوڑی عرصہ سی اوسمین بعض اہلبدعت نی خلاف کیا ہے لہذا چند دلایل امکان مثل کی یہان لکہی جاتی ہین اوسکو یاد کر لینا چاہیے پہلی دلیل یہہ کہ حق تعالی فرماتا ہی ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہادا کبیرا اس آیت کا مطلب یہہ ہی کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی مین ایک نبی بہیجتی پس نہ اطاعت کرنا کافرونکی اور مجاہدہ کر تو ساتہہ ان لوگون کی اس قرآن سی مجاہدہ بڑا پس معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالی چاہی تو ہر بستی مین ایک نبی بہیجدے لیکن حق تعالی نی بسبب عنایت بی غایت اپنی کی آنحضرت صلعم پر تہی دوسرا نبی نہ بہیجا اس آیت سے اللہ پاک کا کمال اقتدار و تصرف سمجہا گیا اور آنحضرت صلعم کا بہی نہایت اختصاص و تقرب معلوم ہوا امام فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر مین لکہا ہی خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ اس آیت کا یہہ مطلب ہے کہ اگر ہم چاہتے تو بہیجتے ہر قریہ مین نبی مثل محمد صلعم کی لیکن ہمنی محض اپنی عنایت سے واسطی تعظیم اور اجلال آنحضرت کی ایسا نہین کیا وسیجئی عبارتہ ایضا دلیل دوسری یہہ ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی واللہ علی کل شیء قدیر وکان اللہ علی کل شیء مقتدرا اور شک نہین کہ مثل آنحضرت صلعم شیء ہی اسواسطیکہ مراد شیء سی یہانپر ممکن اور مصحح مقدوریت امکان ہی پس مثل آنحضرت صلعم داخل تحت قولہ تعالی واللہ علی کل شیء قدیر کی ہوگا اگر کوئی اعتراض کری اور کہی کہ اہل سنت کی نزدیک شیء موجود کو کہتی ہین اور مثل آنحضرت معدوم ہی موجود نہین پس کیونکر داخل تحت قدرت ہوگا جواب اوسکا یہہ ہی کہ لفظ شیء کا موجود اور معدوم سب پر اطلاق آتا ہی تفسیر نیشا پوری مین ہی والشیء اعم العام کما ان اللہ

اور اللہ ہے ہر چیز پر قادر ہے اور ہے ہر چیز پر اقتدار رکہتا ہی

لفظ شئ ہر عام سے اعام ہی جیسا کہ خدا اخص الخاص

اخص الخاص یجری علی الجوہر والعرض و القدیم والحادث بل علی المعدوم والمحال وہذا الاعم مخصوص

[illegible]

بدلیل العقل فمن الاشیاء ما لا یتعلق بہ القادر کالمستحیل والواجب وجودہ لذاتہ والممکن فالقادر علی

[illegible]

العدم وکذا ایجادہ والقادر علی وجودہ جمیع ذلک بقدرۃ القادر فلا یستغنی ان من الآنات و

[illegible]

لحظۃ من اللحظات عن تاثیر القادر فیہ وقدرۃ کل قادر علی مقدار قوتہ واستطاعتہ ولقیضہا العجز

[illegible]

ولا قادر بالحق الا ہو سبحانہ تعالی انتہا مولانا شاہ عبد العزیز نے تفسیر فتح العزیز مین تفسیر سورۂ ملک

مین لکھا وہو علی کل شئی قدیر کہ لفظ شئی علم ہی موجود اور معدوم سے اور امام راغب نے مفردات

قرآن مین بہی بہت متکلمین سے شئی کا عام ہونا نقل کیا یعنی اوسکا اطلاق موجود اور معدوم

دونون پر آتا ہی اور عیون المفردات مین بہی اسیطرح پر مرقوم ہی اگر کسیکو یہہ کتابین میسر نہون تو

بدیع المیزان اور اوسکی حاشیہ کو ہی دیکہہ لی اور بیضاوی نی جو لکہا وہ بظاہر مخدوش ہے

اور اوسمین بہت سی قباحتین لازم آتی ہین وہ قول بلا تاویل ہرگز صحیح بہی نہین ہو سکتا اور

سیبویہ نے بہی شئی کی معنی ایسی ہی کہی ہین کہ موجود اور معدوم دونون کو شامل ہین چنانچہ

کشاف مین منقول ہین اور تیسری دلیل امکان مثل کی یہہ ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی وان

من شئی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم اس آیت مین لفظ شئی کہ نکرہ ہی سیاق نفی

[illegible]

مین واقع ہوا تو شامل ہر شئی کو ہوگا جیسا کہ تفسیر کبیر اور نیشاپوری اور بیضاوی و اتقان مین مصرح

اور منجملہ اوسکی صفات کمالیہ آنحضرت صلعم مین ہی ہین پس اونکی خزانہ بہی حق سبحانہ تعالی کی

مین موجود ہونگی وہو المطلوب تفسیر مظہری مین ہی وان من شئی الا عندنا خزائنہ ای ما من شئی

[illegible]

* اور علاوہ تعالی [illegible] [illegible] صلعم [illegible] بالامکان [illegible]

خلقناہ الاٰخرین قادرون علی اضعاف ما وجد منہ من جنسہ الخ افادات صمدیہ مین جو لکہا ہی پس
کیا نہیں ہو کوئی شخص پیدا کیا ہے ہم نے اسکو مگر ہم قادر ہیں اضعاف اوس موجود پر اوسکی جنس سے ۱۲
مشارکات جنسیہ کا مقدور ہونا اس عبارت سے ثابت ہوا نہ امثال کا وہ مبنی بی تاملی پر ہی اگر معنی من
جنسہ کے اچہی طرح سے سمجہتی تو یہہ بات نکہتی چوتہی دلیل یہہ ہی اولیس الذی خلق السموٰت والارض بقادر علی
کیا نہیں ہے وہ ذات کہ پیدا کی اوسنے آسمان اور زمین قادر اسبات پر کہ
ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اور علمای متکلمین
پیدا کرے مثل اونکی ہان بیشک وہ پیدا کرسکتا ہے وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور علیم ہے اوسکی تو شان یہہ ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شئی کا کہتا ہے واسطے اوسکے کن پس ہو جاتی ہی
اس آیت سے ثابت کرتی ہین کہ خدا تعالی دوسرا عالم مثل اس عالم کی پیدا کرسکتا ہی اور جب دوسرے عالم
کی پیدا کرنی پر قادر ہوا تو اونکی پہر زندہ کرنی پر بہی قادر ہوگا چنانچہ شرح تجرید علامہ قوشجی اور کشف المراد
عن تجرید الاعتقاد علامہ حلی مین مذکور ہی اور جب دوسرے عالم کی جو مثل اس عالم کی ہو پیدا کرنے
پر قادر ہی تو مثل جمیع اشخاص انسانی اس عالم پر قادر ہوگا وہو المطلوب یہہ چار دلیلین نقلی ہین جو اوپر امکان
مثل آنحضرت صلعم کی علی سبیل الحجج دلالت کرتی ہین اور بعضی دلیلین ہم آگی بڑہ کر اور بہی لکہینگے
اب ایک دلیل عقلی جو متفق علیہ بین العلما ہی اور لکہتا ہون امام رازی کی تفسیر کبیر اور شرح مواقف
وغیرہما مین مرقوم ہی مثل الممکن ممکن والقادر علی الشیء قادر علی مثلہ انتہی ملخصاً اور نہایۃ العقول
مثل ممکن ممکن ہے اور قادر علی الشئی اوس شئے کی مثل پر بہی قادر ہوتا ہے ۱۲
امام فخر الدین رازی مین بہی اسیطرح ہی پس جب آنحضرت صلعم ممکن ہوئی اور مقدور جناب
باری تو مثل آنحضرت صلعم کا بہی ایسا ہی ہوگا وہو المطلوب اور یہہ کہنا کہ مثل شئی سے مثل
فی جمیع الصفات ان عبارات مین مراد نہین محض غلط ہی اور یہہ قاعدہ کلیہ ہی ہرگز مثل ممکن کا
محال بالذات نہین ہوتا اور ایک صورت امکان مثل آنحضرت صلعم کی یہہ بہی ہے کہ حق سبحانہ تعالی
آنحضرت صلعم سے معاذ اللہ صفت ختم نبوت کی سلب کرلی اور اور کسی شخص کو نبی کردی اگرچہ ایسا واقع نہوگا

یا یہ کہ آنحضرت صلعم کو پروردگار خاتم النبیین نکرتا اور کسی شخص کو خاتم النبیین کر دیتا اور یہ بات
بالاتفاق ہماری اور مخالفین کی ممکن تھی والممکن ممکن دائما والا یلزم الانقلاب من الامکان الذاتی
اور ممکن ممکن ہوتا ہے دائما اور لازم نہیں آتا انقلاب امکان ذاتی سے طرف امتناع
الی الامتناع الذاتی پس ثابت ہوا کہ خاتم النبیین نظر بامکان ذاتی اب بھی مقدور جناب باری ہی اور
ذاتی کے کیونکہ یہ انقلاب ہے
یہ جو بعض اشخاص کہتے ہین کہ یہ امر متنازع فیہ نہین چنانچہ افادات صمدیہ مین لکھا ہی خلاف واقع
ہی اسواسطی کہ مطلوب اسیقدر رہی کہ مثل آنحضرت صلعم مقدور جناب باری ہی خواہ باعتبار
جمع ہو خواہ باعتبار بدل اور یہ جو افادات صمدیہ مین لکھا کہ اس صورت مین مماثلت اور اشتراک نہوا
محض خطا ہی اسواسطے کہ اشتراک دو طرح پر ہوتا ہی ایک بطریق جمع کے ایک بطریق بدل جیسے
تکثر دو طرح پر ہوتا ہی ایک تکثر جمعی ایک تکثر بدلی اب دو تین قول علمای دین کی سن
لینا چاہئین شیخ شرف الدین یحیی منیری اپنی مکتوبات مین فرماتی ہین چون درعظمت وعزت وی بیا ری
او نظر کنی ہمہ موجودات عالم را عدم بینی و چون بسلطان و قدرت او نگری ہمہ معدومات را موجود
یابی اگر خواہد ہر لحظہ صد ہزار چون محمد صلعم بیافریند و ہر نفسی از انفاس الشان مقام قوب قوسین دہد
در جلال او ذرہ زیادت نگردد اگر خواہد ہر نفسی صد ہزار چون فرعون بیافریند تا دعوی انا ربکم الاعلی
کند در جلال و کمال او ذرہ کم نگردد اگر خواہد ہر چہ بر روی زمین کافری و مشرکی ہست در دریای
رحمت غرق کند از صفت قہر او ذرہ کم نگردد اگر خواہد ہر چہ در عالم نبی و ولی ہست ہمہ را در یک
سلسلہ قہر کند و خالدا و مخلدا در عذاب الیم بدارد از صفت رحمت وی ذرہ کم نگردد انتہی امام
محمد غزالی کیمیای سعادت مین لکھتے ہین پس پاک از عیوب آنست کہ علم او را نہایت است و کدورت

جل را بآن راہ نیست و قدرت وی برکمال است کہ ہفت آسمان و زمین در قبضہ قدرت ویست
واگر ہمہ را ہلاک کند بہ بزرگی و بادشاہی او ہیچ نقصان نبود و اگر صد ہزار عالم دیگر در یک لحظہ
بیافریند تواند و یک ذرہ از عظمت او زیادہ نشود کہ زیادتی را بآن راہ نیست اور بھی لکھتے ہین
بس قدرت اوبی نہایت است کہ آسمان و زمین و ہرچہ درمیان آنست از جن و انس و حیوان و نباتات ہمہ
اثر قدرت اوست و بر امثال اینہا الی غیر نہایت قادر است پس چگونہ روا بود کہ بہ نسبت قدرت دیگری را
جزوی از قدرت دارند انتہی اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتی ہین وثالثہا ان الایۃ تقتضی
تیسرے یہ کہ اس آیت میں الطاف الٰہی
مزج اللطف بالعنف لانہا تدل علی القدرۃ علی ان یبعث فی کل قریۃ مثل محمد صلعم نذیرا وانہ لا حاجۃ
کیساتھ جنہم ... بھی مخلوط ہے ہوا ہے اس لیکہ وہ آیہ دلالت کرتی ہے کہ ہر گانون مین مثل محمد صلعم کے رسول بھیجنے کی خدا کو قدرت ہی اور یہ کہ انکو حضرت کی جانب
بالحضرۃ الا لمنتہ الی محمد النبیۃ و قولہ لو تدل علی انہ لا یفعل ذلک فبا لنظر الی الاول یحصل التاذی
احتیاج نہین ہے اور لفظ لو سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایسی کریگا نہین پس بنظر اول مضمون کا ثبت آنحضرت کو حاصل ہے اور باعتبار ثانی اعزاز
وبالنظر الی الثانی یحصل الاعزاز انتہی اور تفسیر زاہدی مین ہے اگر ما خواستمی در ہر شہر و دیہ
ظاہر ہے ۱۲
رسولی فرستادمی چون تو تا بیم دادی خلق را نفرستادیم و ترا بدین دادن مخصوص گردانیدیم تا
شرف ترا بودی انتہی اور مکاتیب حضرت یحیی منیری مین ہی دگاہ گویند ولو شئنا لبعثنا فی
کل قریۃ نذیرا اگر خواہیم چون تو در ہر دیہ فرستیم انتہی اور امام فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر مین چند
جگہہ لکہا ہی کہ اگر اللہ تعالی چاہی تو مثل لاکہہ عالم مثل اس عالم کی پیدا کردی پس جو شخص امکان
مثل آنحضرت صلعم کا انکار کرتا ہی اوسنی حقیقت قدرت پروردگار کو نسمجہا اب بعض دلائل اور
شبہات منکرین قدرت کی بیان کی جاتی ہین پہلا شبہہ یہ ہی کہ حق تبارک و تعالی نی قرآن مجید مین
فرمایا ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اگر مثل آنحضرت صلعم کی ممکن ہوگا تو لازم آویگا کذب باری

عز اسمه اور کذب باری محال بالذات ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ کذب جناب باری عز اسمه استحالہ نہین لازم
آوے کہ مثل آنحضرت صلعم موجود اس عالم مین اور متحقق خارج مین ہو اور یہہ ہم نہین کہتے بلکہ
مقدور ہونا مثل آنحضرت صلعم کا بیان کرتی ہین اور اگر امکان سی کذب لازم آوے تو چاہیے
کہ حق تبارک و تعالی اسبات پر قادر نہو کہ کسی کافر و گنہگار کو جنت مین لیجاوے یا کسی صالح اور
بزرگ کو عذاب کری حالانکہ یہہ خلاف مذہب اہل سنت ہی اور بہی لازم آوے کہ ہم کسی شخص
سے وعدہ سو روپیہ دینے کا کرین تو ہم کسی اور شخص کے دینے پر قادر نہون وہو باطل بالبداہتہ اور یہی وجہ
ہی کہ تمام علماء محققین نے کتب اصول اور کلام مین تصریح کی ہی کہ خبر اور علم باری موجب استحالہ ذاتی
شی کا نہین ہوتا مثلاً خدا تعالی نی کسی چیز کی خبر دی تو یہہ خبر دینا موجب اسکا نہین ہوگا کہ اسکا خلاف
قدرت جناب باری مین نرہی شرح عقاید نسفی مین ہے وتقریرہ انہ لو کان جایزا لما لزم من فرض
اور تقریر اسکی یہہ ہیکہ اگر جایز ہوگا تو لازم نہ آویگا اسکے فرض
ووقوعه محال ضرورة ان استحالة اللازم یوجب استحالة الملزوم تحققا لمعنی اللزوم لکنه لو وقع لزم کذب
سے محال اسواسطے کہ ضرور ہے کہ استحالہ لازم موجب استحالہ ملزوم ہوتا ہے تحقیقا لمعنی الملزوم لیکن وہ اگر واقع ہوگا تو کذب کلام الہی لازم
کلام الله وهو محال وهذه نكتة في بيان استحالة كل ما يتعلق علم الله وارادته واخباره بعدم وقوعه وحاصله
آئیگا اور وہ محال ہے اور یہہ نکتہ ہی بیان محال ہونے مین ہر اس چیز کے کہ متعلق ہے علم اللہ اور ارادہ اللہ تعالی کا یا خبر دی ہے عدم وقوع کی اور حاصل
انا لا نسلم ان كل ما يكون ممكنا في نفسه لا يلزم من فرض وقوعه محال وانما يجب ذلك لو لم يعرض له
اسکا یہہ ہیکہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ جو ممکن بالذات ہوتا ہے اسکے فرض وقوع سے محال لازم نہین آتا اور یہہ اسوقت ہوتا ہے اگر اسکو امتناع بالغیر
الامتناع بالغير الا ترى ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته واختياره فعدمه ممكن في نفسه
عارض ہو کیا نہین جانتا ہے تو کہ خدا تعالی نے جو کہ عالم کو اپنی قدرت و اختیار سے پیدا کیا ہے لہذا عدم اوسکا ممکن بالذات ہے مگر لازم
الا انه يلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل ان الممكن لا يلزم
آتا ہے اوسکے فرض وقوع سے تخلف معلول کا سی علت تامہ سے اور وہ محال ہے حاصل یہہ کہ ممکن کے فرض وقوع سے محال بالنظر الی ذاتہ لازم نہین آتا
من فرض وقوعه محال بالنظر الى ذاته واما بالنظر الى امر زائد على نفسه فلا نسلم انه لا يستلزم المحال
ہے اور باعتبار امر زائد یہہ مسلم نہین کہ ممکن کو مستلزم محال نہو وہ مسلم نہین ہے ۱۲
انتهى ولا يخرج الممكن عن الامكان بعلم الله تعالى ان ذلك الممكن واقع او ليس بواقع فان العلم مطابق
اور نہین نکل جاتا ممکن امکان سے خدا کی جاننے سے کہ یہہ ممکن واقع ہوگا یا واقع نہوگا اسواسطے کہ علم مطابق معلوم کے ہوتا ہے

للمعلوم او بخبر اللہ تعالی بانہ واقع اولیس بواقع فان الاخبار کالعلم ولا یقتضی علمہ وخبرہ تعالی العدم
اور ایسی ہی علم خدا کی خبر دینے سے بہی کہ یہہ ممکن واقع ہوگا یا واقع نہوگا امکان سے خارج نہوگا اسواسطے کہ اخبار بہی مثل علم کے ہے پس
وقوعہ ان یکون ممتنعا انتہی قاعدہ مسلم اہل اصول اور کلام کا ہی چنانچہ مسلم الثبوت اور معتنم الحصول
اور علم و خبر اللہ تعالی بعدم وقوع الممکن مقتضی اسکو نہیں ہی کہ ممکن ممتنع ہوجاوے ۱۲
اور تفسیر بیضاوی اور شرح مواقف ابہری آور شروح تحریر ابن ہمام اور شرح مختصر الاصول اور کشف بزدوی
وغیرہ مین بہی خلاصہ اس مضمون کا موجود ہی اور ایک شبہہ منکرین قدرت کا یہہ ہی کہ امام فخر الدین
رازی نی تفسیر کبیر مین لکہا ہی کہ خلاف مقتضی او معلوم الہی مقدور جناب باری نہین اور مثل
آنحضرت صلعم کا بہی خلاف معلوم الہی ہی پس یہہ بہی مقدور الہی نہوگا سو یہہ بات بہی نہایت پوچ
ہے اسواسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہی کہ ایک مخالف کی بہی ہدایت پر کہ ہدایت اوسکی خلاف معلوم
الہی ہو اللہ تعالی قادر نہووی اور اسیطرح لازم آتا ہی کہ ایک محتاج غریب بیکس کے امداد کرنے پر
حق تعالی قادر نہووی اگر اوسکی محتاجگی کی ساتھہ علم خدا کا متعلق ہوا ہو جیسا کہ اکثر اشخاص اس قسم کی دنیا مین
پائی جاتی ہین اور تمام عمر محتاج رہکر مر جاتی ہین اور قطع نظر اسکی تمام کتابین علم کلام اور اصول اسکے
خلاف پر ناطق ہین اور خود امام فخر الدین رازی نی بہی تفسیر کبیر مین تحت آیہ کریمہ ولو شئنا لبعثنا
فی کل قریۃ نذیرا مین لکہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ خلاف معلوم الہی مقدور ہی کما فی تفسیر
آیہ کریمہ ان تعذبہم فانہم عبادک مین لکہا کہ ہماری نزدیک اگر اللہ چاہی تو اچہی لوگون کو جہنم مین
لیجاوے اور برون کو جنت مین انتہی تہا یہہ کیسی بات ہی کہ خلاف عقل اور نقل ان لوگون کی قلم
اور زبان پر گذرتی ہی آور محصل کلام امام رازی کا یہہ ہی کہ حواریون کے قول مین جو ہل یستطیع ربک
وارد ہی مراد اس استطاعت سے استطاعت علی وجہ الحکمۃ نہین جیسا کہ معتزلہ جو قائل وجوب اصلح

کی ہین کہتے ہین بلکہ اشاعرہ کی موافق اسکی یہہ معنی ہین جو امام رازی نی لکھی آور یہہ مطلب نہین کہ یہہ بات
نفس الامر مین صحیح ہی تاکہ خلاف معقول اور منقول اور خود لوگونکی کلام کی مناقض ہوجاوے اور ایک شبہہ
جو ان لوگون کی نزدیک بہت ہی قوی ہی وہ یہہ ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم کی بعض صفات مین سے
یہہ ہی کہ ہو اول من تنشق عنہ الارض و اول من یحرک حلق الجنۃ پس اگر دوسرا شخص اس صفت
آنحضرت صلعم اول اون لوگون سے ہونگے جنسے زمین شق ہوگی قیامت کے روز اور اول اون لوگون سے ہونگے جو جنت کی زنجیر ہلانے کو
مین شریک ہو تو تعدد اول کا لازم آتا ہی اور اول متعدد نہین ہوتا چنانچہ تلویح اور توضیح مین ہے
کہ اگر امام کسی شخص سی کہی کہ من دخل اولاً فی الحصن فلہ من النفل کذا پس اگر ایک شخص داخل ہوگا تو
جو شخص داخل ہووے اس قلعہ مین اول اوسکو اتنا مال زیادہ ملیگا
مستحق پوری نفل کا ہوگا اور اگر دو یا تین داخل ہوونگی تو ان تینون مین سے کسیکو نہین ملیگا اسواسطی کہ
اول متعدد نہین ہوتا جواب اوسکا کئی طرح پر ہی اول یہہ کہ تعداد اولون کا اول حقیقی مین گو باطل
ہو لیکن اول اضافی مین یہہ تعدد محال اور باطل تو نہین قرآن مجید اور حدیث شریف اور اقوال
بلغاسی یہہ بات ثابت ہوتی ہی بخاری شریف مین ہی اول من قدم علینا مصعب ابن عمیر و
اول اون لوگون سے کہ آئے ہمارے پاس مصعب ابن عمیر
ابن ام مکتوم باقی رہی یہہ بات کہ اول من تنشق عنہ الارض مین اولیت حقیقی ہی یا اضافی سو حال
اور ابن ام مکتوم ہین
اسکا یہہ کہ اولیت اول من تنشق عنہ الارض مین حقیقی باعتبار اون لوگون کے ہے کہ جنسے شق ارض
واقع ہوگا اور بہ نسبت اون لوگون کی کہ جنسے شق ارض ممکن ہی اولیت حقیقی ہرگز ممکن نہین اور
قطع نظر اسکی جو لوگ اس قسم کی احادیث سے استدلال کرتی ہین وہ یہہ بیان کرتی ہین کہ لفظ
اول کا ان حدیثون مین مضاف من کیطرف ہی اور من الفاظ عموم مین سے ہے پس اولیت جمیع
ما عدا سی مراد ہوگی سو یہہ بات محض غلط ہی چنانچہ ہمنی بخاری سی نقل کیا اور قرآن مجید مین سورۂ

طٰہٰ مین پروردگار نی فرمایا ہی قالوا یٰموسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون اول من القی اور سورہ شعرار
یا ڈال تو یعنی اولا اور یا ہون ہم لوگ اول من القی ۱۲

مین نقل فرماتا ہی انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا ان کنا اول المؤمنین دیکھو ان دونون آیتون
ہم امید رکھتے ہین اسکے کہ بخشدے خدا خطائین ہماری تحقیق ہم لوگ ہین اول المؤمنین ۱۲

مین لفظ اول کا مضاف بجانب من اور المؤمنین کہ الفاظ عموم سی ہین موجود ہی اور باوجود اسکے
اولیت مین شرکت بہی ہی اور جو ہدیہ احمدیہ مین عبارت بیضاوی کی متعلق آیت اولی نقل کی ہی
حیث قال در تفسیر بیضاوی نوشتہ ای اختر القائک اولاً او القائنا اولا او الامر القائک او القائنا
پس از نفس این آیت واضح شد کہ تعدد وشرکت در اولیت متصور نیست واولیت یکی منافی اولیت دیگری
است چہ سحرہ در اولیت القای خود واولیت القای حضرت موسی تردید نمودند اگر مقارنت ہر
اولیت القای آن متصور میبود تردید چہ معنی داشت انتہی سو مبنی بی تاملی پر ہی اسواسطے کہ بغیر تاویل
کی جو بیضاوی نی ذکر کی تردید صحیح نہین ہوتی ہی اسواسطی بیضاوی نی یہہ تقدیر نکالی ہی اور
جس شخص نی استدلال اس آیت کی ساتھہ ابطال قاعدہ مخترعہ منکرین مین کیا اوسکا مطلب یہہ ہے
کہ نکون صیغہ جمع متکلم کا ہی اور اوسکی خبر اول من القی واقع ہی اور جادوگر بہی بہت سے لوگ
تہی پس تعدد اول کا باوجود اضافت کے طرف من کے ثابت ہوا اس تقریر سی کچہ علاقہ نہین اور صاحب
ہدیہ احمدیہ نی دوسری آیت کی جواب مین جو عبارت تفسیر کشاف کی نقل کی وہ بہی مطلب سے بیگانہ ہی
اسواسطیکہ مقصود صاحب کشاف کا یہہ ہی کہ وہ لوگ اول المؤمنین کیونکر ہوسکتی ہین اوسکا جواب دیا
کہ اپنی لوگون مین جو ایمان لائی تہی وہ اول تہی اس تقدیر پر بہی مطلب ناقض سے یہہ بات کچہ
علاقہ نہین رکہتی اور حدیث کی جواب مین جو صاحب ہدیہ احمدیہ نی لکہا اگر بیک مجموع این حکم

نمودہ آید ازان لازم نیست کہ بر ہر یکی از احاد متعدد و منفردہ آن نیز ثبوت اتصاف بآن حکم متعدی
گردد چنانکہ بر ذی طبع سلیم و فہم مستقیم ظاہر است سو یہی نہایت لچر ہی اسواسطی کہ مطلب معترض کا
یہہ ہی کہ اگر قاعدہ تمہارا صحیح ہو تو یہہ کلام باطل ہو جاوے اور اوسکو صاحب ہدیہ احمدیہ نے مقبول کر لیا کہ تعدد
اول مین باوجود اضافت کی صحیح ہی اور یہی مطلوب معترض کا تھا علاوہ برین تاویل مجموعی کے ساتہ
کرنی خلاف متبادر ہی جب کوئی کہتا ہی کہ قریش افضل من عداہ تو متبادر اور قریب الفہم یہی
قریشی اپنے ماسوا سے افضل ہین
مطلب ہوتا ہی کہ ہر ایک قریشی باعتبار نسب کے افضل ہی ماعداہ سی اسیطرح اس عبارت کا حال ہی
جواب دوسرا یہہ ہی کہ جائز ہی اسد تعالی لاکہہ یا دو لاکہہ عالم مثل اس عالم کی پیدا کری اور اونمین
اول مین تشق عنہ الارض اور اشخاص کو گردانی اور یہہ امر اہل دین کے نزدیک کسیطرح ممتنع نہین
چنانچہ اوپر مذکور ہوا جواب تیسرا اس شبہ کا یہہ ہے کہ تلویح اور توضیح سی جو تمنے عدم تعدد اول کا
نقل کیا تو اس سے لازم آتا ہی کہ جو شخص من دخل ہذا الحصن اولا ہو تو اوسکا مثل بہی ممتنع ہو جاوے
گو وہ شخص اجلاف اور کفار مین سے ہو اور التزام اوسکا محض کفر ہی علاوہ برین آنحضرت صلعم کا ممتنع
المثل ہونا کمالات مین بہی نہوا کہ اولی مرتبہ کی لوگ بہی اس صفت مین شریک ہونگی جو تہا جواب یہہ
ہی کہ یہہ امر یعنی مقدور نہونا مثل آنحضرت صلعم کا بسبب ایسی بات کے نہین کہ یہہ فعل یعنی کسی شخص کو اول من
تنشق عنہ الارض کرنا ایسی مشکل بات ہی کہ کسی شخص کہ ہو نہین سکتی جیسے اجتماع نقیضین اور
ارتفاع نقیضین کہ اسکا کرنا محال اور متعذر ہی یا ممکنات مین خلق آسمان و زمین کہ ایک
بڑی عمدہ چیز ہی اور کوئی شخص اسکو سوای اسد تعالی کی کر نہین سکتا اگر خدا تعالی تشق ارض

غیر آنحضرت صلعم سی اول کردی تو اسمین کچھہ استحالہ نہین بجز اسکی کہ خلاف اخبار الٰہی ہوجاوی اور حضرت
مین یہہ صفت نرہیگی اور اس سی ہرگز امتناع ذاتی ثابت نہین ہوتا اگر بنظر اس فعل کے کہ یہہ فعل البتہ
متعذر اور محال ہی کہ پروردگار کی قدرت سے خارج ہی امتناع ثابت ہوتا تو مفید مدعا تھا الغرض یہہ
دلیل بہی نہایت پوچ ہے اور جو نقوض وارد ہ کو التزام کرلیتی ہین وہ قابل تسلیم والتزام نہین نہایت
مافی الباب جو اس دلیل سی ثابت ہوتا ہی وہ اسقدر ہی کہ بعضی الفاظ اور بعض خواص ایسی ہین
کہ انمین اشتراک جمعی نہین ہوسکتا سو یہہ بات آخر ہی اصل مسئلہ سی اور اس سی بڑا فرق ہی کفار اور مشرکین
اور فساق بیدین مین ہی جو نہایت رذول ہون بعض خواص ایسی پائی جاتی ہین کہ اشتراک
اونکا بطریق جمع متعذر رہی حالانکہ اونکی مثل کو کوئی خارج اللہ تعالی کی قدرت سی نہین بتلاتا
علاوہ برین الفاظ سی مثل اول وغیرہ کی کہ استعمال اہل لسان سے معنی اوسکی متغیر ہوجاتی ہین
استدلال کرنا ایسی مسائل عظمی مین نہایت ناواقفی ہی مثلاً اگر فصحاء عرب سے اطلاق لفظ اول کا
بمعنی حقیقی کی ثابت متعدد پر ہوجاوی تو یہہ مدعا مخالفین کا غلط قرار پاوی چنانچہ تہذیب الاسماء
واللغات نووی سی معلوم ہوتا ہی قال ابو علی اتفق اصحابنا علی انہ یقع الطلاق ولیس من شرط
کہا ابو علی نے متفق ہین اصحاب ہمارے اس امر پر کہ طلاق واقع ہوجاویگی اور لڑکے کا اول
کونہ اولا ان تلد بعدہ آخر انما الشرط ان لا یتقدم علیہ غیرہ وحکی المتولی انہ لا یقع الطلاق فی ہذہ المسئلۃ
ہونیمین یہہ شرط نہین ہے کہ اوسکے بعد دوسرا بہی ہو اول ہونیمین یہی کافی ہے کہ اوس پر کسیکو تقدم نہو اور حکم کیا متولی نے کہ طلاق نہ واقع ہوگی اس صورت
قال لان الاول یقتضی آخر کما ان الآخر یقتضی اولا وہو شاذ ضعیف مردود وقد ذکرت
مین اسواسطے کہ اول مقتضی ہے آخر کو جسطرح کہ آخر اول کو مقتضی ہے اور یہہ قول شاذ ہے ضعیف ہے مردود ہے اور ذکر کیا ہے مینے اس مسئلہ کو
فی الروضۃ اور شامی حاشیہ در مختار مین ہے قولہ وان الاول اسم لفرد سابق فیہ ان المعتبر عدم تقدم غیرہ
اس قول مین کہ اول اسم ہے فرد سابق کا یہہ اعتراض ہے کہ معتبر اول مین عدم تقدم
منہ ۱۲
علیہ لا السابق لا یوہم وجود لاحق وہو غیر شرط کما یاتی قال او ضح ان یقول والاول اسم لفرد لم یتقدمہ
غیر کا ہے اوس پر نہ لفظ سابق اس سے وہم وجود لاحق کا ہوتا ہے حالانکہ یہہ شرط نہین جیسیکہ اویگا بس واضح یہہ کہ کہتا اول اسم ہے اوس فرد کا کہ اوپر

غیرہ افادہ ط اور یہی ادسمین ہے، قولہ اذا لا بد للآخر من الاول الخ قال فی الفتح وہذہ المسئلۃ مع
کوئی تقدم ہو طحطاوی نے یہہ کہا ہے تو اسواسطے کہ مرو جو ... کے دل ... کما فی فتح القدیر میں یہہ مسئلہ سے مع اوسکی کہ مقدم
التی تقدمت تحقق ان المعتبر فی تحقق الآخریۃ وجود سابق بالفعل وفی الاولیۃ عدم تقدم غیرہ لا وجود
ثابت ہوتا ہے کہ معتبر وجود آخر میں تحقق ... بالفعل اور اول مین متقدم ہونا غیرکا ... وجود ...
آخر متاخر عنہ والالام لیحق بالمشتری فی قولہ اول عبد اشتریتہ فہو حر اذا لم یشتر بعدہ غیرہ انتہی آمنکرین
ورنہ اسکی ... لازم ... اول ... آزاد ...
قدرت کہ امتناع مثل آنحضرت کو فضیلت تصور کرتی ہین اور وصف اولیت اور خاتمیت کو جسمین
ہزارہا فساق وفجار بلکہ کفار اشرار اور حیوانات ونباتات اور جمادات واکثر انواع مخلوقات شریک
وسہیم ہین باعث اوسکا الکہتی ہین اور اوصاف کمالیہ آنحضرتؐ مثل شفاعت کبری وحصول
مقام قاب قوسین اوسمعراج اور کثرت ثواب وقرب رب الارباب اور اوکی دین کا ناسخ ادیان
ہونا الی غیر ذلک من الکمالات التی لا تعد ولا تحصی کو فضائل مختصہ واوصاف خاصہ آنحضرت سی ہین
مماثل کو مقدور باری وممکن ذاتی بتاتی ہین حالانکہ بہہ بیان اوپر سی ہی کہ اولیت وخاتمیت
مستلزم فضیلت نہین دیکہو حضرت علی کہ خاتم الخلفا ہین اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلفای ثلثہ سے
افضل نہین اور ایسی ہی حضرت آدم وحضرت نوح کہ اول الانبیاء واول الرسل ہین اور انبیاء و
رسل سی اونکو ترجیح وفضیلت نہین پس معلوم ہوا کہ مافی الضمیر ان لوگون کا اثبات عجز وتنقیص قدرت
حق تبارک وتعالی ہی پس اور تقریر امتناع اشتراک اول وخاتم سی مقصود اضلال عوام ہی اور بالکل
لغو وعبث اور ایک شبہ مخالفین کا یہہ ہی کہ تورپشتی نی معتمد مین کہا نہ آنکس کہ گوید بعد از وی نبی
بود یا ہست یا خواہد بود آنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافر است انتہی جواب اسکا یہہ ہے
کہ پوری عبارت تورپشتی کی دیکہنی سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مستدل مطلب تورپشتی کا اچھی طرح نہ سمجھا

کیونکہ تورپشتی نی کہا وجہہ اللہ این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازان است کہ آنرا بکشف وبیان حاجت افتد اما اینقدر را از ترس آن بیان کردم کہ مبادا زندیقی جاہلی را وسوسہ بہتی اندازد و بسیار باشد کہ ظاہر بیان بند کردن و بہ منطریق پا درنہند کہ خدا بر ہمہ چیز قادر است کس قدرت را منکر نیست اما چون خدا از چیزی خبر دہد کہ چنین خواہد بود یا نخواہد بود جز چنان نباشد کہ خدا ازان خبر داد کہ بعد از وی نبی دیگر نباشد الخ پس اس عبارت سی صریح معلوم ہوتا ہی کہ مراد تورپشتی کی لفظ امکان سی امکان شرعی یا نفس الامری ہی اور وہ مضر ہماری مدعا کو نہین تورپشتی نی خود کہا کس قدرت را منکر نیست اور استدلال کیا اخبار الہی کی ساتھ اور کہا جیسی پروردگار خبر دیتا ہی ویسی ہی ہوتا ہی پس معلوم ہوا کہ مراد تورپشتی کی امکان سے امکان وقوعی ہی نہ امکان عقلی اور چونکہ یہان مانع شرعی موجود ہی اسواسطی امکان شرعی اور وقوعی نبی کا بعد آنحضرت صلعم کی نہین ہے ہدیۃ الحق مین جو لکہا در علم کلام جائیکہ نفی امکان وارد می شود دران بی قیام دلیل نفی امکان مراد داشتن دلالت بر محض ناواقفیت میدارد سو محض ناواقفی ہی اسواسطی کہ تحفہ وغیرہ مین بہت جگہ لفظ امکان کا بمعنی امکان شرعی اور عادی کی مستعمل ہی اور ایسی متکلمین کے کلام مین جیسے کہ تورپشتی تہی اکثر استعمال لفظ امکان کا بمعنی شرعی مستعمل ہی علاوہ برین دلیل اس ارادہ کی بہی انکی کلام مین مذکور ہی کیونکہ اگر نفی امکان عقلی کی انکو منظور ہوتی تو یون کہتی کہ ممتنع عقلی مقدور الہی نہین ہوتا اور یہ وہ شی ہی اخبار الہی کی ساتھ استدلال کیون کرتی اور یہ جو ہدیۃ الحق مین لکہا مثلاً مقتدای اسماعیلیہ باستدلال بعموم قدرت نقیض قدرت نقیصہ شنیعہ کذب

و بار تفصیل دیدہ آمد بر تو لیکن انتفاع بحم شد تا ہم می گرداند اگر چہ رو وا گفتہ آید کہ کسی قدرت را
منکر نیست اما چون او تعالی خبر دادہ فرمودہ بجز چنان نباشد کہ او فرمودہ نہ آنکہ کسی گوید کہ تحقیق مقدور نیست
شدن باشد آنکس خبر کرد نا اہل جہان ندانستہ ازین تقریر واضح شد قول شیخ و درست این کلام آنکہ
خواہ شود بلکہ نزدیک این است کہ بان مانند داخل قدرت و شیء است انتہی کلامہ پس ظاہر ہے
اسواسطی کہ اگر کوئی شخص قائل ہو صدق کلام جناب باری کا ہو اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ پروردگار
ہرگز جھوٹ نہیں بولتا ہی باوجود اسکی مقدوریت کذب کا بھی قائل ہو اور اسکی جواب میں منکر قدرت
کا کذب پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی قدرت را منکر نیست اما چون او تعالی کہ می ارشاد فرماید خبر چنین شدنی
کر دو فرمود و ترجیح اسواسطے کہ پہلا شخص کہیگا کہ تو جو دلیل لایا ہی وہ تیری مفید مدعا نہیں اور مطلب سے
بیگانہ ہی اسکا تو میں بھی قائل ہوں تقاضا امکان عقلی مقدوریت کذب میں گفتگو ہے اس
دلیل کو اوس سے کیا علاقہ آور جو شخص فہمیدہ ہوگا ہرگز تو اور شیخ کے کلام سے نفی امکان عقلی کی نہ سمجھیگا
اب اگر منتظر ہو تو کسی غیر مذہب کو کہ علم سے آشنائی رکھتا ہو حکم قرار دو تب حال بخوبی معلوم ہو جائیگا
مقدوریت بدین تو اور شیخ نے یہ کہا کہ کسی قدرت کا منکر نیست اس سے کیا مراد ہی اگر مراد یہ ہی کہ ختم
اسبات پر کہ نبی بعد آنحضرت صلعم کی ممکن عقلی ہی جیسا کہ اوس شخص نے جسنے ان اللہ علی کل شیء قدیر
سے دلیل پکڑی تھی بزعم المخالفین اللہ تعالی کو قدرت ہی اور کوئی قدرت کا منکر نہیں تو مطلوب
ہمارا حاصل ہوگیا اور استدلال مستدل کا باطل ٹھہرا اور اگر یہ مراد ہی کہ مطلق قدرت کا کسیکا انکار
نہیں تو مطلب سے بیگانہ ہی اسواسطی کہ وہ شخص بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ تم مطلق قدرت کے منکر ہو
اسبات کو کہتا تھا کہ یہ مقدور الٰہی ہی اور داخل تحت ان اللہ علی کل شیء قدیر ہے آب ہم دیکھتے ہیں

کہ ایک شخص اہل سنت وجماعت مین سی کسی شخص سے کہ مخالفین سی ہی یہہ سوال کری اور کہی کہ تم
کیونکر انکار قدرت اللہ جل جلالہ کا مثل آنحضرت صلعم پر کرتی ہو حالانکہ قرآن شریف مین ان اللہ
علی کل شیٔ قدیر موجود ہی اور اسکی جواب مین وہ شخص یہہ کہی کہ بی شک کوئی شخص قدرت کا منکر
نہین لیکن جسطرح خدا تعالی نی خبر دی ہی ویسا ہی واقع ہوگا تو ہر شخص جو تہوڑا سا بہی فہم رکہتا
ہوگا یہہ بات سمجہ لیگا کہ اس شخص کو اقرار ہی قدرت کا اس امر پر لیکن یہہ بات اوسکی سامنی کہی
جاوی جسکو تحقیق حق منظور ہو اور جو شخص جان بوجہکر مجادلہ کری اوس سے کیا کہا جاوے اور یہہ جو
ہدیۂ احمدیہ مین لکہا پس صورت استدلال آنکہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہست چنانچہ او تعالی
خبر دادہ و ہر کہ خاتم النبیین فرض کردہ شود وجود نبی بعد او عقلا محال است چہ مصداق اجتماع
النقیضین است و وجود او بنفسہ مستلزم عدم اوست بہی خطای محض ہی اور مبنی غفلت پر اسواسطے
کہ اخبار الہی کو اسمین کیا دخل ہی جب خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلعم کا مسلم ہوگا یہہ استحالہ
علی زعم المعترض لازم آویگا تقریر اجتماع النقیضین اور وجود او مستلزم عدم اوست ہرگز تقریر
توربشتی مین نہ صراحۃً نہ اشارۃً مذکور ہی اپنی طرف سی یہہ الفاظ بنا دی ہین اگر یہہ تقریر ہوتی
جیسے صاحب ہدیۂ احمدیہ کی ہی تو بی شک مفید مدعا تہی - ایک اور دلیل مخالفین پیش کرتی
ہین وہ یہہ ہی کہ ملا علی قاری نی شرح شفا مین لکہا و من المعلوم استحالۃ وجود مثلہ بعدہ انتہی یہہ
اور معلومات سے ہے ممتنع ہونا وجود مثل آنحضرت کا بعد اوسکے ۱۲
دلیل بہی نہایت پوچ ہی کیونکر معلوم ہوا کہ مستحیل سے یہان مراد مستحیل عقلی ہی محتمل ہی کہ مستحیل
شرعی مراد ہو اور لفظ من المعلوم بہی اسکا موید ہی اسواسطے کہ یہہ لفظ ایسی جگہہ بولا کرتی ہین کہ جہان

کوئی بات غیر ہو تعیین ہو اور استحالہ شرعی مخالفین کا باطل محض ہے چہ جائیکہ اہل اسلام کے نزدیک
مقرر ہو ایسا ہی اس عقیدہ کے لوگ مخالفین میں کبھی بکثرت آ جاتے ہیں علاوہ برین ملا علی قاری نے شرح حصن حصین
میں تحت قول ان یعتدی فی الدعا وان یدعو بمستحیل لکھا ہے فی شرعا وعادۃ مثل طلب النبوۃ بعد خاتم النبیین
اور یہ کہ حد سے گذر جائے دعا میں اور یہ کہ دعا کرے مستحیل کے لئے یعنی جو ممکن ہو محال شرعی ہو یا عادۃ جیسے طلب کرنا
او بعد وجود الآدمی انتہی یہاں سے خوب روشن ہو گیا کہ مراد ملا علی قاری کی استحالہ سے استحالہ شرعی ہی ہے صاحب
نبوت کا بعد ختم نبوت کے یا بعد وجود ہو جانا آدمی کے
ہدیہ احمدیہ نے لکھا ہے کہ شرح شفا ملا علی قاری دیدہ باشد بہ واز مقامات متعددہ تعین این ارادہ مخفی نیست الخ
سو یہ بات محض غلط ہے ہرگز ملا علی قاری کی شرح سے یہ تعین نہیں نکلتی اور عبارت شفا میں جو مستحیل فی حقہ ہے وہ بھی
شرح ملا علی قاری نے جو کچھ ہی سمجھا اسواسطے کہ قسم ثالث میں ایسی چیزوں کا بیان ہے کہ وہ عقلاً اور شرعاً حضرت
کے حق میں جائز نہیں ہیں کون کہتا ہے کہ مستحیل اور مستحیل بمعنی استحالہ عقلی کے مستعمل نہیں ہوتا مگر ہر مقام
دیکھنا چاہئے اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ مستحیل عقلی ہر جگہ بہ فقط اسی معنی میں مستعمل نہیں ہوتا کہ مفید ہو جناب
باری نحو قسم ثالث میں بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ کسی اہل دین کے نزدیک مستحیل عقلی باعتبار اس معنی
کے نہیں مستحیل عقلی کا بھی استعمال کئی معنی میں آتا ہے اور یہ جو ہدیہ احمدیہ میں لکھا از محال شرعی بودن نفی
استحالہ عقلی چگونہ لازم شد واین قول صراحۃً افترا است بر ملا علی قاری انتہی یہہ قول بھی کمال غفلت پر دلالت
کرتا ہے اسلئے کہ ملا علی قاری نے طلب نبوت کو بعد خاتم النبیین کے شرعاً محال قرار دیا اگر اونکے نزدیک عقلاً
بھی محال ہوتا تو ضرور اوسکو بھی لکھتے اور یہ عادت علما کی ہے کہ جو محال عقلاً ہوا کرتا ہے اوسکو یون نہیں کہتے
کہ یہہ شرعاً محال ہے اسواسطے کہ بہت سے محالات شرعیہ محال عقلی نہیں ہیں اور صاحب ہدیہ احمدیہ نے عبارت شرح
فقہ اکبر کی اپنے مفید مدعا سمجھکر نقل کی ہے وہ ہرگز مفید مدعا نہیں اسواسطے کہ یہہ قول مختار ملا علی قاری کا

کاہرگز نہیں اسواسطے وقد قیل کرکے نقل کیا ہی اور صراحۃ شرح فقہ اکبر مین اسکے خلاف موجود ہی + یہہ قول
بنا بر مذہب معتزلہ کی البتہ صحیح ہی یا یہہ کسی قائل غیر محقق کا قول ہی کما لا یخفی اور ایک شبہہ مخالفین یہہ بہی پیش
کرتے ہین کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات مین لکہا ہی فلذلک لا یمکن ان یوجد بعدہ نبی انتہی
پس اسواسطے نہین ممکن ہے کہ پایا جاوے بعد آنحضرت صلعم نبی
جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہان بہی وہی جواب ہے کہ امکان سی مراد امکان شرعی اور وقوعی ہے نہ امکان عقلی
یا مراد امکان عادی ہی چنانچہ لفظ من سنۃ اللہ اسپر دلالت کرتا ہی اور استعمال لا یمکن کا کلام شاہ ولی اللہ
مین امکان وقوعی اور عادی مین بہت جا پایا جاتا ہے اور یہہ جو بعض اشخاص کہتے ہین کہ عدم امکان کو صاحب
تفہیمات نے تشخص مفاض علیہ پر متفرع کیا ہی پس اس سے نفی امکان عقلی کی نکلی سو محض غلط ہی جو شخص پوری
عبارت تفہیمات کی دیکہی گا اوسکو یہہ بات معلوم ہوجاویگی یہہ تشخص باعتبار عادت الٰہی اور باختیار اللہ تبارک
وتعالیٰ کی ہی یہہ مراد شاہ صاحب کی نہین کہ مثل اس تشخص کے حق تعالیٰ اور تشخص کو نہین دے سکتا عبارت تفہیمات

کی یہہ ہے تفہیم من سنۃ اللہ تعالیٰ فی خلقہ انہ اذا اتم واحد درجۃ و بلغ غایتہا فلا یمکن لاحد ان یبلغہا علی
عادت اللہ تعالیٰ سے ہے اوسکے خلق مین کہ جب تمام کر لیتا ہے کوئی شخص کسی درجہ کو اور پہنچ جاتا ہے وہ اوسکے غایت کو پس نہین
ذلک السنن ویستوطن غایتہا وذلک لسر عجیب الشان وہو ان الافاضۃ الایجادیۃ العددیۃ کما یقتضی
ممکن ہوتا ہے دوسرے شخص کو پہنچنا اوس درجہ پر اور مستطیع اور حاصل کرنا اوسکی غایت کا اور یہہ ایک سر عجیب الشان کی وجہ سے ہے اور وہ یہہ
تشخص المفاض بحیث لا یمکن ان یشارکہ فیہ غیرہ فکذلک الافادۃ التکمیلیۃ العودیۃ تقتضی تشخص الکمال
ہے کہ افاضہ ایجادیہ عددیہ جسطرح کہ مقتضے تشخص مفاض کو ہے اسطرح کہ نہین ممکن ہے کہ شریک ہوجاوے اوسمین کوئی اسیطرح افادہ
وتشخص المفاض علیہ بحسب الکمال فعلمنا من ہذا السبیل ان الفیض الذی یرزقہ عبدا من عبادہ
تکمیلیہ عودیہ مقتضے ہے تشخص کمال اور تشخص مفاض علیہ کو موافق اوس کمال کے پس جانا ہم نے اسوجہ سے کہ جو فیض عطا کیا ہے خدا نے کسی بندہ
لم یتکرر قط من لدن آدم الی آخر رجل یوجد عند القیامۃ علمنا ذلک صریحا حین جمعنا الکمالات باسرہا
کو مکرر کبہی نہین ہوا وہ وقت آدم علیہ السلام سے آخر اوس شخص تک کہ پایا جاویگا وقت قیامت کے جانا ہمنے صریحا جبکہ جمع کرنے سے کمالات تمام اپنے
فی قرب الملکوت والنشأۃ العودیۃ ہی المقادم فی الاعتبار فلم یزل الانبیاء یجمعون کمالا کمالا او لا یستقر
ملکوت مین اور نشأہ عودیہ مقدم فی الاعتبار ہے ہمیشہ رہے انبیا کہ جمع کرتے تھے ایک ایک کمال کو اور نہین باقی رہتا تہا وہ بعد اونکے مگر شعبہ اوسکا
من بعدہ الا فی شعباتہ انکان تابعا لہ او فی کمال آخر حتی وجد سید المرسلین فاستوطن آخر الدرجات و تشار
اگر اونکا کوئی تابع ہوتا تہا یا کمال آخر مین یہانتک کہ پائی گئی سید المرسلین کہ پہنچے وہ آخر درجات کو اور ایسے مرتبہ کو پہنچے کہ مشکل ہے تفصیل اوسکی اور

بین بہنا ایک نشاۃ لبعض تفضیلہا و صار خاتم فی الدورۃ تلک اور ممکن ان یوجد بعدہ نبی صلوات اللہ

جو خاتم ہو دورہ میں ... ممکن ہے کہ پایا جاوے ... کوئی نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ

وسلامہ علیہ انتہی اس عبارت کو جو فہمیدہ آدمی تامل سے دیکھیگا صاف کہدیگا کہ ہرگز مطلب شاہ ولی اللہ صاحب کا وہ

نہیں جو مخالفین سمجھی ہیں بلکہ مصنف کے نزدیک کلام شاہ ولی اللہ صاحب کا غبار ہے اور اوس میں سنت الہی

کا بیان ہے نہ یہ کہ پروردگار کو قدرت نہیں ورنہ حسب تحریر شاہ ولی اللہ صاحب کے صد ہا آدمی کا مثل ممتنع

ہو جاویگا آب ایک بات اور بہی سننی چاہئے وہ یہ کہ دوسرے نبی کا ممتنع بالغیر ہونا بسبب اسی طبقہ زمین کے ہے

اور خاتم النبیین ہونا دوسرے شخص کا دوسری زمین میں دوسرے سلسلہ کی واسطے شرعاً بہی ممکن ہے اور خلاف وعدہ

الہی کے نہیں واسطے تائید اس دعوی کی اتماما للحجۃ والالزام اور بقصد ابطال عقیدہ منکرین قدرت او استعمال

کلی فزعوم اہل بدعت کی ہم ایک حدیث کتب محدثین سے جسکو وہ لوگ بہی اپنی رسائل میں بلفظ ناقلین معتمدین

دین متین اور حاملین عرش شرع مبین حضرت سید المرسلین تعبیر کرتی ہیں نقل کرتی ہیں ابن جریر طبری کہ

صاحب تصحیح المسائل انکو طبقہ ترمذی اور نسائی میں لکھتی ہیں اپنی تفسیر میں لکھتی ہیں حدثنا عمرو بن علی و محمد

حدیث کی ہمسے عمرو بن علی اور

مثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی ہذہ الآیۃ قال

ابن مثنی نے محمد بن جعفر سے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے عمرو بن مرہ سے روایت کی ابو الضحی نے ابن عباس سے تفسیر اس آیت میں کہا

فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسیکم ونبی کنبیکم انتہی اور جلال الدین سیوطی

کہ ہر زمین میں آدم ہیں مثل آدم تمہارے کے اور نوح ہیں مثل نوح تمہارے کے اور ابراہیم ہیں مثل ابراہیم تمہارے کے اور عیسی ہیں مثل عیسی تمہارے

تدریب الراوی میں لکھتے ہیں اخرج الحاکم فی المستدرک من طریق عبید بن غنام النخعی عن علی بن حکیم عن

اور نبی ہیں مثل نبی تمہارے کے تمام روایت کی حاکم نے مستدرک میں طرف عبید ابن غنام نخعی سے انہوں نے علی ابن حکیم سے انہوں

شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح

شریک سے روایت کی عطاء ابن سائب نے ابو الضحی سے کہا ابن عباس نے ہر زمین میں نبی ہیں مثل نبی تمہارے کے اور آدم ہیں مثل آدم تمہارے

کنوحکم وعیسی کعیسی قال صحیح الاسناد ولم ازل اتعجب من تصحیح الحاکم لہ حتی رایت البیہقی قال اسنادہ صحیح لکنہ

شاذ بمرۃ انتہی اور تفسیر در منثور میں ہے واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان

وفی الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل
اور کتاب الاسماء والصفات میں ابو الضحی سے ہے کہ ابن عباس نے تفسیر قول اللہ تعالی ومن الارض مثلھن میں ساتھ زمینیں ہیں ہر زمین میں نبی ہے مثل
ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ
نبی تمہارے کے اور آدم مثل آدم کے اور نوح مثل نوح کے اور ابراہیم مثل ابراہیم کے اور عیسی مثل عیسی کے کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن ایک مرتبہ شاذ ہے
لا اعلم لابی الضحی علیہ متابعا انتہی اور تخریج احادیث شرح مواقف میں سیوطی نے لکھا روی الحاکم فی مستدرکہ
ہے ہمارے نزدیک ابو الضحی کا کوئی اسکا متابع نہیں معلوم ہوا ۱۲ اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں
عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی
کہا ابن عباس نے تفسیر میں آیت اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن سات زمین ہیں ہر زمین میں نبی ہے مثل تمہارے نبی کے اور آدم مثل آدم کے اور نوح مثل
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال صحیح انتہی اور
نوح کے اور ابراہیم مثل ابراہیم کے اور عیسی مثل عیسی کے کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲
لقط المرجان میں کہا ویدل لما قالہ الضحاک ما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم والبیہقی عن
اور مؤید قول ضحاک کا ہے وہ کہ روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی نے ابن عباس سے
ابن عباس رضی فی قولہ تعالی ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم
تفسیر آیت ومن الارض مثلھن میں کہ سات زمین ہیں ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی کی مانند اور آدم آدم کی مانند اور نوح نوح کی مانند ۱۲
ونوح کنوح اور فتح الباری شرح صحیح البخاری ابن حجر عسقلانی میں ہے ویدل للقول الظاہر
اور دلالت کرتی ہے قول ظاہر پر وہ
ما رواہ ابن جریر من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی ہذہ الآیۃ و
روایت کو نقل کیا ہے اسکو ابن جریر نے طریق شعبہ سے نقل کیا اونہوں نے عمرو بن مرہ سے اور انہوں نے ابو الضحی سے اور کہا انہوں نے ابن عباس سے تفسیر اس آیت میں ومن
من الارض مثلھن قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ مختصرا و
الارض مثلھن کہ ہر زمین میں مثل ابراہیم کے ہیں اور مثل ہر مخلوق کے ہے جو اس زمین پر ہے ایسے ہی مختصر ابن جریر نے روایت کو نقل کیا ہے اور اسکی
اسنادہ صحیح اخرجہ الحاکم والبیہقی من طریق عطاء ابن السائب عن ابی الضحی مطولا واولہ ای سبع
صحیح ہے اور حاکم اور بیہقی نے نقل کیا ہے اسکو طریق عطاء ابن السائب سے اور اونہوں نے ابو الضحی سے اور روایت کی اول اسکا یہ ہے کہ سات زمین ہیں اور ہر
ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم قال البیہقی
آدم ہیں مثل آدم تمہارے کے اور نوح ہیں مثل نوح تمہارے کے اور ابراہیم ہیں مثل ابراہیم تمہارے کے اور عیسی ہیں مثل عیسی کے اور نبی ہیں مثل نبی تمہارے کے کہا
اسنادہ صحیح الا انہ شاذ انتہی یہ ابن حجر اور جلال الدین وہ شخص ہیں جنکو صاحب سیف الاسلام
بیہقی نے اسناد اس حدیث کی صحیح ہے مگر وہ شاذ ہے ۱۲
نے بلقب حافظان احادیث خیر الانام ومحققان دین اسلام یاد کیا ہے اور عمدۃ القاری
شرح صحیح بخاری میں بدر الدین عینی جنکو سیف الاسلام میں امام کہا ہے لکھتے ہیں روی البیہقی
روایت کی بیہقی نے
عن ابی الضحی مسلم عن ابن عباس رض انہ قال اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن قال
ابو الضحی مسلم سے کہ کہا ابن عباس نے تفسیر میں اس آیت کے کہ اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان اور زمینیں مثل انکے پیدا کیں سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں نبی

سبع ارضين في كل ارض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوح وابراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى ثم قال اسناد هذا

الحديث عن ابن عباس صحيح وهو شاذ بمرة لا اعلم لابي الضحى عليه متابعا وروى ابن ابي حاتم من طريق

محمد عن مجاهد عن ابن عباس قال لو حدثتكم بتفسير هذه الآية لكفرتم وكفركم تكذيبكم بها اور مستدرک

ابو عبدالله حاکم میں ہے اخبرنا احمد بن يعقوب الثقفي ثنا عبيد بن غنام النخعي انبا علي بن حكيم ثنا شريك

عن عطاء بن السائب عن ابي الضحى عن ابن عباس انه قال الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض

مثلهن قال سبع ارضين في كل ارض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وابراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى هذا

حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه حدثنا عبدالرحمن بن حسن القاضي ثنا ابراهيم بن الحسين ثنا آدم بن ابي

اياس ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابي الضحى عن ابن عباس في قوله عز وجل سبع سموات ومن الارض

مثلهن قال في كل ارض نحو ابراهيم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه انتهى اور کتاب الا

والصفات بيهقي میں ہے اخبرنا ابو عبدالله الحافظ قال انا احمد بن يعقوب الثقفي قال ثنا عبيد بن غنام

النخعي قال انا علي بن حكيم قال ثنا شريك عن عطاء بن السائب عن ابي الضحى عن ابن عباس رضي الله

عنهما انه قال الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضين في كل ارض نبي كنبيكم

وآدم كآدم ونوح كنوح وابراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى واخبرنا ابو عبدالله الحافظ قال انا عبدالرحمن

بن الحسين قال ثنا ابراهيم بن الحسين قال ثنا آدم بن ابي اياس قال ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن

ابي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله عز وجل خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال

في كل ارض نحو ابراهيم عليه السلام اسناد هذا عن ابن عباس رضي الله عنهما صحيح وهو شاذ بمرة لا اعلم

لابی الضحی علیہ متابعا والله اعلم انتہی اور لباب فی علوم الکتاب ابن عادل نیشاپوری میں ہے فصل ورد
وارد ہوا
فی التنزیل ان السموات سبع ولم یات فی التنزیل ان الارضین سبع الا قوله ومن الارض مثلهن
قرآن میں کہ آسمان سات ہیں اور نہیں آیا قرآن میں کہ زمینیں سات ہیں سوا قول اللہ کے ومن الارض مثلهن کے اور وہ بھی تاویل کو محتمل ہے لیکن احادیث کثیرہ
وهو محتمل للتاویل لکنه وردت احادیث کثیرة صحیحة تدل علی ان الارضین سبع کما روی فی الصحیحین عن
صحیحہ آئیں دلالت کرتی ہیں کہ زمینیں سات ہیں جیسا کہ روایت ہے صحیح بخاری و مسلم میں رسول خدا صلعم سے جو شخص کہ ظلم سے مقدار ایک بالشت کے زمین لیگا طوق پہنایا جاویگا
رسول الله صلعم انه قال من ظلم قید شبر من الارض طوقه الله من سبع الارضین الی غیر ذلک وروی الوا
اوسکے خدا سات زمینوں کا اور اسکے سوا اور حدیثیں ہیں اور روایت کی ابو الضحی نے نام اونکا مسلم ہے ابن عباس سے کہ کہا انہوں نے تفسیر آیت
واسمه مسلم عن ابن عباس انه قال الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین
الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن میں ہر زمین میں نبی ہیں مثل نبی تمہارے کے اور آدم ہیں مثل آدم کے اور نوح
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی قال البیهقی اسناده عن
مثل نوح کے اور ابراہیم مثل ابراہیم کے اور عیسی مثل عیسے کے کہا بیہقی نے اسناد اسکی ابن عباس سے صحیح ہے اور وہ شاذ ہے ایکبارگی
ابن عباس صحیح وهو شاذ بمرة لا اعلم لابی الضحی علیه متابعا انتهی اور مختصر مستدرک شمس الدین ذهبی میں ہے
نہیں جانتا ہوں لوگوں میں تا بعد ابو الضحی کے متابع الخ ۱۲
واما ما روی الحاکم وساقه باسناده وقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن غنام النخعی حدثنا علی
اور جو کہ روایت کیا حاکم نے اور بیان کیا اوسکو اپنی اسناد سے اور کہا حدیث کی ہم سے احمد بن یعقوب ثقفی نے الخ
بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس انه قال الله الذی خلق سبع سموات ومن
الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراهیم کابراهیم وعیسی
کعیسی فهو حدیث اسناده حسن واما ما روی باسناده عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن
پس یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور جو کہ روایت کیا اپنے اسناد سے شعبہ سے الخ
عباس فی قوله تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال فی کل ارض نحو ابراهیم فهو حدیث علی شرط البخاری
پس یہ حدیث شرط بخاری و
ومسلم ورجاله ائمة اور آکام المرجان بدر الدین شبلی میں ہے ویدل علی ما قاله الضحاک ما رواه الحاکم وقال
مسلم پر ہے اور راوی اسکے امام ہیں ۱۲ اور موید ہے قول ضحاک کے وہ روایت کہ حاکم نے نقل کی اور کہا
حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن
بیان کیا ہمسے احمد بن یعقوب ثقفی نے الخ
عباس قال ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح
وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذهبی اسناده حسن قلت وله شاهد قال الحاکم حدثنا عبید الله
کہا ہمارے استاد ذہبی نے اسناد اسکی حسن ہے میں کہتا ہوں کہ اسکے لئے شاہد بھی ہے کہا حاکم نے حدیث بیان کی ہمسے عبید الله

بنت الحسن حدیث شاذ نعیبہ من عمرو بن مرہ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قول اللہ تعالیٰ خلق سبع سموات ومن

الارض مثلهن قال فی کل ارض نبی کنبیکم آدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم ورجالہ ائمہ

[illegible]

عن الذین آتی من بعد ترجمہ کلام کرتے ہیں قول یہہ کہ یہہ حدیث شاذ ہے اور شاذ غیر مقبول ہوتی

کیونکہ وہ اقسام ضعیف سے ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ شاذ دو قسم پر ہے ایک یہہ کہ راوی ثقہ نقل روایت

میں ایسے ہی ارجح و اوثق کی مخالفت کرے دوسرے یہہ کہ راوی اوسمین منفرد ہو قسم اول عند الجمہور مردود

اور غیر مقبول اور ثانی مقبول ہو اور غیر مردود بخاری و مسلم اور صحاح ستہ میں بھی اس قسم کی حدیثیں

بکثرت موجود ہیں آبواسطے سخاوی اور ابن حجر نے کہا ہے فی الصحیحین وجد فیہا امثلۃ من ذلک ای من الصحیح

[illegible]

الموصوف بالشذوذ انتہی یہہ کلام سب علی میں منقول ہے مقدمہ شیخ ابن الصلاح میں ہے فان انفرد الراوی

[illegible]

بشیٔ نظر فیہ فان کان ما انفرد بہ مخالفا لما رواہ من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا

[illegible]

مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا الراوی

[illegible]

المنفرد فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ کما فیما سبق من

[illegible]

الامثلۃ وان لم یکن ممن یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ

[illegible]

من حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ بحسب الحال فیہ اور الفیۃ الحدیث میں زین الدین

عراقی نے کہا ہے وذو الشذوذ ما یخالف الثقۃ فیہ الملا فالشافعی حققہ + والحاکم الخلاف فیہ ما اشترط

[illegible]

وللخلیلی مفرد الراوی فقط + ورد ما قالا بفرد الثقۃ + کالنہی عن بیع الولا والہبۃ + وقول مسلم روی

[illegible]

الزہری + تسعین فردا کلہا قوی + واختار فیما لم یخالف ان من + یقرب من ضبط ففرد حسن +

[illegible]

وإن بلغ الضبط فصحيح أولى ... ورده ابن الصلاح ما قال

الحاكم والخليلي بأفراد الثقات الصحيحة وبقول مسلم الآتي ذكره فقال ابن الصلاح أما ما حكم الشافعي عليه بالشذوذ فلا

إشكال في أنه شاذ غير مقبول قال وأما ما حكيناه عن غيره فيشكل بما ينفرد به العدل الحافظ الضابط كحديث

إنما الأعمال بالنيات ثم ذكر مواضع التفرد منه ثم قال وأوضح من ذلك حديث عبد الله بن دينار عن

ابن عمر أن النبي صلعم نهى عن بيع الولاء وهبته تفرد به عبد الله بن دينار وحديث مالك عن الزهري عن أنس

أن النبي صلعم دخل مكة وعلى رأسه المغفر تفرد به مالك عن الزهري فكل هذه مخرجة في الصحيح مع أنه ليس لها إلا

إسناد واحد تفرد به ثقة قال وفي غرائب الصحيح أشباه لذلك غير قليلة قال وقد قال مسلم بن الحجاج للزهري

نحو تسعين حرفا يرويه عن النبي صلعم لا يشاركه فيه أحد بأسانيد جياد وقال فهذا الذي ذكرناه وغيره من مذاهب

أئمة الحديث يبين لك أنه ليس الأمر في ذلك على الإطلاق الذي أتى به الخليلي والحاكم بل الأمر في ذلك

على التفصيل نبينه فنقول إذا انفرد الراوي بشيء نظر فيه انتهى ... فتح الباقي شرح ألفية العراقي میں ہے ورد

ابن الصلاح ما قالا أي الحاكم والخليلي بفرد الثقة المخرج في كتب الصحيح المشترط فيه نفي الشذوذ فإن العدد

ليس بشرط فيه على المعتمد كحديث النهي عن بيع الولا بالقصر للوزن والهبة به فإنه لم يصح إلا من رواية عبد الله بن

دينار عن ابن عمر مع أنه في الصحيحين وقول أي ورد أيضا ما قالا بقول الإمام مسلم في باب الأيمان

والنذور من الصحيح روى الزهري نحو تسعين فردا لا يشاركه في روايتها أحد كلها قوي إسنادها وبعد

رده ما قالاه اختار مما استخرجه من كلام الأئمة فيما لم يخالف فيه الثقة غيره وإنما أتى بشيء انفرد به أن من يقرب

من ضبط ففرده حسن كحديث إسرائيل عن يوسف بن أبي بردة عن أبيه عن عائشة

قالت كان رسول الله صلعم اذا خرج من الخلاء قال غفرانك فقد قال الترمذي فيه حسن غريب لا نعرفه

الا من حديث اسرائيل عن يوسف عن ابي بردة الخ اور فتح المغيث شرح الفية الحديث میں سخاوی نے کہا

ہے الخ ۱۲

ولعل ان يرد ابن الصلاح كلاهما اختار مما استخرجه من صنيع الائمة فيما لم يخالف الثقة فيه غيره وانما اتى النفرد

ان يكن اليقرب من ضبطه التام فتفرده حسن ومنه حديث اسرائيل عن يوسف بن ابي بردة عن ابيه عن عائشة قالت

كان رسول الله صلعم اذا خرج من الخلاء قال غفرانك فقد قال الترمذي عقب تخريجه حسن غريب لا نعرفه

الا من حديث اسرائيل عن يوسف عن ابي بردة قال ولا نعرف في هذا الباب الا حديث عائشة

او من الضبط التام فصحيح فرده وقد تقدم مثاله او يبعد عنه بان لم يكن ضابطا اصلا فتفرده حينئذ فاطرح

ورد ما يقع لك منه وامثلته كثيرة وحينئذ فالشاذ المردود كما قاله ابن الصلاح قسمان احدهما الحديث الفرد

المخالف وهو الذي عرفه الشافعي وثانيهما الفرد الذي ليس في رواية من الثقة والضبط ما يقع جابرا لما

يوجب التفرد والشذوذ من النكارة والضعف انتهى اور مناسخ شرح مصابیح اور تدریب الراوی

ہم نے نہیں لکھے ۱۲

اور تقریب النووی اور اشاعۃ اللمعات وغیرہا میں اسی طرح لکھا ہے کہ مطلق شذوذ منافی صحت نہیں ہے یہ سب

کتابیں جانی ہوئی مقدمہ شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق کی ہی کا یہ لو اوسمیں بھی یہی تصریح موجود ہے کہ اس مدعی

کلام بعد تفتیش اور تحقیق محدثین عظام اور بمقابلہ تنقیح اور تصحیح ائمہ کرام کی لائق توجہ و خیال نہیں ہے منشاء

بقصد تحقیق حق شبہ سے تعرض کیا اور اسکا حل بہ شرح و بسط کر دیا کہ خالی فائدہ اور افادہ سے نہیں ہے دوسرا شبہ

یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ابن عباس پر موقوف ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ مرفوع کی دو معنی ہیں ایک مرفوع

صریح دوسرا مرفوع حکمی وہ یہ ہے کہ صحابی ایسی بات کہے کہ رائے اور اجتہاد کو اسمیں دخل نہ ہو اور وہ صحابی

الاسرائيليات سمي ذلك ايضا هو الفية عراقي مين ہے ۵ وما اتى عن صاحب بحيث لا * يقال رأيا حكمه الرفع على *
صحابی سے جو ایسے کہ منقول ہو کہ دخل عقل اوسمین غیر معقول ہو وہ مرفوع ہوگی

ما قال في المحصول نحو من اتى * فالحاكم الرفع لهذا اثبتا * اور شرح عراقي مين ہے اي وما جاء عن صحابي
جیساکہ محصول مین کہا مثل حدیث من اتی کے اور حاکم نے رفع اوسکا ساتھ احادیث کے ثابت کیا ۱۲ یعنی جو شئے کہ منقول ہے

موقوفا عليه ومثله لا يقال من قبل الراى حكمه حكم المرفوع كما قال الامام فخر الدين في المحصول فقال اذا قال
صحابی سے موقوفا اور مثل اوسکے راے سے نہ کہی جاتی ہو حکم اوسکا حکم مرفوع کا ہے جیسا کہ کہا امام فخر الدین نے محصول مین یعنی عبارت جس وقت کہے صحابی

الصحابي قولا ليس للاجتهاد فيه مجال فهو محمول على السماع تحسينا للظن به وقوله نحو من اتى كقول ابن مسعود
قول کہ اجتہاد کی گنجائش اوسمین نہو پس وہ سماع پر آنحضرت صلعم سے محمول ہوگا واسطے تحسین ظن کے اور قول اوسکا نحو من اتی مثل قول ابن مسعود کے

من اتى ساحرا او عرافا فقد كفر بما انزل على محمد صلعم وترجم عليه الحاكم في علوم الحديث معرفة المسانيد
جو شخص کہ آوے ساحر یا رمال وغیرہ کے پاس پس بتحقیق کفر کیا اوس ساتھ اوس چیز کے کہ نازل ہوئی ہے محمد صلعم پر باب مقرر کیا ہے حاکم نے علوم الحدیث

التي لا يذكر سندها عن رسول الله صلعم قال ومثال ذلك فذكر ثلثة احاديث هذا احدها وما قاله في المحصول
مین واسطے شناخت اون حدیثوں کے جنکے سند رسول خدا صلعم سے مذکور نہو اور بعد حدیثین اوسکے مثالین کہین منجملہ اوسکے روایت ابن مسعود بھی ہے اور

موجود في كلام غير واحد من الائمة كابي عمر بن عبد البر وغيره وقد ادخل ابن عبد البر في كتابه التقصي عدة احاديث
جو کہ محصول مین کہا موجود ہے کلام مین بہت سے ائمہ کے مثل ابو عمر بن عبد البر وغیرہ کے اور تحقیق داخل کی ہین ابن عبد البر نے اپنی کتاب تقصی مین چند

ذكرها مالك في الموطا موقوفة مع ان موضوع الكتاب لما في الموطا من الاحاديث المرفوعة منها حديث سهل
حدیثین کہ ذکر کیا ہے اونکو امام مالک نے موقوفا حالانکہ اوس کتاب مین احادیث مرفوعہ موطا کے لکھنے کا التزام کیا ہے منجملہ اونکے حدیث سہل

بن ابي حثمة في صلوة الخوف وقال في التمهيد هذا الحديث موقوف على سهل في الموطا عند جماعة الرواة عن
بن ابی حثمہ کے ہے صلوۃ الخوف مین اور کہا تمہید مین یہہ حدیث سہل پر موقوف ہے موطا مین راویون کے ایک جماعت کے نزدیک امام مالک سے

مالك قال ومثله لا يقال من جهة الراى اور فتح المغيث شرح الفية الحديث مين سخاوى نے اسیطرح لکھا ہے اور بعد
اور مثل اوسکے راے سے کہی نہین جاتی ۱۲

اوسکے کہا قال ابو عمر والداني قد يحكي الصحابي قولا يوقفه على نفسه فيخرجه اهل الحديث في المسند لامتناع
کہا ابو عمر و دانی نے کبھی حکایت کرتا ہے صحابی قول کو موقوفا اپنے نفس پر پس بیان کرتے ہین اہل حدیث اوسکو مسند مین بسبب امتناع ہونے کے

ان يكون الصحابي قاله الا بتوقيف كحديث ابي صالح السمان عن ابي هريرة انه قال نساء كاسيات عاريات مائلات
محالات سے ہے یہہ کہ کہا ہو صحابی نے بغیر خبر دلہی ہوے کے مثل حدیث ابو صالح سمان کے ابو ہریرہ سے کہ کہا عورتین کپڑے پہنے ہوے برہنہ خواہش کرنیوالیان

مميلات فمثل هذا لا يقال من قبل الراى فيكون من جملة المسند وقال ابن العربي في القبس اذا قال الصحابي
ولانیوالیان مثل اسکے نہین کہی جاتی جانب راے سے پس ہوویگی منجملہ مسانید کے اور کہا ابن عربی نے قبس مین کہ کہے صحابی قول بعید از قیاس

قولا لا يقتضيه القياس فانه محمول على المسند الى النبي صلعم ومذهب مالك وابي حنيفة انه كالمسند اور یہہ بھی ہے
پس وہ محمول ہوگا قول نبی صلعم پر اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ کا یہہ کہ وہ مثل مسند کے ہے ۱۲

وهو الظاهر من احتجاج الشافعي رحمه الله في الجديد بقول عائشة فرضت الصلوة ركعتين ركعتين من حيث اعطاه
اور یہی ظاہر ہے احتجاج شافعی رحمہ سے جدید مین ساتھ قول عائشہ کے فرض کی گئی تھی نماز دو دو رکعت انہون نے اسکو دیا اوسکو حکم مرفوع کا واسطے اسکے کہ اسمین گنجائش

حكم المرفوع لكونه مما لا مجال للراى فيه والا فقد نص على ان قول الصحابي ليس بحجة اور یہہ بھی اوسکا بیان ہے
راے کو نہین ہے ورنہ تصریح کی ہے امام شافعی نے کہ قول صحابی حجت نہین ہوتا ۱۲

واعلم انه قد الحق ابن العربي بالصحابة في ذلك ما يجيء عن التابعين ايضا مما لا مجال للاجتهاد فيه فنص على انه
في حكم المرفوع وادعى انه مذهب مالك قال ولهذا ادخل عن سعيد بن المسيب صلاة الملائكة خلف المصلي انتهى
تصحیح المسائل کے صفحہ ۲۳۹ مین لکہا ہی نقلا عن شیخ عبد الحق در رفع گاہے صریح بود چنانکہ گفتہ شده
گاہی در حکم صریح چنانکہ از صحابہ و تابعین کاری و چیزی نقل کنند کہ آنرا باجتہاد و فکر و عقل نتوان گفت جز بطریق
نقل بیان راه نبوت چنانکہ از احوال آخرت و اخبار ماضیہ و آنچه خبر دهد لیکن حکم رفع دارد انتہی اور شرح نخبہ ابن حجر
عسقلانی اور تدریب الراوی لمقدمہ شرح مشکوۃ عربی شیخ عبد الحق مین بھی یہہ امر مفصلا مذکور ہے تیسرا
اعتراض یہہ ہے کہ ابن عباس نے اکو اسرائیلیات سی لیا ہی چنانچہ قسطلانی نے ابن کثیر سے نقل کیا ہی جواب کا
یہہ ہے کہ یہہ بات بالکل غلط ہی بخاری شریف دیکہہ لو اسمین صاف لکہا ہی کہ حضرت ابن عباس مسلمانون کو
اہل کتاب سی لینی کو منع فرماتی تہی اور اونسے نقل روایت کو مکروہ و ممنوع سمجہتے تہے اور ابن کثیر کی
جانب اس امر کا منسوب کرنا بھی صحیح نہین معلوم ہوتا بظاہر قسطلانی کی غفلت پر مبنی ہے باب بیان الاذن
في الرواية والتحديث عن اخبار بني اسرائيل کتاب بداية ونهاية ابن کثیر مین ہی روى البخاري من حديث
روایت کی بخاری نے زہری سے
الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس انه قال كيف تسئلون اهل الكتاب عن شيء وكتابكم الذي
اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے ابن عباس سے کہ کیونکر پوچہتے ہو تم اہل کتاب سے کچہ حالانکہ تمہاری کتاب جو رسول خدا پر نازل ہوئی ہے
انزل على رسوله احدث تقرؤنه محضا لم يشب وقد حدثكم الله ان اهل الكتاب بدلوا كتاب الله وغيروه وكتبوا
ہر زمانہ مین اوسکو پڑہتے ہو خالص ہے غیر مخلوط اور تحقیق کہدیا تم سے اللہ نے یہہ کہ اہل کتاب نے کتاب اللہ کی تبدیل کر ڈالی اور بدل دیا اور لکہے اونہون نے
بايديهم الكتاب وقالوا هو من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا الا ينهاكم ما جاءكم من العلم عن مسائلتهم لا والله
اپنے ہاتہون سے کتاب اور کہا یہہ کتاب اللہ ہے تاکہ حاصل کرین اوسکے عوض منفعت کیا نہین منع کرتا ہے تمکو سوال سے جو علم کہ تمہارے پاس آیا قسم ہے خدا کی
ما رأينا منهم رجلا يسئلكم عن الذي انزل عليكم وروى ابن جرير عن عبد الله بن مسعود انه قال لا تسئلوا
نہین دیکہا ہمنے کسی آدمی کو اونمین سے کہ پوچہتا ہو تم سے اوس چیز کو جو نازل کی گئی تمپر اور روایت کیا ابن جریر نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا نہ سوال کرو تم
اهل الكتاب عن شيء فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا اما ان تكذبوا بحق او تصدقوا بباطل انتهى معهذا
اہل کتاب سے کچہ وہ ہرگز تمکو نہ بتاوینگے جب کہ وہ خود گمراہ ہو گئے یا تکذیب کروگے تم کسی حق کی یا تصدیق امر باطل کی

سخاوی نے یہہ تحقیق کیا ہی کہ صحابی سی جو ایسا امر منقول ہو کہ دخل اجتہاد و فکر اوسمین غیر معقول ہو وہ مرفوع
حکمی اور مسند نبوی ہی پر محمول ہوگا اگرچہ وہ صحابی اسرائیلیات سے لیتا ہو اور عراقی و عسقلانی کا اسباب مین کہ
اونکی نزدیک رفع حکمی مین اوس صحابی کا اسرائیلیات سے ناقل نہونا شرط ہی تعاقب کیا ہی عبارت اوسکی یہہ ہے قلت
مین کہتا ہون

وفي ذلك نظر فإن تحديث الصحابي المتصف بالأخذ عن أهل الكتاب بشيء من الأحكام الشرعية التي
کہ ایسے مرفوع گردانے مین نظر ہے اسواسطے کہ مستبعد ہے یہہ کہ صحابی جو اہل کتاب سے لیتا ہو تجویز کرے حکایت ایسی حکم شرعی کو کہ رائے کو گنجایش اوسمین نہو اہل کتاب سے
لا مجال للرأي فيها مستندا لذلك من غير عزو مع علمه بما وقع فيه من التبديل والتحريف بحيث سمى ابن عمرو
بلا حوالہ کے مع حصول علم تبدیل و تحریف کے جو اوسمین واقع ہوئی اسوجہ سے نام رکھا تھا ابن عمرو بن عاص نے اپنے صحیفہ نبویہ کا الصادقہ واسطے تمیز کے
بن العاص صحيفته النبوية الصادقة احترازا عن الصحيفة اليرموكية وقال كعب الأحبار حين سأل أبا مسلم
صحیفہ یرموکیہ سے اور کعب احبار نے جب کہ پوچھا ابو مسلم خولانی سے کیونکر پاتے ہو تم اپنی قوم کو انہوں نے کہا اکرام کرنیوالے کہا کہ نہیں تصدیق کی میری توریت
الخولاني كيف تجد قومك لك قال مكرمين مطيعين قال ما صدقتني التوراة لأن فيها إذا ما كان رجل حكيم في قوم
نے اسواسطے کہ اوسمین تو یہہ لکہا ہی کہ نہین ہوتا ہے مرد حکیم کسی قوم مین مگر یہہ کہ وہ اوسکے عداوت کرتے ہین اور حسد کرتے ہین اور مستبعد ہونا صحابی کا مقام تبلیغ
إلا بغوا عليه وحسدوه وكونه في مقام تبليغ الشريعة المحمدية كما قيل به في أمرنا ونهينا وكنا نفعل ونحو ذلك
شریعت محمدیہ مین جیسے کہ کہا گیا ہے امرنا اور نہینا اور کنا نفعل وغیرہ مین پس دور ہے اونکو اس سے خصوصا درحالیکہ منع کیا ہو عمر رض نے
فحاشاه من ذلك خصوصا وقد منع عمر رضي الله عنه كعبا من التحديث بذلك قائلا لتتركنه أو لألحقنك بأرض
کعب کو روایت اہل کتاب سے بدین الفاظ لازم ہے کہ چہوڑ دے تو اوسکو ورنہ بہیجدونگا مین تجہکو بندرون کی زمین مین اور اس سے
القردة وأصرح منه منع ابن عباس له ولو وافق كتابنا وقال إنه لا حاجة بنا إلى ذلك وكذا نهى عن مثله
زیادہ صریح ہے منع ابن عباس کے واسطے کعب کے اگرچہ موافق ہو وہ روایت ہماری کتاب کی اور کہا کہ نہین احتیاج ہے ہمکو اوسکی طرف اور ایسیہی
ابن مسعود وغيره من الصحابة بل امتنعت عائشة من قبول هدية رجل معللة المنع بكونه ينعت الكتب
نہی کی مثل اوسکی ابن مسعود وغیرہ نے صحابہ سے بلکہ احتراز کیا عائشہ نے قبول کرنے ہدیہ ایک آدمی سے اس سبب سے کہ وہ کتب متقدمہ کی صفت کرتا
الأولى ولا ينافيه حدثوا عن بني إسرائيل فهو خاص لما وقع فيهم من الحوادث والأخبار المحكية عنهم لما في
تہا یہہ حدیث کہ نقل کرو تم بنی اسرائیل سے اسکے مخالف نہین اسواسطے کہ یہہ خاص اون چیزون کے ساتھ ہے جو بنی اسرائیل مین حوادث واقع ہوئے ہین
ذلك من العبرة والعظة بدليل قوله عقبه في رواية فإنه كانت فيهم الأعاجيب وما أحسن قول بعض
باحالات اونکے جو منقول ہین اسواسطے کہ اونسے عبرت و عظمت پیدا ہوتی ہے اور دلیل اس تخصیص کی یہ ہے قول آنحضرت صلعم فانہ کانت فیہم الاعاجیب
أيمتنا هذا دال على سماع الفرجة لا الحجة كما بسطت ذلك كله واضحا في كتابي الأصل الأصيل في الإجماع على
بعد اسکے جو ایک روایت مین آیا ہے اور کیا اچھا کہا بعض ایمہ نے کہ یہہ دال ہے جواز سماع روایت بنی اسرائیل سے واسطے تفریح کے نہ واسطے حجت کے
تحريم النقل من التوراة والإنجيل انتهى اور بعض نساخ نے یہہ کہتے ہین کہ قسطلانی وغیرہ نے اسمین کلام کیا ہے
جیسا کہ سخاوی نے بیان کیا ہے اپنی کتاب الاصل الاصیل فی الاجماع علی تحریم النقل من التوراة والانجیل مین
اور احادیث احاد مثبت عقاید نہین ہوتین جواب اسکا یہہ ہے کہ قسطلانی کو یہانپر غفلت ہوگئی ہے اور

خلاف قواعد اہل حدیث کے اُنسی کلام کیا ہی اور عقائد مین مطلقاً احادیث احاد صحیح کا انکار بھی غلط ہی کیونکہ
بہت سے معجزات آنحضرت صلعم کے کہ بطریق احاد ثابت ہین باطل ہوجاوینگے شرح مواہب زرقانی مین ہے

قال القرطبی ولیست المسئلة من العملیات فیکتفی فیها بالادلة الظنیة وانما هی من المعتقدات فلا یکتفی فیها الا بالدلیل
کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے مسئلہ عملیات سے کہ اکتفا کر دیجاوے [illegible]
القطعی ورده السبکی فی السیف المسلول علی من سب الرسول بانه لیس من شرطها ان یکون قاطعا متواترا بل
[illegible] السیف المسلول علی من سب الرسول [illegible]
متی کان حدیثا صحیحا ولو ظاهرا وهو من روایة الاحاد جاز ان یعتمد علیه فی ذلک اور ایسا ہی شرح مواقف کے باب
[illegible]

اور خود قسطلانی نے کہا ومثل هذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی بات قسطلانی
اور مثل اسکے ثابت نہیں ہوتا ساتھ حدیث ضعیف کے
کی جو نزدیک حدیث صحیح سے ثابت ہوجاتی ہی افادات صمدیہ وغیرہ مین اس قسم کی اعتراض لکھے تھے سوانکا
جواب بخوبی معلوم ہوگیا اور یہ بھی جان لو کہ مردود ہونا دوسری قسم کی شاذ کا بھی متکلم فیہ ہی متفق علیہ نہین
اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف کی ابتدا مین موجود ہی بتصریح محدثین شاذ
ہی اور سبکے نزدیک مقبول اگر مطلقاً شذوذ منافی صحت ہوتا تو ہرگز قابل تمسک یہ حدیث نہوتی بعض صاحب
مرة کے معنی چند مرتبہ کے بتلاتے ہین حالانکہ صلیت مرة اور ضربت مرة کی معنی ہرگز کسی پڑھے لکھے کے نزدیک
یہ نہین کہ نماز پڑھی مینے بہت بار اور مارا مینے بہت بار اور عجب اس سے استدلال اونکا ہی کہ مرة اسم جنس ہے
اسکا اطلاق قلیل و کثیر پر آتا ہی کیونکہ [illegible] اسم جنس نہیں [illegible] علاوہ برین صراح مین موجود ہے
مرة یکبار بلکہ صرف منیر فصول اکبری مین بھی یہی بات مرقوم ہی لیکن مصنف افادات صمدیہ کو اس قسم کی باتون
کی بھی خبر نہین اور بعض صاحب انہین حضرات مین سے یہ بھی فرماتی ہین کہ مرة کے معنی بہت کے ہین یہ بھی
غلطی ہے مقدار اونکی خیال شریف مین نہین آیا کہ لا اعلم لابی الضحی علیه متابعا کی کیا معنی ہین الصاحب یہ تفسیر

بمرۃ کی ہی اور یہہ قول استاد صاحب افادات صمدیہ کا ہی انا للہ وانا الیہ راجعون ایک بات قابل لکھنے کی اور
ہی اور وہ یہہ کہ شاہ حمزہ صاحب کہ والد ماجد اچھی میان صاحب کے تھے اور صاحب تصحیح المسائل کے پیر کے
پیر ہین اپنی مثنوی مین کہ بہت بڑا نسخہ اوسکا ہمارے پاس موجود ہے لکھتے ہین

نظم

در شب معراج دیدہ مصطفی	صد ہزاران اشتران بی انتہا	میروند انہا قطار اندر قطار
لانہایت روز و شب بی انتظار	ہست دو صندوق بار ہر شتر	یک ازین زر و دیگر آن سر بسر
در ہمہ صندوق یکیک عالمی است	مثل این عالم در انجا کی کمی است	چون محمد دید ہمہ صندوق بانہا
ہم کلیم اللہ و عیسی اندران	کرد از جبریل استفسار شاہ	چیست این راز نہان برگو زراہ
جبرئیلا گفت ای شاہ جہان	من نمیدانم چہ اسرار ست آن	آن زمان کہ کردہ پیدا حق مرا
ہم چنین می بینم انجا لست روا	روز و شب این اشتران صندوق بار	بی نہایت میروند اندر قطار
نیست ما را از وجود شان خبر	راز حق را کی بدانم زین گذر	دنگ و حیرانم درین درگاہ او
بی بدایت بی نہایت راہ او	پیش خرگاہش ندارد کس گذر	نی پیمبر نی فرشتہ را اثر

انتہی – جو حضرات اس حدیث کی مضمون اور اوسکے نقل کو کفر بتلاتے ہین قطع نظر تکفیر حضرت ابن عباس
اور امام المحدثین شعبہ اور عطاء بن السائب و ابو الضحی اور امام ابو عبد اللہ حاکم اور امام ابو الحسن بیہقی کی اونکی
اعیان مستندین مثل ابن جریر صاحب تفسیر اور ابن حجر عسقلانی اور جلال الدین سیوطی اور بدر الدین عینی
وغیرہم کی بہی تکفیر بلکہ اونکی پیروونکی بہی تکفیر لازم آتی ہی جنکو معبودیت کی لوازم ثابت کرتی ہین ہمارے
مخالفین کا عجیب خیال ہی کہ جیسے پروردگار جل جلالہ سبی کا ہی اور خالق ساری جہان کا ہی کسی کا

مخلوقات مین سے مقابلہ ہوتا ہے تو یہ لوگ اوس مخلوق کو ترجیح دیتے ہین مثلاً مثل آنحضرت صلعم مین
رعایت جانب آنحضرت علیہ السلام کے کرتے ہین اور پروردگار کی تنقیص اور انکار قدرت سے خوف نہین
کرتے اور جب مقابلہ حدیث شریف اور اماموں کے قول سے ہوتا ہے تو وہان پیغمبر خدا صلعم کی رعایت
نہین کرتے اوس حدیث کو رد کر دیتے ہین اور علما کے قول کو واجب العمل سمجھتے ہین اور اقوال علما الغرض جب
مین اگر مخالف ہوتا ہی تو پیروں کی باتون پر چلتے ہین اور جب پیر ولگا قول بہی جو انکے نفس کے موافق نہین ہوتا
تو پیروں کے قول کو بہی چہوڑتے ہین اور خواہش نفسانی کے تابع ہو رہے ہین بہانبر ایک فتوی جو اس گزٹ
مین چہپا ہی اور اوسپر مہر بہی مولوی کریم اللہ صاحب کے موجود ہی نقل کیا جاتا ہے تاکہ لوگون کو عبرت ہو
اور اس عقیدہ باطلہ سی باز آوین **نقل فتوی** کیا فرماتی ہین علمای دین اور مفتیان شرع متین اس باب
مین کہ زید کہتا ہی کہ اللہ تعالی کو قدرت نہین کہ مثل آنحضرت صلعم کی پیدا کر سکی اور عمرو کہتا ہی کہ اللہ تعالی
کو قدرت تو ہی مگر موافق اپنے وعدہ کے پیدا نکریگا ان دونون مین کون سچا ہی اور یہ اعتقاد جو زید کا ہے
کیسا ہی اور زید کو کیا سمجہنا چاہیے **الجواب** زید جہوٹا ہی اور دعوی اوسکا خلاف عقائد مسلمین ہے اور عمرو سچا ہے
اور اعتقاد زید کا گمراہی اور ضلالت ہے اور ایسے شخص کو گمراہ اور اہل بدعت سے سمجہنا چاہیے اور اوسکی صحبت سے
اجتناب واجب ہے اور جو ایسے شخص کے کہنے کو قبول کرے اوسکو بہت تنبیہ کرنی چاہیے اور نماز بہی ایسے شخص کے
پیچہے نہ چاہیے اسواسطے کہ ایسی شخص کے کفر اور عدم کفر مین علما مختلف ہو رہے ہین اور قریب کفر ہونے مین کچہ
شبہ نہین ❊ اور اس فتوی کا پر مہر مولوی کریم اللہ صاحب اور مہر مولوی نذیر حسین صاحب اور مہر مولانا
قطب الدین صاحب اور مہر مولوی ضیاء الدین صاحب کی ثبت ہی اور لوگون مین یہہ بہی سنا گیا کہ بعض

صاحب اس سی ترقی کر کی شیطان اور یزید کی مثل کو بھی اللہ تعالی کی قدرت سے خارج جانتے ہین اور اوسکا اقرار کرتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون یہہ مرتبہ غلو ان لوگون کا پہنچا ہے مومن کو چاہیے کہ اللہ جل جلالہ کی عظمت اور محبت ہمیشہ دل مین رکھے اور راہ حق کو اختیار کرے اور سچ یہہ ہے کہ جو کوئی منکر قدرت حق تعالی کا مثل آنحضرت صلعم پر ہو یا آنجناب کو خاتم النبیین نہ جانے اور وقوع مثل کا اب بعد آنحضرت صلعم کے قائل ہو تو دونون کافر ہین + **سوال ۲** ا شیخ سدو کا بکرا احمد کبیر کی گای اور مدار کا مرغا عبد الحق کا توشہ درست ہے یا نہین

الجواب شیخ سدو کا بکرا اور احمد کبیر کی گاے اور مدار کا مرغا اور شاہ عبد الحق کا توشہ درست نہین اور یہہ افعال مشرکین سی ہی اور مشرک لوگ اپنی اپنی فرعوم چیزون کو نافع اور ضار سمجھکر اس قسم کی افعال بجا لاتے ہین اور کسی مسلمان کا اسمین اختلاف نہین یہہ سب چیزین ممنوع ہین اور کرنیوالا اسکا مشرک اگر کوئی شخص توشہ وغیرہ مین کچھہ تاویل کرلی تو یہہ بات اہل دین کی نزدیک غیر مقبول ہی البتہ بکرا شیخ سدو اور احمد کبیر کی گای مین بعض مخالفین کلام کرتی ہین کہ آیا گوشت ایسی جانور کا جو بسم اللہ اللہ اکبر سی ذبح ہو حلال ہی یا نہین اور فاعل اسکا جمہور علما کی نزدیک کافر ہے اور بعض نے حسن ظن کی سبب سے تکفیر مین توقف کیا ہی در مختار مین ہی ف وفاعلہ جمہورہم قال کافر + وفضلی و اسماعیل لیس بکفر + اور
(اور اسکے فاعل کو جمہور فقہا نے کہا کہ کافر ہے اور فضلی اور اسمعیل اوسکے تکفیر نہین کرتے)
فصول عمادی مین ہی جو کوئی گاے یا اونٹ کسی حاجی یا نمازی کی تعظیم کے لئے ذبح کرے تو اسماعیل زاہد نے یہہ بات کہی ہی کہ شیخ امام عبد اللہ اور شیخ امام ابو حفص اور قاضی امام ابو علی نسفی اور حاکم امام ابو عبد الرحمن کاتب اور شیخ امام عبد الواحد اور شیخ امام ابو اسحق اور حاکم امام ابو محمد ایسی شخص کی تکفیر کرتی ہین انتہی اور مکاتیب حضرت مجدد و صاحب یمن ہے و حیوانات را کہ نذر مشایخ کنند و بر سر قبرہای ایشان رفتہ آن حیوانات را

ذبح می نمایند و در روایات فقهیه این عمل را داخل شرک ساخته اند و درین باب مبالغه نموده و این ذبح را از جنس
ذبائح جن انگاشته اند که ممنوع شرعیست و داخل شرک از این عمل نیز احتراز باید نمود که شائبه شرک دارد و چه ذبح کار
است که نذر ذبح حیوانی کنند و ارتکاب ذبح آن نمایند بعینه بذبائح جن ملحق سازند و تشبه بعبده جن پیدا کنند
اب کلام ایسی جانور کی گوشت مین رہا تو تمام کتب فقہ مین ایسی جانور کو جو غیر اللہ کی واسطے ذبح ہو حرام لکھا
درمختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالی
علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم انتہی فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی و رجل ذبح لوجہ الانسان فی وقت الخلعۃ
والتہانی فی الخوازلت ربما اشتبہ لک قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن فضل ہذا اکفر والمذبوح میتۃ لا تؤکل قال
الشیخ الامام اسمعیل الزاہد اذا ذبح الابل والبقر فی المخاوزات لقدوم الحاج او الغزاۃ قال جماعۃ من العلماء
یکون کفرا الخ اور فتاوی عالمگیریہ اور فتاوی ابراہیم شاہی اور اشباہ والنظائر وغیرہ مین بھی ایسے جانور کو
حرام لکھا ہی بلکہ اشباہ والنظائر مین کئی جگہ ایسی ذبیحہ کو حرام کہا ہی اور تفسیر کبیر اور نیشاپوری مین کہ
بہت معتبر تفسیرین ہین لکھا قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا
وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جو مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اوس ذبح سی التقرب الی غیر اللہ
مقصود رکہی تو وہ مسلمان مرتد ہی اور ذبیحہ اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہی یعنی جیسی ذبیحہ مرتد کا حرام ہی ویسے
ہی اوسکا ذبیحہ بہی حرام ہی اور تفسیر جداد اور تفسیر عبد الصمد مین بہی ایسی ذبیحہ کو حرام لکھا ہی اور اوسکے
کہانی سی اجتناب واحتراز لازم ہی جو اشخاص کہ اوسکی حلت پر مصر ہین اونکی نزدیک بہی ایسی گوشت کے
کہانی مین نسبت اوس گوشت کی کہ قصاب سی آٹہ دو آنہ سیر خرید جاوے کچہ فضیلت و ترجیح نہین ہے

اگر اوسکی حرمت صحیح ٹھہری جیسی کہ عبارت جمہور فقہاسے مستفاد ہی تو فرمائی کہ اس گوشت مین اور مسگ
و خوک کی گوشت مین کیا تفاوت ہوا مفت مین حرام خور ٹھہرے اور گھر اپنا جہنم مین بنایا معاذ اللہ
عن ذلک مخالفین یہان پر ایک شبہہ بیان کرتی ہین اور وہ یہہ ہی کہ تفسیر بیضاوی مین سورہ بقر کی تفسیر
مین لکہا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم والاہلال اصلہ رؤیۃ الہلال یقال اہل الہلال
واہللتہ لکن لما جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر اذا رای سمی ذلک اہلالا ثم قیل لرفع الصوت
وان کان لغیرہ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اہلال کے معنی بلند کرنے آواز کے وقت ذبح کے ہین اور یہہ شیخ سدو
کے بکرے مین موجود نہین کیونکہ وہ خدا تعالی کے نام پر مذبوح ہوتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اصل معنی اہلال
کے مطلق رفع صوت کے ہین چنانچہ صراح مین ہی واصلہ رفع الصوت تفسیر مدارک مین ہے واصل الاہلال رفع
الصوت ایسی ہی تفسیر جلالین مین ہے اور کتب لغت سے بھی مثل قاموس وغیرہ کے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو
شخص یہہ کہے کہ اہلال کے معنی رفع صوت عند الذبح کے ہین وہ غلط کہتا ہے رہی یہہ بات کہ بیضاوی نے
یہہ قید کیون لگائی جواب اسکا یہہ ہے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے لکہا کہ یہہ قید موافق عادت
مشرکین اوس زمانہ کے ہی اور وہ اسطرح پر اہلال کیا کرتے تہی حیث قال وما وقع فی البیضاوی وغیرہ
من التفاسیر الخ انہم قالوا وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما رفع الصوت بہ عند ذبحہ للصنم فمبنی علی جری عادۃ
المشرکین فی ذلک الزمان الخ خلاصہ یہہ ہی کہ حضرت کے وقت مین مشرکین جب غیر اللہ کیواسطی ذبح کرتی
تہی تو غیر اللہ کا نام ہی اوسپر پکارتی تہی بخلاف ہماری زمانہ کی مشرکین کے کہ وہ وقت ذبح کی نام خدا کا
بنا بر عادت لیتی ہین اور باطن مین ذبح تقرب غیر خدا کی لئی کرتی ہین اسواسطی بیضاوی نی یہہ قید لگادی

اور غور کرنیکا مقام ہے کہ اگر قید عند الذبح کی مفہوم اہلال مین داخل ہوتی تو قید تعظیم کی بھی مفہوم اہلال
مین داخل ہوتی کیونکہ بیضاوی نے کہا ہی رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم لیں جاہیے کہ سوای بت کے اگر اور
یعنی بلند کیا گیا ہی آواز اوسپر بوقت ذبح کرنیکے واسطے بت کے ۱۲
کسیکا نام کا جاوے اور ذبح کیا جاوے تو وہی حرام نہو وہذا باطل بالاجماع اور خود قاضی بیضاوی نی اس آیت
کی تفسیر میں دوسری جگہ کہا وما اہل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت لغیر اللہ کقولہم باسم اللات والعزی
اور نہیں جسپر کہ مشہور کیا جاوے واسطے غیر خدا کے یعنی شہرت دی گئی ہو اسکے کرنے کو واسطے غیر خدا کے مثل
عند ذبحہ انتہی اس عبارت سے مثل سفیدہ صبح روشن ہوگیا کہ قید عند الذبح ہرگز مفہوم اہلال مین داخل
قول مشرکین کے نام لات عزی کے وقت ذبح دیکھئے ۱۲
نہین اور واسطے تطبیق تمثیل کی کما قولہم باسم اللات والعزی جیسا کہ کہا جاتا ہی الفاعل مرفوع کما فی
ضرب زید علاوہ بریں در مختار سے ہمنے نقل کیا کہ جو چیز واسطے تقرب غیر اللہ کے ذبح کیجاوے وہ بھی ما اہل
بہ لغیر اللہ مین داخل ہی پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہتا ہی کہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے معنی اس ۱۲
آیت کے خلاف تفاسیر قدیمہ کی کہی ہین وہ خاطی ہی +

سوال ۱۴۳ الٰہی بخش یا رسول بخش یا نبی بخش یا عبد الحسین یا عبد النبی یا علی اکبر القیاس اور اس قسم کے نام رکھنا کہ
جسمین نسبت انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طرف ہوتی ہی کیسا ہی + **الجواب** اس قسم کی نام رکھنا جائز
نہین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز مین تحت آیہ کریمہ ولا تجعلوا للہ اندادا کی اقسام
مشرکین میں لکھتے ہین از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلان وعبد فلان می گویند
واین شرک بتسمیہ است شاہ ولی اللہ صاحب فتح الرحمن مین تحت آیہ کریمہ فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء
لکھتے ہین مترجم گوید این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کند وچون
فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد ودر تسمیہ شرک بکند وانیجا دانسته شد کہ شرک در تسمیہ نوعی از شرک

است چنانچہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام نہند واللہ اعلم انتہی اور حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے

ہیں ومنہم من اعتقد ان اللہ ہو السید وہو المدبر لکنہ قد یخلع علی بعض عبیدہ لباس الشرف والتالہ

اور بعض مشرکین کا یہ اعتقاد ہے کہ سردار اور مدبر تو خدا ہی ہے لیکن وہ اپنے بعضے بندوں کو کبھی خلعت شرف و تالہ عنایت کر دیتا ہے اور انکو

ویجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ ویقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علی کل قطر ملکا و

بعض امور خاص میں اختیار دیدیتا ہے اور انکی شفاعت کو بندوں کی نسبت قبول کر لیتا ہے جیسے کہ شاہنشاہ ہر جانب میں ایک صوبہ بھیجتا ہے اور تدبیر

یقلدہ تدبیر تلک المملکۃ فی ما عدا الامور العظام فیتلجلج لسانہ ان یسمیہم عباد اللہ فیسمیہم وغیرہم فعدل

اوس ملک کی بستثنائے امور عظام اوسکے تفویض کر دیتا ہے پس لڑکھڑاتی ہے زبان مشرکین کی اون کو بندگان خدا کہنے سے کہ اپنے تئیں دوسروں کے مثل

عن ذلک الی تسمیتہم ابناء اللہ ومحبوبی اللہ وسمی نفسہ عبدا لاولئک کعبد المسیح وعبد العزی وہذا

پس اس سے عدول کیا اور کہتے ہیں اونکو خدا کا بیٹا اور محبوب الٰہی اور اپنا نام رکھتے ہیں اونکا عبد کر کے مثل عبد المسیح اور عبد العزی کے اور یہ مرض

مرض جمہور الیہود والنصاری والمشرکین وبعض الغلاۃ من منافقی دین محمد صلعم فی یومنا ہذا انتہی اور مثل

جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین کا ہے اور بعض غالی منافقین کو دین محمد صلعم سے ہمارے زمانہ میں ۱۲

اسکے بدور بازغہ میں لکھکر فرماتے ہیں فسموا انفسہم عبد المسیح وغلام فلان الخ ابن حجر مکی شرح منہاج

پس نام رکھتے ہیں اپنا عبد المسیح اور غلام فلانے کا ۱۲

میں لکھتے ہیں ویحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ او الدار او علی

حرام ہے کہنا شہنشاہ کا اسواسطے کہ یہہ صفت غیر خدا میں نہیں ہے اور ایسا ہی حرام ہے عبد النبی اور عبد الکعبہ اور عبد الدار اور

او الحسین لایہام الشرک انتہی ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا واما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد

عبد علی اور عبد حسین بسبب ایہام شرک کے ۱۲ اور جو کہ مشہور ہے نام رکھنا ساتھ عبد النبی کے

النبی فظاہرہ کفر الا ان یراد بالعبد المملوک انتہی اور قصہ حضرت آدم کا بھی جسمیں حضرت حوا نے

پس ظاہر اوسکا کفر ہے مگر یہہ کہ عبد سے مملوک مراد ہووے ۱۲

عبد الحارث نام رکھا تھا ممانعت کا موید ہے اور یہہ جو مخالفین بعض اشخاص کے نام بتلاتے ہیں کہ فلانے

کا نام عبد النبی تھا اور فلانیکا فلانا مفید جواز نہیں اگر کوئی عالم خلاف شریعت بات کرے تو اوسکے

کرنے سے حکم شرعی بدل نہیں جاتا مدار بخش سالار بخش کو اسی پر قیاس کر لو اکثر یہہ نام جہال بامید

نفع اور ضرر کے بزرگوں کے کمال اعتقاد سے رکھتے ہیں ۱۲ اور فصول علامی میں ہے ولا یسمیہ حکما ولا ابا الحکم ولا ابا عیسی

اور نہ نام رکھے لڑکے کا حکم اور نہ ابو الحکم اور نہ ابو عیسی اور نہ عبد فلان

سوال ۱۴۲ — نماز معکوسہ کا پڑھنا کیسا ہے

الجواب نماز معکوسہ کا پڑھنا شریعت میں بے اصل ہے اور علما نے اسکو منع لکھا ہے مصرع کے

فتوی میں اسکو ممنوع لکھاہے اور واقع المبطلین میں جوکہ تصنیف ہے فاضل کامل بڑی عالم خلقت کی اور
بڑے فاضل متاخرین کے ابراہیم بن محمود بلخی حنفی مذہب والے اللہ تعالی اوسپر رحم کرے لکھا ہے کہ کیا کہتے ہیں
دین کے امام کہ اللہ تعالی اونسے راضی ہو اوس جماعت کے حق میں کہ انہوں نے اپنی عادت کی ہے اور اوسپر مصر ہیں
اور اوس سے باز نہیں رہتے اور دلیل پکڑتے ہیں کہ بڑی بڑی شہروں میں اسیطرح کرتی ہیں ہم بھی یہی
کرینگے یعنی پکارنا فلانی فلانی شخص کو اور چلنا عراق کی طرف بعد نماز کے آیا یہی قول فقط صحیح ہوتا ہے
یا نہیں اور یہہ فعل حرمت سے خالی ہوتا ہے یا نہیں اور یہہ جماعت معذور ہوتی ہے یا نہیں بیان کریں
خدا کے یہاں سے اجر پاؤگے جواب نہ کتبہ محمد بن محمود الکشانی رحمہ اللہ نہ کتبہ مظفر ابن محمود البلخی رحمہ اللہ
نہ کتبہ محمد بن طاہر بخاری نہ کتبہ یوسف بن محمود السمرقندی نہ کتبہ مظفر ابن المنصور الجانی نہ کتبہ محمد
بن مظفر بن منصور الملجانی نہ کتبہ محمد بن فخر الدین الحوارثی نہ کتبہ ابراہیم بن اسمعیل النیشاپوری نہ کتبہ
محمد بن ابی بکر الہندی نہ کتبہ علی بن محمد بن قاضی حمید الدین ناگوری تھا اور السیح ہے میں محک الطالبین میں
اور مدارک السالکین میں ہے اور جیسے کہ یہ بہتان باندہا ہے بڑے مشائخوں پر مانند اٹھانے قدموں کا
کے بعد نماز کے عراق کیطرف وہ شخص کافر ہے یہہ وہ لوگ ہیں کہ جو اونکے دلمیں ہے خدا خوب واقف ہے
اور ہٹ تو انکی پاس سے اور نصیحت کر انکو اور کہو تو انکے حق میں بڑا درجہ کا کہنا ہلاکت ہو جیو اونکی واسطے
کیا دور کیا ہے ہیں حقیقت ایمان سے اور اللہ خوب جانتا ہے فقط یہہ سب عبارتیں مفتی صدر الدین خاں صاحب
دہلوی کی فتوی سے نقل کی گئیں اور شرح کفر ممنوع ہونا اس فعل کا اور کنا تو میں بھی مسطور ہے عقیدہ اسلامیہ
مصنفہ ملک العلماء قاضی شہاب الدین میں ہے بیان الفاظ الکفر والافعال التی تحبط بہا الطاعات لکھا
بیان ہے الفاظ کفر اور ان افعال کا جنکے سبب سے عبادات تمام حبط ہو جاتی ہیں

من الخواص والعوام سواء كانت بالقصد او بالسهو منها استباحة استماع اصوات الملاهي وخلوة الاجنبيات

والنظر الى الامارد وصبيح الوجه وضرب الاقدام لعند الصلوة الى العراق افتراء على المشايخ الذين يتبعون

النبي عليه السلام في الحركات والسكنات والاقوال والاحوال واستحلال المعصية صغيرة كانت اوكبيرة واستخفافها

والاستهزاء بالشريعة وسنتها وطلب الحوائج من الاموات والاستعانة بهم وتكذيب الرسل او واحد منهم فيما

اخبروا من ضروريات الدين وتحقيرهم او واحد منهم وترك التعظيم للملائكة عليهم السلام والتصديق

الكاهن فيما اخبره من الغيب انتهى +

سوال ۱۵- شفاعت بالاذن جو تقویت الایمان مین مذکور ہے وہ غلط ہی یا صحیح اور

ایسی ہی جو اسمین لکہا ہی کہ اللہ تعالی کی شان کے سامنے بڑی مخلوق ہی چمارسی ذلیل زیادہ کفر ہی یا نہین

اور اوسمین اولی آنحضرت صلعم کی ہیجا یا نہین اور بعض لوگ کہتے ہین کہ اسمین حضرت کو بڑا بہائی لکہا ہی اسکا

کیا حال ہی اور یہہ کلمہ کیسا ہی +

الجواب شفاعت کے مقدمہ مین جو تقویت الایمان مین لکہا ہی وہ صحیح ہے اہل سنت کے نزدیک شفاعت باذن

اللہ ہوگی صحیح مسلم مین حضرت انس سے روایت ہی قال قال رسول اللہ صلعم فیاتونی فاستاذن علی ربی

فیوذن لی فاذا انا رایته وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللہ فیقال یا محمد ارفع راسک قل تسمع سل تعطه

اشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیه ربی عزوجل ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجهم من النار

وادخلهم الجنة امام نووی نے شرح مین فاستاذن علی ربی کی لکہا قال القاضی عیاض معناه واللہ اعلم

فیوذن لی فی الشفاعة الموعود بها المقام المحمود الذی اوخره اللہ تعالی واعلمه انه یبعثه فیه انتهی التقسیر شا

مین لکہا وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع فالکافر للکفار [illegible]
والکافر للمؤمنین فشفاعۃ الملئکۃ والرسل انما کانت باذن اللہ تعالی فانہا تکون بالحقیقۃ من اللہ فصح انہ
لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع انتہی تفسیر کبیر مین لکہا ہی واذا کان الامر للمسلمین فنقول قوامیس [illegible]

[illegible]

الا من بعد ان یاذن اللہ فی الشفاعۃ اور یہی اوسمین لکہا قل للہ الشفاعۃ جمیعا ای لا یشفع
احد الا باذنہ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی لانہ ہو الشفیع فی الحقیقۃ وہو یاذن فی الشفاعۃ لمن
من عبادہ انتہی تفسیر کاشی مین لکہا [illegible]
سبحانہ تعالی خوفا انتہی تفسیر جامع البیان مین ہے قل للہ الشفاعۃ جمیعا ای ہو مالکہا لا یستطیع احد
ان یشفع الا باذنہ ولا یشفع الا لمن اذن لہ انتہی شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز مین لکہا
کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است وبس مناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ این کلام برای رد خیال
فاسد اہل کتاب ونیز ہم مشرکان ایشان است از اولاد انبیا واولیا ومتوسلان بزرگان اینکہ خود را
متوسل بزرگان [illegible] میدانند ومی فہمند کہ باوجود کفر وقبایح دیگر بزرگان
یا ما را از عذاب [illegible] خواہند ساخت وطریق رد این خیال آنست کہ شفاعتیکہ شما متوقع آن
ہستید [illegible] دران روز واقع نخواہد شد زیرا کہ شفاعت ہر شفیع دران روز موقوف بر حکم الہی خواہد

وچون شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد جای اعتماد نماند چه توسل بآن شفیع در حصول آن کفایت نخواہد
کرد بلکه حکم الٰہی ہم درکار است واین در خطر است شود یا نشود وشما به محض توسل بکاملی نازش نکنید
که این توسل مستقل نیست انتہی الغرض شفاعت بالاذن واسطے رفع درجات وحط سیئات کے تمام اہل سنت
کا مذہب ہے اور یہ بات کہ وہان کچھ اذن کی حاجت نہین محض غلط ہے صارم مکی مین ہے فمن انکر شفاعة
پس جو شخص کہ انکار کرے
نبینا صلعم فی اہل الکبائر فہو مبتدع ضال کما ینکرہا الخوارج والمعتزلة ومن قال ان مخلوقا یشفع عند اللہ بغیر
شفاعت ہمارے نبی کا اہل کبائر کے حق مین پس وہ مبتدع ہے گمراہ ہے جیسا کہ منکر ہین اسکے خوارج اور معتزلہ اور جو شخص کہے کہ کوئی مخلوق کی شفاعت عند اللہ بغیر اوسکے اذن کے
اذنہ فقد خالف اجماع المسلمین ونصوص القرآن قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ وقال
ہووے پس بیشک خلاف کیا اوسنے اجماع مسلمین اور آیات قرآن کا فرمایا اللہ تعالی نے کون ہے وہ شخص کہ شفاعت کرے اوسکے حضور مین بغیر اوسکے اذن کے اور فرمایا اور
تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی وقال تعالی وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان
شفاعت کرینگے مگر واسطے اوس شخص کے کہ راضی ہو اوس سے خدا اور فرمایا اور بہت ہین فرشتے آسمانون مین کہ نکار آمد ہوگی شفاعت اونکی مگر بعد اسکے کہ حکم دیوے
یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی وقال تعالی وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا ہمسا یومئذ لا تنفع
جس شخص کے واسطے کہ چاہے اور راضی ہو اوس سے اور فرمایا کہ پست ہو جاوینگے آوازین بسبب خوف خدا کے پس نہ سنیگا تو مگر بہت ہلکا اور دن
الشفاعة الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا وقال تعالی ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع و
نہ نافع ہوگی شفاعت مگر اوس شخص کے واسطے کہ اذن الٰہی ہو جاوے اور راضی ہو اور دے قول اسکا اور فرمایا نہین ہے واسطے تمہارے سوائے خدا کے کوئی حمایتی
مثل ہذا فی القرآن کثیر انتہی اور یہ بھی وسیم ہے ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن لہ وقد فسروا
اور نہ شفیع اور مثل اسکے قرآن مین بہت جگہ ہین ۱۲ اور نہ نافع ہوگی شفاعت مگر اوس شخص کے واسطے کہ اذن ہو جاوے تفسیر اسکی
بانہ یوذن للشافع والمشفوع لہ جمیعا فان سید الشفعاء یوم القیمة محمد صلعم اذا اراد الشفاعة
کی مفسرین نے اس طرح کی ہے کہ اذن دیا جاویگا واسطے شفاعت کرنیوالے کے اور جس شخص کے واسطے کہ شفاعت کیجاتی ہے جمیعا پس تحقیق سید الشافعین محمد صلعم
قال فاذا رایت ربی خررت لہ ساجدا فاحمدہ بمحامد یفتحہا علی لا احسنہا الآن فیقال لی ارفع راسک
قیامت کے روز جبکہ ارادہ کرینگے شفاعت کا فرمایا جناب نے پس جب کہ دیکھونگا مین رب اپنے کو گر پڑونگا مین واسطے اوسکے سجدہ کرنیوالا پس حمد کرونگا مین اوسکی انواع
وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع قال فیحد لی حدا فادخلہم الجنة وکذالک ذکرہ فی المرة الثانیة
محامد سے کہ کھولدیگا مجھ پر جنہین بیان نہین کر سکتا ہون مین اب پس کہا جاویگا واسطے میرے اوٹھاو سر اپنا اور مطلب کہو سنا جاویگا اور سوال کرو عطا کیا جاویگے اور شفاعت
والثالثة ولہذا قال ولا یملک الذین من دونہ الشفاعة فاخبر انہ لا یملکہا احد دون اللہ وقولہ الا من
کرو قبول ہوگی دو فرمایا حضرت نے پس مقرر کیجاویگی واسطے میرے پس داخل کرونگا مین لوگون کو بہشت مین ... دوسرے مرتبہ اور تیسرے مرتبہ کا
شہد بالحق وہم یعلمون استثناء منقطع ای من شہد بالحق وہم یعلمون ہم اصحاب الشفاعة منہم الشافع
ذکر فرمایا ... لیکن جو شخص کہ گواہی دیوے ساتھ حق کے ...
ومنہم المشفوع لہ انتہی یہ ایک فتوی ہے علمای دہلی اور لکھنو سے طلب کیا گیا تھا سیستہ علمانا ہے
... بعض ان مین شافع ہونگے اور بعض مشفوع لہ ۱۲

شفاعت بالاذن کو بالاتفاق مذہب اہل سنت قرار دیا اور صاحب تقویت الایمان کی تقریب کی
اور مخالف کے عقیدہ کو غلط بتلایا اور دوسری بات جو تقویت الایمان سے نقل کی اُسکا حال یہہ ہے کہ
اس کلمہ سے بے ادبی آنحضرت صلعم کی اور کفر ہرگز لازم نہیں آتا ہی البتہ اولی یہہ ہی کہ ایسا
کلمہ کہ جس سے عوام گمراہی مین زبان پر نہ لاوے فواد الفواد حضرت نظام الدین اولیا مین لکھا ہی
سخنی سخن در توکل افتاد فرمود کہ اعتماد بر حق باید کرد و نظر بر ہیچکس نباید داشت بعد ازان بر لفظ
مبارک راند کہ ایمان کسی تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنان نماید کہ پشک شتر اور ترجمہ عوارف
المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کی باب سوم فصل سوم در معرفت بعضی از صفات نفس مین
مرقوم ہی واین صفت از نفس بر نخیزد الا بمعرفۂ حقارت مقدار خلق چنانکہ رسول اللہ صلعم ازان خبر داد
لا یکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر انتہی اور اباعر جمع بعرۃ کی ہی اور بعرہ
کی معنی پشک شتر کے ہین جسکو ہندی مین مینگنی شتر کہتے ہین شیخ سعدی بوستان مین لکھتے ہین ۵

دل اندر صمد باید ای دوست بست — کہ عاجز تر است از صنم ہر کہ ہست

تب معلوم ہوا کہ قدرت پروردگار تعالیٰ شانہ کی بیان مین اگلی علمانے اس سے زیادہ کلمات کا
بہی استعمال کیا ہی تنقیص شان کسی بڑی کی اس سے ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ زعم مخالفین کا ہی لیکن
اگر اور عبارت سے ادا کرین تو بہت عمدہ ہی اور لفظ بڑی بہائی کا حال یہہ ہے کہ وہان صاحب تقویت الایمان
نی ترجمہ حدیث کا کیا ہی اور لفظ حدیث کے یہہ ہین اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی عبادت کرو تم رب اپنے کی
اور تعظیم کرو [illegible] تقویت الایمان نے لفظ بڑی بہائی کا [illegible] واسطے [illegible] لکہا تہا اگر مخالفین کو یہہ بات ناگوار [illegible]

ہو تو اس لفظ کو کتاب میں سے کاٹ دیں فقط لفظ بھائی کا یا کوئی اور لفظ بھائی کے ساتھ لگا دیں جس
عالم سے پوچھا جاویگا وہ اس سے بڑھ کر اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل بیان نکریگا اور اخوت سے
مراد یہاں اخوت بنی آدم ہونیمیں ہی اور یہہ بات شرعًا اور عقلًا کسیطرح ممنوع نہیں مشکوۃ شریف میں
موجود ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی امت کی لوگوں کو جو آپکی وقت میں موجود نہ تھے اپنا بھائی فرمایا ہی
وہان اخوت سے مراد اخوت ایمانی اور اسلامی ہی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم اتی المقبرۃ فقال
السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون وددت ان قد راینا اخواننا قالوا اولسنا
اخوانک یارسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم یاتوا بعد الخ اور قرآن مجید میں ہے والی عاد اخاہم
ہودا حضرت ہود کو عاد کا بھائی اللہ تعالی نے فرمایا باوجودیکہ قوم عاد کفار تھے۔ الغرض اخوت باعتبار
نسب اور باعتبار دین کے حضرات انبیاء اللہ کے ساتھ بھی ہوتی ہی حضرت پیران پیر نے درود بھیجنے میں
اسطرح کہا ہی کہ ہمارے بھائیوں نبیوں پر بھی اے اللہ تعالی تو درود اور رحمت بھیج چنانچہ کبریت احمر میں
موجود ہی اور بعض اشخاص مثل صاحب فصیحنامہ کے عبارت تقویۃ الفواد اور تقویت الایمان میں فرق بتلاتی
ہیں سو وہ فرق محض غلط ہی لفظ ہمہ اور ہر کا فرق بتلانا ایسی مقام پر ہرگز کسی فارسی دان کے نزدیک قابل قبول
نہیں دونوں کے ایک ہی معنی ہیں ❊

سوال ۱۶۱ - تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑہنا اور اوسپر نذر کی کونڈی چڑہانا اور عرضی لکھکر آویزاں
کرنا اور تعزیہ داروں کو شربت پلانا اور مہدی منت کی چڑہانا اور عشرہ محرم میں غم کرنا درست ہے یا نہیں

الجواب یہہ سب باتیں بدعت اور شرک کی ہیں انسے بچنا واجب ہی فرمایا مولانا شاہ [illegible] صاحب نے

تفسیر فتح العزیز برین برخی از ایشان ارواح مدبره و ملائکه موکله را از مخلوقات یا ارواح انبیاء
اولیاء و عباد و رہبان و احبار و علما را بملاحظه علاقه بندگی خدا و محبوبیت او بالاستقلال محبت برابر
خدا می سازند و [illegible] و مقربین نام آنها می دهند و احکام ایشان را بی تامل دریافته بما برابر وحی
الهی می شمارند و بعضی از ایشان با صور و هیاکل و قبور و معابد و مساکن و مجالس آنها آنچه که در مسجد
و کعبه برای خدا باید کرد بعمل می آرند مانند سر بر زمین نهادن و گرد اگرد گشتن و دست بسته بصورت استقبال
قبله در نماز ایستادن الخ اور تحفهٔ اثنا عشریه مین فرمایا نوع ششم از وهم صورت چیزی را حکم آن چیز دانستن
و این وهم اکثر راه بت پرستان زده و ایشان را در ضلالت افگنده و اطفال خورد سال نیز درین وهم
بسیار گرفتار می باشند اسپان و سلاح و دیگر چیزها را از چوب و گل ساخته خرسند می شوند و حقیقت
اسپ و سلاح می انگارند و دختران خورد سال ایشان دختران از جامهای سبز و منقش و ملون ساخته
باهم نکاح آنها می کنند و شادی می نمایند و در شیعه این وهم خیلی غلبه کرده و قبهٔ حضرت امامین و امیر المومنین رض
و حضرت زهرا تصویر کنند و گمان آنکه این عین حقیقت قبور مجمع النور آن بزرگواران است تعظیم وافر نمایند بلکه سجدات
بیا آرند و فاتحه خوانند و سلام و درود رسانند و بعضی از آنهای منقش و مزین گرفته گرد اگرد استاده
شوند در رنگ مجاوران و داد شرک میدهند و نزد عقل در حرکات طفلان و حرکات این پیران
نابالغ هیچ تفاوت نیست انتهی اور اپنی فتوی مین لکھاہی پس بنانا تعزیہ وغیرہ کا بدعت سیئہ ہی اور ایسی بدعت
کا اختراع کرنیوالا لعین [illegible] ہی اور فرائض اور نوافل اوسکے درگاہ الٰہی مین مقبول نہین چنانچہ
حدیث [illegible] من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین

لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا یعنی جو کوئی نئی بات نکالتا ہی یعنی بدعت سیئہ یا جگہہ دیتا ہی بدعتی کو اوسپر لعنت ہی اللہ کی اور فرشتون کی اور آدمیون کی اور نہین قبول کرتا اللہ تعالی اوسکی فرض اور نفل اور روایت مین آیا ہی من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد یعنی جو کوئی نکالی اس امر مین یعنی ہمارے دین مین ایسی چیز کہ وہ اس سے نہو پس وہ مردود ہی اور اس مجلس مین بہ نیت زیارت اور گریہ وزاری کی بہی حاضر ہونا جائز نہین اسلئے کہ وہان زیارت نہین ہے کہ اوسکے لئے حاضر ہو بلکہ وہ چیزین قابل ازالہ کے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان یعنی جو کوئی دیکہے تم مین کوئی چیز خلاف شرع پس چاہیے کہ بگاڑ ڈالی اسکو اپنی ہاتہہ سی اور اگر ہاتہہ سی نہ بگاڑ سکی تو زبان سی منع کری اور اگر زبان سے منع نکر سکے تو اپنے دل سی برا جانی اور یہہ ضعیف درجہ ایمان کا ہی اور مجلس تعزیہ داری مین جاکر کتاب اور مرثیہ سننے بہی جائز نہین اسلئے کہ مرثیہ اور کتاب مین احوال واقعی نہین ہوتا بلکہ جہوٹ اور افترا اور حقارت بزرگون کی ہی پس سننا اسکا بلکہ جانا ہی ایسی مجلس مین روا نہین چنانچہ حدیث شریف مین نہی واقع ہوئی ہی سننی اور پڑہنی مرثیون کیسی عن ابی اوفی نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی یعنی ابو داود نی روایت کرتی ہین کہ منع فرمایا آنحضرت صلعم نی مرثیون سی اور اگر مرثیون اور کتاب مین احوال واقعی ہو تو سننا اسطرح کی مرثیون اور کتاب کا مضائقہ نہین البتہ ہیئت اجتماعیہ جیسے کہ مبتدع بناتے ہین بنانی سی بچنا ہے کہ مشابہت قوم مبتدعین کی ہوتی ہے اور اونکی مشابہت سے احتراز اور اجتناب ضرور ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی جو کوئی مشابہت کسی قوم کی کرے پس وہ بہی انہین مین

سیوطی نے رسالہ مولد میں کہا ہے دیکھو قال ابن رجب فی کتاب اللطائف فی ذم الرافضہ حیث اتخذوا یوم

عاشوراء ماتما لاجل قتل الحسین رضی اللہ عنہ لم یامر اللہ ولا رسولہ باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتہم ماتما

فمن دونہم انتہی اور مجمع بحار الانوار میں لکھا ہے وما یقول من الحکایات والمناقب لیبکی ویجمع

فان ذلک مکروہ وکذا المجالس لمصیبۃ الحسین فیجتمع الرجال والنساء فیبکون انتہی اور امام غزالی اور

شاہ ولی اللہ صاحب اور ابن حجر صاحب اور مرزا مظہر صاحب یالس الابرار کے کلام سے بھی منع ہونا غم اور ماتم مجلس کا

ثابت ہے اور مولوی روم صاحب نے بھی مثنوی میں اس غم کرنے کو برا کہا ہے الغرض بغیر تجدید مصیبت کے

غم کرنا اور سبط پیغمبر بدون تجدید نعمت کے خوشی کرنی ہرگز جائز نہیں اور مصیبت کا باب منجانب اللہ

ہونا ہماری ساتھ متعلق ہے چنانچہ سیوطی سے منقول ہو چکا ہے اور یہی سیوطی نے کہا ہے کہ فعل غم

کا شرع میں ثابت نہیں فقط وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ واصحابہ اجمعین

— تمام شد —

چکیدہ خامۂ عطارد رقم نسخہ تماشا مضامین معانی	التقریظ انجمن حسن ۱۹ ۳	اعنی جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب اعجاز رقم سہوانی

واحد مطلق کہ لوائح وحدت بنا کرد ۸۹ ۱۳	ودلی قانون ترجیلب بندہ ۸۹ ۱۳۰	الشائر البالغ عقل ودین آرائش داد ۸۹ ۱۳
بزرگان بہاتق بغیر ناخن داد ۸۹ ۱۳	ہر دم ستائش رامنزل ۸۹ ۱۳	واجل ثناء وثنائش حیلہ زیبا ۸۹ ۱۳
[illegible] ابواب ایمان ۸۹ ۱۳	ترک بدعت بیان ۸۹	چون ولبنر ابراہ وین معہاری امید ۸۹ ۱۳
وقوانین بلند آوازہ شرع مستقیم مرشد ۸۹	تروج لعت نائق انشایاکنند ۱۳	والواحدت المقر راساسع بیان ۸۹

امابعد سپاس بی قیاس کہ جج زبانی ۔ خسروی کمال نادلے ۔ حقیر پاکان محمد عبدالعزیز اعجاز رقم

گزارش مقاصد را میے نگارد ۔ و نگارش مطالب از زبان کلک سیاہی گزار اکنون کہ بدعت بلند آواز و یکجال است

و جہانی نہال شرکت دام و بال است ۔ شریعت الٰہی بحر ناحی نماندہ ۔ و سنت نبوی عنقبہ صفت جاندہ ۔

تو ایں ہمہ عنبان زروند باو ارے ۔ و متبع سنت یکے از ہزارے ۔ آ اہل سنت و جماعت دو نوع اند ۔

یکی با حقی و دیگر وہابی کہ باہم نزاعی با دہ بوداند ۔ پس اوجیالا نزاد فاخر حسین صاحب ۔ باروی مرتبت والا مناصب ۔

بعطر قول فیصل یح لا جواب کتابی با لقلم داده اند ۔ در حقیقت باب جاوہ دین کشادہ اند ۔ برہان لسیاطم صراط مستقیم ۔

یا بحر محیط دین پابندہ راہ مستقیم ۔ تا مثلش چشم ندیده بود ۔ و نہ گوش خوش جہانی شنیده ۔

حق آنکہ رفیع آئینہ سعی نما است ۔ و عقاید صافیہ را گوہر بہا است ۔ اگر مہر صباح ہدایت دانم روا ۔

دارباہ کعبہ جلال دین حق خوانم بجا ۔ قانون شریعت محمدی ۔ آئین عقائد طریقت سرمدی ۔

الٰہی مصنف کتاب ہمین قائم باشد ۔ و بدین دولت بارور دائم باد ۔ فقط زیادہ بے زدہ و غلط ۔

تاریخ زیبندہ

دریاندہ نمای شرک و بدعت است		ای مجرم دین بیا شریعت اینست
حقانیو و ازین کتاب بہتر		نادیدہ بہ بین بروبہ اینست

دیگر قطعہ تاریخ

تصنیف شدہ کتاب بے مثل	ماحی نشان شرک و بدعت	ہم زاحق باطل [illegible]
ہم ناطق و کاشف حقیقت	اعجاز بجستہ سال تاریخ	دل گفت بوارق شریعت

دیگر

دراصول دین حق فاخر حسین — کرد تصنیف این کتابی لاجواب
از پی تاریخ این نقش بدیع — زد رقم دلکش کتاب مستطاب
۱۲۸۹

دیگر

شد مرا فخر چو فرمود مصنف ازمن — بهر این نسخه بکن ثابت و مثبت تاریخ
گفت فی الفور دم فکر من هاتف غیب — هان بگو آئینهٔ مذهب و ملت تاریخ
۱۲۸۹

تاریخ چکیدهٔ قلم اعجاز رقم حقیقت پناه معرفت آگاه مقبول بارگاه سبحانی حکیم سید نذیر احمد شاه صاحب سهسوانی

چون مصنف این رساله را نوشت — رستی و رنید هر یک گهنهاد
خواستم تاریخ کریم ای نذیر — ستد بشارت داد با صبح خوب باد
۱۲۸۹

تاریخ ریختهٔ خامهٔ معنی طراز اعجاز پرداز مخترع بذل و کرم مبدع فیض ساتی میر بنیاد علی صاحب سهسوانی

چون تمام نمود فاخر این کتاب — مرحبا فرمود هر اهل کلام
میر بنیاد علی تاریخ سال — زد و گفته چشمهٔ فیض دوام
۱۲۸۹

تاریخ نتیجهٔ فکر سخنور خوش بیان میر مظهر علی متخلص بحاکم رئیس سهسوان

چه اتمم سخن من [illegible] کتاب — گلی است حاکم ز باغ بهشت
اگر فکر تاریخ داری بدل — بمحمود آمد قول فیصل نوشت
۱۲۸۹

تاریخ تصنیف مولوی سید محمود حسن صاحب محمود متخلص سهسوانی

نغمه خیز است چو قانون شریعت محمود — چه چه سازی که رباب از ترنم شد دل
می سراید عشاق بسرود همالش — مثبت حکم حق و ماحی دین باطل
۱۲۸۹

تاریخ نتیجہ فکر شاعر خوش سلیقہ و باشعور مولوی سید غفور احمد صاحب غفور سہسوانی

تصنیف ہوئی کتاب نادر — دل حزن ہوا جس سے منکرین کا
تاریخ غفور نے جو چاہے — بولا ہاتف چراغ دین کا
۱۲ ۸۹

نتیجہ طبع جودت و فطانت لمع مولوی سید عبد الباقی صاحب سہسوانی

این کتابیست آنکہ تعریفش — ہست خارج ز عد و حد حساب
گفت باقی ز بہر تاریخش — ما رحیب واد خوب خوب جواب
۱۲ ۸۹

تاریخ تراویدہ قلم منبع جود و کرم مفتی سید عسکری احمد صاحب سہسوانی

لکھا منشی بے بدل نے رسالہ — مضامین ہیں جسکے معانی ہیں فاخر
لکھی عسکری نے یہ تاریخ اوسکی — عجب قول فیصل کیا ہے ما یہ گا آخر
۱۲ ۸۹

تاریخ ریختہ قلم مولوی سید علی صاحب حیدر سلمہ اللہ رئیس سہسوان

بدعتی دید چو این طرفہ کتاب ای حیدر — کرد اقرار بحقیت حق سنت
دل ز جان کند و بانصاف برآے تاریخ — برملا گفت زہے قاطع بیخ بدعت
۱۲ ۸۹

تاریخ فکر صائب منشی محمد عبد الباسط صاحب سہسوانی

آنکہ نام حسین معتمد علم — نام از و یافت مکتب مذہب
کرد تصنیف بے نظیر کتاب — جملہ حلال مطالب مذہب

اہل دین یابی قال نشستہ سجان — رأیت اثبت مذہب مذہب
گشت سیراب چون از دین باسط — گفت تاریخ مستغرب مذہب
۱۲ ۸۹

تاریخ بلنظیر و بے مثال نتیجہ طبع شاعر خوش مقال دانای رموز باطن و ظاہر چودہری نادر حسین متخلص بہ نادر رئیس سہسوان

دیکھا جو اس رسالہ نادر وجود کے — اک ایک لفظ و حرف کو نادر حسین نے
معنی طراز کلک نے تاریخ کی رقم — نازک جواب لکھے ہیں فاخر حسین نے
۱۲ ۸۹

تاریخ ریختہ قلم اعجاز رقم جناب شیخ وحید الدین حسین صاحب متخلص وحید رئیس قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور تھانہ دار سہسوان

جو فاخر نے لکھا رسالہ بنا — ہے سومنان خود کی الالتفا
وحید اوسکی تاریخ لکھتا یہ ہے — کہ فاخر لکھا قول فیصل بجا
۱۲ ۸۹ ہجری

قطعہ منجانب محمد مولے بخش صاحب مہتمم مطبع

نسخہ چون گشت فاخر نکتہ سنج — کرد افزون منکرین را درد و رنج
طبع شد فالان آخر لو دو سال — کہ ز روشت صد ہفتاد و پنج
۱۸۷۵